الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے
چین پاتے ہیں سن لو اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا سکون ہے

بہار طریقت

تالیف

پیر غلام النبی چشتی جہانگیری

چک نمبر 99 P تحصیل وضلع رحیم یار خان

Printed by: ALIVE LHR. Tel:7241268

Qadri

وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے چین پاتے ہیں
سن لو اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا سکون ہے۔

اولیاء کرام و صوفیاء عظام کی تعلیمات جو قرب باری تعالیٰ کا موجب ہیں۔ جن سے مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور ولایت نصیب ہوتی ہے۔ کم علمی کی وجہ سے لوگ ان تعلیمات پر اعتراض کرتے ہیں۔ ان تمام اعتراضات کے قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جوابات دیے گئے تاکہ امت مسلمہ کی اولیاء کرام اور ان کی تعلیمات کے بارے میں جو الجھنیں ہیں وہ دور ہو سکیں اور لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے راستے پر گامزن ہو کر کامیاب و کامران ہوں۔

پیر غلام نبی چشتی جہانگیری
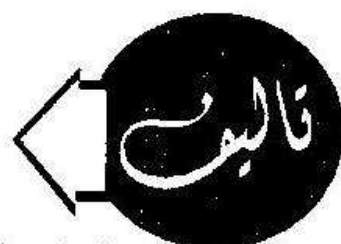
چک نمبر 99/P تحصیل و ضلع رحیم یار خان

نام کتاب	"بہار طریقت"
فیض روحانی	رہنمائے اولیاء حضرت **پیر احمد میاں** مظہر نور خدا
مصنف	پیر غلام نبی چشتی جہانگیری
معاونین	کرامت علی ۔ عطا اللہ ۔ شاہد اقبال ۔ محمد امین چشتی
حسب فرمائش	وابستگان سلسلہ عالیہ قادری چشتی ابو العلائی جہانگیری
سال طباعت بار اول	۱۹۹۸ عیسوی ۔ ۱۴۱۸ ہجری
صفحات	۲۶۰
ہدیہ	۱۰۰/۰ روپے

انتساب

میں کتاب بہار طریقت کو اپنے مرشد غریب نواز رہنمائے اولیاء حضرت پیر احمد میاں مظہر نور خدا قدس اللہ سرہ العزیز اور ان کے خلیفہ معظم حضرت حاجی صوفی اللہ دتہ صاحب دائم اقبال کے اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔

ماشاء اللہ صوفی مشرب ہیں مرشد غریب نواز کے منظور نظر ہیں۔ تارک الدنیا ہیں عاشق پیر ہیں بلکہ محبوب و مطلوب مرشد غریب نواز ہیں۔ برسوں سے سلسلہ قادری چشتی ابوالعلائی جہانگیری شکوری کی خدمت اور تبلیغ فرما رہے ہیں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ان سے فیض پا چکے ہیں۔ حضور شہنشاہ کونین تاجدار دو جہاں خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت سے ان کا قلب لبریز ہے۔ اہل علم کے قدر شناس ہیں۔

پیر غلام نبی چشتی جہانگیری چک نمبر P/99 رحیم یار خان

تائید و تصدیق

ہم من جملہ تمام ساتھی بہار طریقت کی تائید و تصدیق کرتے ہیں کہ تصوف و طریقت کے عنوان پر لکھی جانے والی یہ کتاب بہترین معانی لئے ہوئے ہے۔ اہل تصوف حضرات اس سے بلاشبہ بے بہا فیض حاصل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ جناب پیر غلام نبی صاحب کی اس مخلصانہ کاوش کا اجر عظیم انہیں عطا فرمائے۔ آمین!

خلیفہ مجاز نور احمد ○ فتح پور پنجابیاں
خلیفہ مجاز عبدالحمید چشتی ○ کھڑیانوالہ فیصل آباد
مولانا حافظ منظور احمد ○ جھنگ
محمد جمیل ○ ایم اے اسلامیات' ایم اے عربی وفاق المدارس رحیم یار خان

تمہید

قرآن پاک سورۃ نور میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیکی پر ثابت قدم رہیں گے میں ان کو زمین پر خلیفہ مقرر کروں گا جس طرح ہم ان سے پہلے لوگوں کو مقرر کرتے رہے ہیں اس وقت اولیاء کرام زمین پر اللہ کے خلیفہ ہیں امت محمدیہؐ سے پہلے بنی اسرائیل میں جو نبی علیہ السلام ہوئے ہیں وہ اللہ کے خلیفہ تھے چونکہ حضورؐ کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا اس لئے امت کو فیض و برکت پہنچانے کیلئے ولایت کا دروازہ کھولا ہے اور یہ لوگ نبیوں کی طرح مخلوق کی خدمت کررہے ہیں قرآن پاک میں دوسرا اشارہ بھی اولیاء کرام ہی کی طرف ہے کہ حشر میں تمہیں تمہارے اماموں کے ساتھ بلاؤں گا اور تمہارا اعمال نامہ دائیں ہاتھوں میں پکڑاؤں گا یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کے ساتھیوں کو جنت کی بشارت فرما رہے ہیں۔ سورۃ کہف میں باری تعالیٰ اس بات کی ترغیب دے رہے ہیں کہ میرے بندوں کے پاس جانے سے تمہیں علم معرفت حاصل ہوگا جو کہ کتابوں سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس میں ولایت اور اس کے علم کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے بندوں کو الہامی طریقہ سے علم عطا فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک جتنے بھی بڑے بڑے بزرگ ہوئے ہیں سب کے سب مرید ہوئے اور ولایت کو پہنچے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب و معزز رسولوں کی تعظیم کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ میری عبادت کرو اور میرے نبیؐ کا ادب کرو ان کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو ورنہ تمہارے نیک عمل ضائع ہوجائیں گے اور روز ازل فرشتوں سے ادب کروا کر ادب کا طریقہ سکھایا اور دوسرا ثبوت سورۃ یوسف میں بیان فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام نے فرشتوں کی طرح یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ کیا یہ سجدہ عبادت نہ تھا بلکہ سجدہ

تعظیم تھا جس کی منسوخی کا حکم قرآن پاک میں کہیں نہیں آیا صحابہ کرامؓ میں رائج رہا اولیاء کرام میں رائج ہے۔ قلبی ذکر کی تعلیم جو کہ عین قرآن پاک کے مطابق ہے یہ بھی اولیاء کرام کرتے آرہے ہیں قلب کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے نفس کے ساتھ جہاد حسد و بغض جیسی روحانی بیماریوں کا علاج شیطان سے حفاظت کے لئے تصور شیخ صراط مستقیم اللہ کے انعام یافتہ بندوں کا راستہ قرآن و حدیث کی روشنی میں زیر نظر کتاب بہار طریقت میں اس قدر اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے گویا کہ کوزے میں دریا بند ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت کہیں گے آج وہی زمانہ ہے کہ جن عبادات سے لوگ اللہ کا قرب حاصل کرتے رہے ہیں اور منصب ولایت تک پہنچ کر بامراد ہو کر دنیا سے گئے ہیں اور زندگی میں جنت کی بشارتیں نصیب ہوئیں ان تعلیمات کو آج کفر شرک اور بدعت کہا جاتا ہے اس سے زیادہ مخلوق کی بدبختی اور کیا ہوسکتی ہے چند لوگ گمراہ ہوئے انہوں نے اپنے باطل عقائد کو سادہ لوح مسلمانوں پر مسلط کر کے گمراہ کر دیا اور اپنی گمراہی کو بزرگوں کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ ایسے لوگوں کا بزرگوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیونکہ بزرگان دین ہمیشہ قرآن و حدیث کے مطابق تبلیغ فرماتے رہے ان کا کوئی قول و فعل قرآن و حدیث سے نہیں ٹکراتا۔

ذات باری تعالیٰ سے استدعا ہے کہ امت مسلمہ کو بہار طریقت کے مطالعہ سے بھرپور استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور مصنف کتاب ہذا پیر غلام نبی چشتی کو بھی جان اور ایمان کی صحت اور برکت عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

سجادہ نشین عبدالحمید جہانگیری نواں پنڈ سکھر

وجہ تالیف

سلسلہ عالی قادری چشتی ابوالعلائی جہانگیری اب کسی تعارف کا محتاج نہیں پوری دنیا میں نسبت جہانگیری کا راج ہے عالم اسلام میں صاحب خدمت بزرگ اسی سلسلہ جہانگیریہ کے چشم و چراغ ہیں کروڑوں کی تعداد میں لوگ اس سلسلہ سے منسلک ہیں اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ دین کا صحیح فیض و برکت نور نسبت اور قوت منتقلہ اس وقت صرف اسی سلسلہ کے بزرگوں کو نصیب ہے اور فی زمانہ اسی سلسلہ عالیہ کے بزرگ صاحب خدمت ہیں چونکہ اس سلسلہ جہانگیریہ کی اشاعت پہلے پہل مشرقی پاکستان یعنی بنگال اور انڈیا میں ہوئی اس خطہ پاکستان میں جہانگیری سلسلہ کی تبلیغ 1940ء میں شروع ہوئی جہانگیری سلسلہ کے بانی سیدنا مخلص الرحمٰن المقلب شاہ جہانگیر کا روضہ اقدس بنگال میں ہے ان کا سلسلہ خلفاء حضرات بھی بنگال اور انڈیا میں ہی تھے۔ اور تمام تر تصانیف بھی انہی علاقوں میں دستیاب ہیں جب پاکستان بنا تو سلسلہ جہانگیریہ کی تبلیغ چند بزرگ افراد کے ذمہ تھی جن کی رات دن کی محنت اور روحانی تصرف کا نتیجہ ہے کہ آج کروڑوں کی تعداد میں لوگ جہانگیری سلسلہ میں شامل ہیں۔

اولیائے کرام کی تعلیم کے مطابق قلبی ذکر سجدہ تعظیم یعنی قدم بوسی بیعت' مرشد کامل اور اس کی ضرورت طریقت تصوف نور ایمان اور اس کی پہچان تصور شیخ وغیرہ سلسلہ جہانگیریہ میں بھی رائج ہیں اور یہ تعلیمات قرب باری تعالیٰ کا موجب ہیں اب باطل عقائد فرقوں کے لوگ انہیں گمراہی بدعت اور شرک سے منسوب کرتے ہیں ان تمام باتوں کا جواب کسی ایک کتاب میں موجود نہیں جن کتابوں میں ان کے جواب ملتے ہیں وہ پاکستان میں دستیاب نہیں۔ اس کمی کے پیش نظر یہ کتاب قرآن و حدیث کی روشنی میں آسان لفظوں میں لکھی گئی ہے اس میں ان تمام موضوعات کی تشریح کی گئی

ہے۔ ترتیب اس طرح ہے کہ ہر موضوع کا ثبوت پہلے قرآن پاک پھر حدیث و سنت رسولؐ اور پھر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین و اولیاء کرامؒ کے عمل سے دیا گیا یہ کتاب کس قدر مفید ہے اس کا فیصلہ قارئین فرمائیں گے۔

میرے مرشد غریب نواز قبلہ عالم حضرت پیر احمد میاں قدس اللہ سرہ العزیز جو کہ سلسلہ قادری چشتی ابوالعلائی جہانگیری شکوری کے مبلغ تھے ان کے علم کے سمندر سے جو چند موتی میرے نصیب اور سمجھ میں آئے انہیں اس کتاب کے صفحات پر بکھیرا ہے انشاء اللہ جو بھی حسد و بغض کو چھوڑ کر پڑھے گا بزرگوں کے صدقے ضرور راہ پائے گا۔ حضرت خواجہ صوفی نور محمدؒ نقیبی جہانگیری المعروف صوبیدار صاحب جو کہ خدا ترس اور سخی درویش تھے علم اور اہل علم سے محبت بلکہ عشق رکھتے تھے آپ نے بہار طریقت لکھنے کی ترغیب دی اور زور دیا کہ سلسلہ جہانگیریہ کی خدمت اور حضرات سلسلہ کی معلومات کیلئے کتاب تصنیف کی جائے اور وہ تمام موضوعات جو بزرگان دین کی تعلیم کا حصہ ہیں ان پر اعتراضات کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھے جائیں زبان عام فہم اور الفاظ بھی آسان استعمال ہوں تا کہ عام آدمی بھی اس کتاب سے استفادہ حاصل کرسکے۔ افسوس کہ آپؒ کی زندگی نے کتاب مکمل ہونے تک وفا نہ کی ہمیں راستہ میں چھوڑ کر ملک عدم کے راہی ہوئے لیکن ان کی دعائیں ہمارے شامل حال رہیں۔

میں نے اللہ کی رحمت رسولؐ اور مرشد غریب نواز کی دعاؤں کی مدد پر بھروسہ کرکے لکھنے کا حوصلہ کیا۔ سلسلہ شکوریہ کے عظیم الشان بزرگ حضرت پیر فضل احمد قدس اللہ سرہ العزیز کے سجادہ نشین صاحبزادہ عبدالحمید مدظلہ کی تائید شامل حال رہی ان کی دعاؤں اور حضرات سلسلہ کے لوگوں کے تعاون سے اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور ایک سال میں کتاب مکمل ہوئی۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی کمی

محسوس فرمائیں تو مؤلف کو درج ذیل پتہ پر اطلاع کریں پیر غلام نبی چشتی ڈاک خانہ خاص چک نمبر 99/P تحصیل و ضلع رحیم یار خان

مقدمہ (بہار طریقت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

الحمد للہ الذی جعل قلوبنا کالشمس المنیرۃ بنور عرفانہ الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین○

سب تعریف واسطے اس ذات مطلق کے ہے جو موجود مطلق اور اطلاق سے بھی پاک ہے۔

ہزار ہزار نعت واسطے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو مظہر اتم ہیں۔ اور سب کثرت شان انہی کی ہے۔ بعد ازاں کروڑوں درود و سلام حضرت رسول مقبول محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو کہ وہ اہل عالم کے مقتدا اور اہل جہان کے بادشاہ اور دونوں جہاں کے مشفق شافع اور رحمتہ اللعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کچھ عنایت فرمایا جو کسی کو نہ دیا اور وہ سنایا جو کسی کو نہ سنایا وہ کچھ دکھایا جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا اور وہ خبر کی جو کسی کو نہ ہوئی۔

بعد ازاں اسلام صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین' اولیاء کبار و صالحین خصوصاً پیر و مرشد احمد میاں قدس اللہ سرہ العزیز دادا مرشد سیدنا ہادی علی شاہ صاحب پر ہو۔

جب خلافت ملوکیت میں بدل گئی۔ دنیائے اسلام کے نام نہاد تاجداروں نے اپنی عیش و عشرت کو دین پر ترجیح دی۔ بیت المال کو باپ کا مال سمجھا جانے لگا۔ نااہل لوگ امارت و ریاست پر چھاگئے تو محمدؐ عربیؐ کے سچے جاں نثاروں' حقیقی پیروکاروں نے خانقاہوں کے نام سے ایسے ادارے قائم کئے۔ جو بظاہر آلائش دنیا سے متنفر انسانوں کے مستقر تھے۔ درحقیقت خلافت راشدہ کے سچے جانشین انہی اداروں نے دنیائے اسلام کو دیئے۔

خانقاہی اداروں کا نظام خلافت راشدہ کے خطوط پر استوار کیا گیا۔ اور یوں ظاہری

اور باطنی نعمت جو خلفائے راشدین کے دور میں ایک ہستی میں جمع تھی۔ دو حصوں میں بٹ گئی۔ ظاہری نعمت ملوکیت لے اڑی اور باطنی خزانہ ان علم و عمل کے تاجداروں کے ہاتھ آیا۔ جو دین کے سچے رکھوالے۔ اور حقیقی پاسبان تھے۔ رشد و ہدایت ہی جن کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ ان اداروں کا نظام متوازی مملکتوں کا درجہ رکھتا تھا۔ ہند کے مسلمان ان سچے اطاعت گزاروں کی محنت کا ثمر ہیں۔ ان اداروں نے ایسے عشاق اور کاملین پیدا کئے جن کا ایک ایک فرد جماعت پر بھاری تھا۔ ان حضرات نے کٹھن حالات' افراتفری اور اخلاقی ابتری میں بھی وہ یادگار نقوش چھوڑے کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی عش عش کر اٹھے۔ اس نظام نے ایسے قلندرانہ رمز رکھنے والے پیدا کئے جنہوں نے کفرستان کے مرکز میں اپنی فتوحات کے جھنڈے گاڑے۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے کٹر کفار (ہنود) کو اپنے اخلاق و عظمت کا ایسا نمونہ دکھایا کہ نوے (90) لاکھ کفار حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

جن جن خطوں میں کسی نبی علیہ السلام نے قدم نہیں رکھا۔ ان خطوں میں اسلام کا اعجاز خانقاہی نظام کے حصے میں آیا۔ انہی علم و عمل کے تاجداروں میں عبدالقادر جیلانیؒ ' حضرت علی ہجویریؒ' قطب الدین بختیار کاکیؒ' شیخ فرید الدین گنج شکرؒ' خواجہ نظام الدینؒ حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ' شاہ ابوالعلی اگرویؒ' سیدنا عبدالحئیؒ' سیدنا شکورؒ' سیدنا ہادی علی شاہ صاحب کانپوریؒ' پیر احمد میاںؒ رحمان پوری ہیں۔ یہ تو چند حضرات ہیں۔ حقیقتاً اس گروہ کے لاکھوں کاملین نے نہ صرف رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا بلکہ دین کو اس کی حالت کامل حالت سے ہٹنے نہ دیا۔ اپنی جانیں تک قربان کردیں۔ لیکن دین محمدیؐ پر آنچ نہ آنے دی۔ موجودہ زمانہ میں ملت اسلامیہ کی یک جہتی اور اسلامی تعلیم کو مٹانے کے لئے صدہا گروہ نمودار ہو رہے ہیں۔ یہ سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے مختلف قسم کے حیلے بہانے کرتے رہتے ہیں۔ کبھی مولویت کے لباس میں

کبھی شیخ طریقت کے لبادے میں کبھی سیاسیات عالم کے رنگ میں یہ راہزنان ایمان و اسلام ظاہر ہوتے رہتے ہیں مگر ان سب کا منشاء صرف یہ ہوتا ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا کر کے اپنی کمائی کی جگہ بنالیں اور لوگ ان کی بڑائی کرتے رہیں۔ مگر ان شوریدہ سروں کو سوائے حسرت و یاس کے کچھ نصیب نہ ہوسکے گا۔ جب تک خالص و مخلص اطاعت گزار محمد عربیؐ موجود ہیں۔

اس گروہ کے پاکبازوں نے اگر صحرا میں قدم رکھے تو گل و گلزار کردیا۔ اگر جنگل میں ڈیرہ جمایا تو منگل کردیا۔

قافلے باد بہاری کے جدھر جاتے ہیں

پھول تو پھول ہیں کانٹے بھی نکھر جاتے ہیں

آج بھی ان کے سچے جانشین انہی تعلیمات کا درس شب و روز دے رہے ہیں۔ کون جانتا تھا کہ رحیم یار خان سے چار میل مشرق کی جانب ترنڈہ سوائے خان سے ساڑھے تین میل مغرب کی جانب چک نمبر P/99 سے رشد و ہدایت کا ایسا آفتاب طلوع ہوگا جس کی شعاعیں نہ صرف فتح پور پنجابیاں بلکہ چاروں طرف ملک کے کونے کونے میں پھیل جائیں گی۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز

یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

پیر احمد میاںؒ کے محبوب ترین مرید و خلیفہ کی فیض رسانیوں کا کیا کہنا۔ پنجاب کا علاقہ ان کی گرمی محفل کی چنگاریوں سے منور اور تاباں ہے۔ زیر نظر کتاب بہار طریقت میں جس طرح انہوں نے مسائل و فضائل طریقت بیان کئے ہیں ان کی روحانی عظمت کے آئینہ دار ہیں۔

باب ذکر میں قلبی ذکر کی صراحت قرآن و حدیث و اولیائے کبار کے اقوال کی

روشنی میں جس طرح کی گئی ہے ہر قسم کا قاری با آسانی سمجھ سکتا ہے۔
پیرو مرشد کے بارے میں جو رموز طریقت بیان کئے ہیں سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ انبیاء علیھم السلام کے سوا کسی شخص کو ظاہر و باطن میں شیخ کے وسیلہ کے بغیر بارگاہ الٰہی کی راہ حاصل نہیں ہوئی۔ نہ ہوسکتی ہے۔ راستہ حق حاصل کرنے کیلئے جستجو شیخ کامل کی کرنی چاہئے۔ ہر ایرے غیرے کو پیر سمجھ کر پیروی نہیں کرنی چاہئے۔ مصنف نے بیعت کی ضرورت و اہمیت کو قرآن و حدیث کے حسین امتزاج سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ساتھ میں بزرگوں کے اقوال و واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ علم معرفت کے حصول اور نور نسبت پانے کے لئے بیعت مرشد کامل ازبس ضروری ہے۔ خدا کے راز رازدار کو ملیں گے۔

تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں میں عیاں ہوجا
خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہوجا

رسالہ ہذا کے چوتھے باب میں نور ایمان پر بحث کی گئی ہے مصنف نے نور ایمان کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے بھرپور طریقے سے ثابت کیا ہے۔ پاک نسبت اور ناپاک نسبت کو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ ابلیسی ہتھکنڈوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ نور ایمان کی پہچان کے متعلق جو گوہر افشانیاں کی ہیں عام قاری بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ مئولف نے تصور شیخ کے بارے میں وضاحتاً'' تحریر کیا ہے۔
خواجہ ٔ خواجگان معین الدین چشتیؒ نے فرمایا

خواہی کہ رخش بینی بر چہرہ من بنگر
من آئنہ اویم او نیست جدا از من

ترجمہ۔ اگر تو محبوب حقیقی کا جمال دیکھنا چاہتا ہے تو میرے چہرے پر نظر ڈال میں اس کا آئنہ ہوں وہ مجھ سے جدا نہیں ہے۔

مولانا جامیؒ کے کلام کا ترجمہ ہے۔ اے میرے قبلہ یعنی اے میرے شیخ کامل میں مسجد میں تیرے روئے انور کو دیکھتا ہوں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ محراب کی طرف پشت کرکے منہ اپنا تیرے پیارے ابروؤں کی طرف کروں۔

مولانا رومؒ نے فرمایا

آں خیالات کہ دام اولیاء است
عکس مہر و یان بستان خدا است

ترجمہ۔ وہ خیالات جو اولیاء کا جال ہیں وہ چمن الٰہیہ کے چاند سے چمکتے ہوئے برگزیدہ بندوں کا تصور ہے اپنے پیرو مرشد کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں

شمس تبریزی کہ نور مطلق است۔ آفتاب است و انوار حق است

ترجمہ۔ وہ شمس تبریزی ہے جو ذات مطلق کا نور ہے۔ آفتاب ہے اور اللہ کے نور سے ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ (ترجمہ) مرید محبت کے واسطہ سے جو وہ اپنے شیخ کے ساتھ رکھتا ہے دم بدم اس کا رنگ پکڑتا جاتا ہے اور انعکاس کے طریق پر اس کے نور سے منور ہوجاتا ہے۔ مرید کے لئے لازم ہے کہ برزخ شیخ کو دل میں سجائے اور اس رنگ میں رنگا جائے۔

جہاں تک سجدہ تعظیم کاسوال ہے قرآن پاک میں کئی جگہ اس کا ثبوت ہے۔ مئولف نے اس دلکش انداز میں تحریر کیا ہے کہ عام فہم قاری اس کی روح کو سمجھ سکتا ہے۔

مصنف نے محفل سماع اس کی غایت کو جس طرح قلمبند کیا ہے اس سے بہتر انداز میں اس مسئلے کی وضاحت ہونا ممکن نہ تھا۔ سماع اولیاء اور سماع فاحشہ پر ایک حکم نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ امر مباح میں حکم فعل پر لگے گا۔ نہ کہ محفل پر اگر محفل میں کلام

قرآن و حدیث کے مطابق اور بزرگوں کی منقبت پر مبنی ہے۔ سننے والے باشرع ہیں تو یہ ترقی روح کا ضامن ہوگا۔ اگر کلام غلیظ ہے سننے والے بدکار گانے والا لفنگا ہے تو گناہ کے زمرے میں آئے گا۔

رسالہ مذکور میں ترک دُنیا کو جس لطیف پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے رہبانیت کی مذمت واضح ہے۔ ترک دنیا سے مراد دُنیا کو دل میں جگہ نہ دینا ہے۔
مؤلف موصوف نے مرزائیوں کے باب میں جس عرق ریزی اور نکتہ آفرینی سے کام لیا ہے اس سے تمام اشکال روز روشن کی طرح عیاں ہوگئے ہیں اور مرزائیوں کی خبث باطنی آشکار ہوگئی ہے۔ مؤلف کا انداز تحریر انتہائی سادہ اور دلپذیر ہے۔ اس سے کم علم قاری بھی استفادہ کرسکے گا۔

اس کے علاوہ مصنف نے امام صاحب قیامت کے بارے میں پیش گوئیوں کا تذکرہ احادیث سے کیا ہے۔ اس پر بحث سے کئی گمراہ عقیدہ لوگوں کی اصلاح کا پہلو نکل آئے گا۔

مثل انبیاء کے باب میں مصنف موصوف نے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ ان احادیث سے کون لوگ مراد ہیں تہتر فرقوں میں ایک فرقہ حق پرست ہے جس میں ولایت کی پیدائش ہے جن کو علم انبیاء کی طرح عطا ہے۔ نہ کسی عالم نہ علماء سو اس سے مراد ہیں ان مسائل و فضائل کو مصنف نے احسن انداز سے بیان کیا ہے۔
تصوف و طریقت کے باب میں مصنف نے کافی محنت کی ہے۔ دلوں کو پاک کرنے کا علم ہی تصوف ہے۔ اگر دل پاک ہے تو تمام جسم پاک' کیونکہ بادشاہ کی اطاعت رعایا نے کرنا ہے۔ دل بادشاہ ہے اگر بادشاہ اپنے صحیح منصب کا حق ادا کررہا ہے تو راوی چین ہی چین لکھتا ہے۔
مصنف نے زیارت قبور پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ احادیث سے اس کو ثابت کیا ہے۔

اور دعا مانگنے کے اصل طریقہ کی وضاحت کی ہے۔ کہ نبی پاکؐ نے کس طرح حضور خداوندی دعا کی ہے۔

رسالہ ہذا میں جتنے مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے مصنف موصوف نے عام فہم انداز میں دلائل سے ثابت کیا ہے اور یہ رسالہ دور جدید کے صوفیوں کیلئے ایک مشعل راہ ثابت ہوگا۔ طریقت میں پیر و مرشد کا مقام و شان بلند و ارفع ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبؐ کے بعد پیروی پیرو مرشد کی ہے۔

آنکھ ٹیڑھی سے نہ دیکھے کوئی ایشان کی طرف
منظور ہے گر تیر سے چھلنی میرا سینہ کرے

مؤلف موصوف رسالہ ہذا جناب پیر غلام نبی صاحب چشتی نے اس رسالہ کے لکھنے میں جو عرق ریزی کی ہے۔ اللہ حضرات نے ان کی مساعی جمیلہ کو قبولیت کا شرف بخشا اور یہ رسالہ مکمل ہوا۔ ان کے قلم کی کاٹ زبان کی تاثیر کا میں بہت معترف ہوں۔ اللہ حضرات نے ان کو رشد و ہدایت کے جس بلند منصب پر فائز فرمایا ہے ایک عالم ان کی تاثیری زبان کا اسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو قلندرانہ صفت عنایت فرمائی ہے۔ مزید ترقی دے۔ آمین!

ہے دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد الٰہی

خاکپائے درویشاں

محمد ظفر اقبال چشتی قادری ۔ ایم اے

خلیفہ مجاز

14 ذیقعد 1418 ہجری ○ 14 مارچ 1998ء

سادات کالونی ترنڈہ سوائے خاں

حمد

تمام تعریفیں اس خدائے وحدہ لاشریک کیلئے جو اپنی ذات و صفات میں بے مثال ہے وہ سب کا خالق اور شرک سے پاک لم یلد و لم یولد ہے اس کی صفات نقص سے پاک ہیں۔ اے رحمٰن و رحیم خدائے قدوس رب العالمین تو ہر عیب سے پاک اور امکان کذب سے پاک اور اس کے وقوع سے منزہ ہے۔

اے ذات کبریا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے ہمیں ایمان دیا اپنے محبوب نبی مکرم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل کیا تیری بارگاہ عالی تک پہنچنے کیلئے حضور انورؐ آپ کے اصحاب اہل بیت اولیائے کاملین کی تعلیمات مشعل راہ ہیں اے غفور رحیم ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو اطاعت نبویہ کے جذبات عطا فرما۔ ہماری ہر ادا صحابہ کرام اہل بیت اولیاء کرام کے نقش قدم اور مبارک طریقوں کے مطابق ہو۔ ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ اس تالیف کو اپنے انعام یافتہ بندوں کے صدقہ میں قبول فرما اور مسلمانوں کیلئے اسے مفید بنا۔ آمین!

فضائل حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خدائے برتر نے انبیاء مرسلین علیہم السلام میں حضرت ختم مرتبت تاجدار دو عالم سرور کونین حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو درجات کمالات عطا فرمائے ان میں آپ سب سے زیادہ ممتاز اور بے مثال ہیں آپؐ کی ذات اپنے صفات و درجات میں بے نظیر ہے اور اسی طرح مرتبہ رسالت میں لاشریک۔ حضور اکرم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ذات باری تعالیٰ ہیں ہر نبی آپ کا مبشر اور مبلغ تھا آسمانی صحیفے آپؐ کی بشارات سے لبریز تھے۔ آپؐ کا ظہور قدسی نہ ہوتا سارا عالم تاریک رہتا۔ دنیا کی تخلیق کا سبب ہی یہ تھا کہ آپؐ کا جلوہ رسالت چمکایا جائے جسے جو کچھ ملا اور آئندہ جو ملے گا وہ حضور انورؐ

کے طفیل ہی ملے گا آپؐ کا فیض پاک ہر زمانہ کے لوگوں پر عام رہا ہے اور رہے گا آپؐ پر نبوت و رسالت ختم کردی گئی کسی قسم کی نبوت کا آپؐ کے بعد امکان نہیں جو شخص بھی اپنے آپ کو کسی حیثیت سے نبی کہے وہ یقیناً کافر ہے قصہ مختصر جس طرح خدا کی نظیر ممکن نہیں اسی طرح مرتبہ رسالت میں آپؐ کی نظیر ممکن نہیں۔

یا صاحب جمال یا سید البشر ۔ بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر
کس طرح ہو خوبیوں میں کوئی ان کا شریک ۔ کیونکہ ان کا حسن ہو سکتا نہیں تقسیم و کم

آپؐ سید المرسلین خاتم النبین محبوب رب العالمین ہیں آپؐ کو اپنے جیسا بشر سمجھنا گمراہی و بے دینی ہے اگرچہ ظاہری طور پر آپ صفت بشریت سے متصف تھے مگر آپؐ کے مقام بشریت کی بلندیوں پر نہ کوئی پہنچ سکا نہ پہنچنا ممکن ہے یہی وہ ذات گرامی ہے جس کے اعمال و افعال حرکات و سکنات کو خدا نے اپنی طرف منسوب کیا آپؐ کی حیات و ممات دنیا کی زندگی سے بالا تر ہے آپؐ ہر پکارنے والے مصیبت زدہ کی سماعت فرما کر اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔ یارب کریم حضورؐ کا عشق ہمارے دلوں میں راسخ فرما آپؐ کے نور سے ہمارے قلبوں کو منور فرما۔ آمین

نہ مرمٹوں جب تک خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

عرب کی زمین کو یہ شرف حاصل ہوا
کہ محبوب خداؐ کا مسکن ہے مدینے میں
عشق مصطفیٰ حب مرتضیٰ سے ہے دل مسحور مرا
پانچ مے خانوں کی مے ہے میرے سینے میں
کشتی نوح تو تھی چند افراد کی خاطر
دو جہاں کی رحمتیں ہیں محمدؐ کے سفینے میں
دل میں نقش محمدؐ لب پہ نبی نبی رہے
میں خادم وہ آقا سدا بات یونہی بنی رہے
میرے نبیؐ کا نور نرالہ ہے دو جگ میں ان کا اجالا ہے
حضورؐ سراپا رحمت ہیں رحمت کی چادر تنی رہے
آقا کی کرم نوازی ہے ان کے سہارے جیتے ہیں
ندیم سدا کے ہم بھیکاری ہیں سدا سے وہ سخی رہے

مناجات مرشد پاک

تن صفتاں میرے پیر دیاں تے اعلیٰ یار
علم لدنی انس و محبت تے مجلس دے سردار
شاہ فقر شاہ درویش شاہ اولیاء شاہ نسبت
ملکوت جبروت لاہوت فنا اللہ نے سرکار

مناجات عالی مقام مرشد پاک

مقبول بار گاہ رب یزدانی
منبع ہدایت مقام سلطانی
نگاہوں کی کشش مقاطیسی
مژگاں ہیں جیسے نور کی کمانی
فیض ہے کہ بہتا ہوا دریا
آواز میں ترنم جیسے جھرنوں کی روانی
ندیم رخ انور کی مہتابی شعاعیں
بکھیرتی ہیں جلوے نورانی نورانی
ان کی صورت میں جو صورت نظر آئی
اللہ اللہ وہ محبت کی مورت نظر آئی
محبت میں بے ادبی کا نام ہے کفر یارو
تبھی تو سر جھکانے کی ضرورت نظر آئی
جس نے پایا اہل محبت کے در سے پایا
عاشقوں کو درد محبت میں سہولت نظر آئی

فہرست مضامین بہار طریقت

فہرست مضامین بہار طریقت

فہرست مضامین بہار طریقت

قلبی ذکر

قلبی ذکر: قرآن پاک میں قلبی ذکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اور اپنے رب کا اپنے دل میں ذکر کرو زاری اور ڈر سے اور بغیر آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں سے نہ ہونا۔ (سورۃ اعراف آیت نمبر 204)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ (سورۃ احزاب آیت نمبر 40)

حضرت محمدؐ نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا مچہ ہے وہ پاک ہوجائے تو سارا جسم پاک ہوجاتا ہے اور جہاں وہ بگڑا سارا جسم بگڑ گیا سن لو وہ مچہ آدمی کا قلب ہے۔ (بخاری شریف باب الایمان)

جس طرح سانس نکلتا ہے اس طرح تسبیح و تحمید الہام کئے جائیں گے یعنی اللہ تعالیٰ اپنا ذکر جنتیوں کے دلوں میں الہام کردیں گے جسے وہ سانس کے ساتھ کریں گے۔ (مشکواۃ باب جنت کا بیان)

باہو سلطان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا دل دا پڑھدا کوئی ہو
جتھے کلمہ دل دا پڑھیے اوتھے ملے زبان نہ ڈھوئی ہو
دل دا کلمہ عاشق پڑھدے کی جانن یار گلوئی ہو
ایہہ کلمہ مینوں پیر پڑھایا باہو میں سدا سوہاگن ہوئی ہو

نور الھدیٰ میں باہو سلطانؒ فرماتے ہیں کہ ذکر کا ایک سانس لینے سے ستر ہزار مرتبہ ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے کہ میرے نام کا ذکر اپنے دل میں کرو تمہاری زبان

سے لفظ نہ نکلے اب لوگ کیا کرتے ہیں ذکر زبان سے کرتے ہیں کہتے ہیں ہم دل سے ہی کر رہے ہیں حالانکہ زبان علیحدہ چیز ہے دل علیحدہ۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرق بیان فرمایا ہے کہ دل سے ذکر کرو زبان سے لفظ نہ نکلے۔ جاہل درویشوں اور جاہل علماء حضرات نے مخلوق کا دماغ خراب کیا ہے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئی اسے کسی عقلمند اور جاننے والے سے پوچھنے کی زحمت نہیں فرمائی بلکہ اپنے پاس سے جو منہ میں آیا کہہ دیا اور اپنی نادانی کی وجہ سے قرآن و حدیث کا انکار کردیا۔ جو کفر کے مترادف ہے۔

دوسری جگہ سورۃ احزاب میں اللہ تبارک و تعالیٰ کثرت کا حکم فرما رہے ہیں کثرت سے مراد یہ ہے کہ اتنا زیادہ ذکر کرو کہ جس سے اور زیادہ ہو نہ سکے۔ مثلاً ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا ہے اس میں دو چار قطروں کی گنجائش ہے تو اسے ہم کثرت سے بھرا ہوا نہیں کہہ سکتے کثرت یہ ہے کہ اگر ایک قطرہ مزید اس میں ڈالا جائے تو دوسری طرف سے ایک قطرہ باہر نکل جائے اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ پیالہ کثرت سے بھرا ہوا ہے کہ اس میں قطرے کی بھی گنجائش نہیں۔ اسی طرح ذکر بھی کثرت سے اس وقت ہوگا جب ہر سانس کے ساتھ ذکر ہو۔ ہزار دو ہزار یا دس ہزار مرتبہ زبان سے ذکر کرنے کو کثرت نہیں کہہ سکتے نہ یہ کام زبان سے ہوسکتا ہے کیونکہ زبان سے ہم دنیا کے کاروبار کرتے ہیں بات چیت کرتے کھانا کھاتے ہیں زبان سے تھوک نگلتے ہیں سو جاتے ہیں تو بھی زبان خاموش ہوجاتی ہے۔ ان تمام حالتوں میں ذکر نہ ہوسکے گا۔ جو دم غافل سودم کافر۔ ہاتھ کام کی طرف اور دل یار کی طرف۔ یہ زبان عام پر ہے لیکن اس پر عمل بہت کم لوگ کرتے ہیں بلکہ مخالفت کرتے ہیں ہم سال گنتے ہیں ذات باری تعالیٰ سانس گنتے ہیں اور حساب بھی ہر سانس کا ہوگا جس نے ہر سانس کے ساتھ دل سے ذکر کیا وہ ہی کامیاب و کامران ہوگا اور اللہ کے ہاں سرخرو ہوگا۔ انسان چوبیس گھنٹوں میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے اگر اس کے تمام سانس ذکر الٰہی سے گزر گئے یعنی اس کے دل نے ہر سانس کے

ساتھ ذکر الٰہی کیا تو ذکر کثرت سے کیا اس سے زیادہ ناممکن ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم پورا ہوگیا کہ میرے نام کا ذکر کثرت سے کرو۔ اس کے علاوہ اللہ کا حکم کہ میرا ذکر کثرت سے کرو کسی صورت پورا نہیں ہو سکتا۔ نبی علیہ صلواۃ وسلام کا فرمان عالی شان کہ دل سے لاالہ الا اللہ کہنے والا جنتی ہے۔ (مسلم)

باہو سلطانؒ کا فرمان کہ

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہو

من دل کو ہی کہتے ہیں۔

اب قرآن پاک احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے فرمانات کی روشنی میں ذکر الٰہی کرنے کے متعلق سب اشارے سانس اور دل کی طرف ہی جاتے ہیں جس کی تصدیق مثنوی شریف سے بھی ہوتی ہے۔

شاہ شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات جب مولانا جلال الدین رومیؒ سے ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مولانا کلمہ شریف آتا ہے اس سوال پر مولانا رومؒ بہت حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ حضرت اگر مجھے کلمہ نہیں آتا تو پھر کسے آئے گا مولانا صاحب نے ستر قسم کی قرت سے کلمہ سنایا جسے سن کر شاہ صاحب نے فرمایا یہ غلط ہے آپ دو برتن منگوائیں میں کلمہ پڑھ کر سناتا ہوں مولانا رومؒ نے دو پلیٹیں منگوائیں آپ نے پلیٹوں کو اوپر نیچے جوڑ کر لا الہ کا سانس کھینچا تو اوپر والی پلیٹ چھت سے جا لگی اور جب الا اللہ کے سانس کی ضرب دل پر لگائی تو دونوں پلیٹیں آپس میں مل گئیں جس پر آپ نے فرمایا صحیح کلمہ وہ ہے جو بندے کو مولا سے اس طرح ملا دے جس طرح پلیٹیں آپس میں مل گئیں ہیں۔

قلبی ذکر کی فضیلت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان ابن آدم کے دل پر لگا ہوا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے

ہوجاتا ہے جب غافل ہوتا ہے تو وسوسہ ڈالتا ہے۔ (بخاری شریف ۔ مشکواۃ ۔ ذکر کا باب)

اس حدیث مبارک سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شیطان صرف قلبی ذکر سے ہی دور ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انسان جو بھی عبادت کرتا ہے یہ دل سے دور نہیں ہوتا وسوسے دیتا رہتا ہے جب آدمی کا دل ذکر کرتا ہے تو شیطان دور ہوجاتا ہے۔

دوسری حدیث پاک مالکؒ سے روایت ہے کہا مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ذکر کرنے والا (یعنی قلبی ذکر) غافلوں میں ایسا ہے جیسے جہاد کرنے والا پیچھے بھاگنے والوں میں۔ اللہ کا ذکر کرنے والا خشک درخت میں سبز ٹہنی کی مانند ہے اور اللہ کا ذکر (یعنی قلبی ذکر) کرنے والا غافلوں میں اندھیرے والے گھر میں چراغ کی مانند ہے اللہ کا ذکر کرنے والے کو اللہ اس کی جنت میں جو جگہ ہے وہ زندگی میں دکھلاتا ہے اللہ کا ذکر کرنے والے کے گناہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں اور جانوروں کی گنتی کے برابر بخش دیئے جاتے ہیں۔ (رواہ رزین ۔ مشکواۃ ۔ باب ذکر)

تیسری حدیث مبارک ابو سعیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کون سا آدمی بہتر ہے اور قیامت کے دن درجہ میں بلند تر ہے فرمایا اللہ کا ذکر کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ عرض کیا کہ جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کافروں اور مشرکوں سے جنگ کرے تیری تلوار ٹوٹ جائے تو خون سے بھی لت پت ہوجائے تب بھی اللہ کا ذکر (دل سے) کرنے والا بہتر ہے۔ (احمد ۔ ترمذی۔ مشکواۃ)

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ ذکر کا ایک سانس لینے سے ستر ہزار مرتبہ ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ (نور الہدیٰ)

ذکر کی اہمیت و ضرورت قلب کے پاک ہونے سے سارا جسم پاک حدیث

مبارک اوپر گزر چکی ہے ذرا غور فرمائیں ارادے انسان کے اندر پیدا ہوتے ہیں اور برائیاں باہر ہیں جب تک ارادے نیک پیدا نہیں ہوں گے اعمال کا صالح ہونا ناممکن ہے اس کی مثال مولانا رومؒ نے اس طرح فرمائی ہے۔ کہ ایک حوض ہے اس کے چاروں طرف ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں حوض میں پانی غلیظ ہے جونسی ٹوٹی آپ کھولیں پانی غلیظ آئے گا اب ان کو جتنا بھی صاف کریں پانی پھر بھی غلیظ آئے گا۔ کیونکہ حوض میں پانی غلیظ ہے۔ ٹوٹیاں صاف کرنے کی بجائے حوض کو صاف کرو اور اس میں پاک صاف پانی بھر دو اب جو بھی ٹوٹی کھولیں پانی صاف اور پاک آئے گا کیونکہ یہاں سے پانی آتا تھا وہ سٹور صاف ہو چکا ہے۔

اسی طرح قلب کی مثال بھی جسم میں حوض جیسی ہے کیونکہ ارادے اسی میں پیدا ہوتے ہیں۔ نبیؐ کے فرمان کے مطابق کہ یہ مچہ اگر پاک ہو جائے تو سارا جسم پاک۔ اس کا مطلب یہی ہے جب قلب پاک ہو جائے گا تو ارادے پاک پیدا ہوں گے تو سارا جسم پاک۔ اس کا مطلب یہی ہے جب قلب پاک ہو جائے گا تو ارادے پاک ہوں گے تو اعمال خود بخود اچھے اور صالح ہوں گے کیونکہ جب قلب غلیظ ہوتا ہے تو ارادے بھی غلیظ پیدا ہوتے ہیں اور سب اعضاء جو ٹوٹیوں کی مثال ہیں ان سے افعال بھی غلیظ ہی سرزد ہوتے ہیں اب ضرورت اس بات کی ہے کہ قلب کو پاک کیا جائے۔ تو قلب صرف قلبی ذکر سے ہی پاک ہو گا زبانی ذکر سے نہیں ہو گا اس کی مثال اس طرح ہے جیسے آپ کے ہاتھ اور پاؤں گندے ہوں تو ہاتھ دھونے سے پاؤں صاف نہیں ہوں گے صرف ہاتھ ہی صاف ہوں گے اور پاؤں دھونے سے پاؤں صاف ہوں گے کیونکہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ اعضاء ہیں اسی طرح زبان اور قلب بھی دو علیحدہ علیحدہ اعضاء ہیں زبانی ذکر سے زبان اور قلبی ذکر سے قلب پاک ہو گا نبیؐ کے فرمان کے مطابق جب قلب پاک ہو گیا تو سارا جسم پاک ہو جائے گا۔ قلبی ذکر سے اللہ کا نور دلوں میں داخل

ہوتا ہے جس کی وضاحت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک واقعہ سے ہوتی ہے آپ نے ایک مسجد بنوائی جس کے افتتاح میں بڑے بڑے مشائخ اور علماء حضرات کو دعوت دی سب کے سامنے آپ نے فرمایا لوگوں نے بھی مسجدیں بنوائی ہیں لیکن ہماری مسجد اور دوسری مساجد میں فرق ہے حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت تمام مساجد اللہ کا گھر ہیں فرق کی کونسی بات ہے؟ آپ نے فرمایا لوگوں کی مساجد سے اللہ کا نور آسمانوں کی طرف جاتا ہے اور ہماری مسجد میں اللہ کا نور آسمانوں سے آکر داخل ہوتا ہے کیونکہ ہم لوگ قلبی ذکر کرتے ہیں جس سے نور دلوں میں داخل ہوتا ہے اور قلبوں کو منور کردیتا ہے اس سے قلب اللہ کا عرش بنتے ہیں جبکہ زبانی ذکر سے نیکیاں بنتی ہیں اور آسمانوں پر چلی جاتی ہیں آدمی کا دل خالی رہتا ہے۔ بزرگان دین نے طرح طرح کی مثالوں سے مخلوق کو سمجھانے کی کوشش کی ہے جن کے مقدر میں ہوتا ہے وہ سمجھ بھی جاتے ہیں ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ احباب میں بیٹھے تھے فرمانے لگے کہ ایک امیر آدمی ہے وہ مزدور کو سو روپے یومیہ نقد مزدوری دیتا ہے اور دوسرا ایک روپیہ یومیہ مزدوری دیتا ہے وہ بھی ادھار۔ آپ کس کے پاس مزدوری کرنا پسند کریں گے۔ سب نے عرض کیا حضرت پہلے آدمی کے پاس۔ کیونکہ مزدوری بھی سو گنا اور وہ بھی نقد ملے گی جبکہ دوسرے کی مزدوری بہت قلیل اور اودھار ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ قلبی ذکر اور زبانی ذکر میں بھی اتنا فرق ہے قلبی ذکر سے اسی وقت قلبوں میں نور داخل ہوتا ہے، جس سے قلب روشن اور پاک ہو جاتے ہیں۔ جب قلب پاک ہوتا ہے تو اللہ کا عرش بن جاتا ہے جس کی تصدیق نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ مومن کا قلب اللہ کا عرش ہوتا ہے ۔ جب قلب اللہ کا عرش ہو گا تو اس میں ارادے بھی اللہ ہی کے پیدا ہوں گے اب تمام اعضاء سے ہر قول و فعل بھی اللہ کی منشاء مبارک کے مطابق ہو گا۔

سانس و قلب اب دونوں چیزوں پر غور فرمائیں سانس اور قلب کا رشتہ انسان کے

ساتھ ایسا مضبوط ہے کہ جسے صرف موت ہی بندے سے جدا کرتی ہے بلکہ یہی دو چیزیں اصل ہیں باقی ڈھانچہ صرف اسے اٹھانے کا کام کرتا ہے۔ جس طرح کار' بس' موٹر سائیکل میں کام سارا انجن کا ہے جہاز کے ڈھانچے کو انجن اڑائے پھرتا ہے اگر انجن نہ ہو تو سب ڈھانچہ بے کار ہے اسی طرح انسان کے ڈھانچہ میں اصل یہ دو ہی چیزیں ہیں جب یہ ختم ہوتی ہیں تو انسان لاش کہلاتا ہے ان کے علاوہ ہاتھ نہ ہوں انسان زندہ ہے' پاؤں اور ٹانگیں نہ ہوں انسان زندہ ہے آنکھیں نہ ہوں دماغ کام چھوڑ دے پھر بھی انسان زندہ رہتا ہے لیکن ان دونوں میں سے ایک بھی کام بند ہو جائے تو انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے ان کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ باہو سلطان رحمتہ اللہ علیہ نے بھی سانس کی طرف خاص اشارہ فرمایا ہے۔

سینے وچ مقام ہے کیندا سانوں مرشد گل سمجھائی ہو
ایہو ساہ جو آوے جاوے ہور نئیں شے کائی ہو
اس نوں اسم اعظم آکھن ایہو سر الٰہی ہو
ایہو موت حیاتی باہوؒ ایہو بھیت الٰہی ہو

نبی علیہ صلوٰاۃ وسلام کا فرمان جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے میں تمہارے نفسوں میں موجود ہوں تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہوں۔ ان تمام باتوں پر غور فرمائیں کہ سلطان صاحب نے آیات قرآنی اور حدیث مقدسہ کا ترجمہ اپنے شعر میں کردیا کہ مجھے مرشد پاک نے یہ رمز سمجھائی ہے کہ یہ سانس جو آتا جاتا ہے یہی اسم اعظم ہے یہی اللہ کا بھیت ہے۔ زندگی بھی سانس ہے جب بند ہوجائے تو موت ہے۔ بس جس نے اسے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا یہی ہمارے نفسوں میں یہی شہ رگ سے قریب۔ راہ طریقت کے راہ رسم سے واقف صوفیہ حضرات کے لئے یہ تشریح کافی ہے اللہ سمجھنے کی توفیق عطا فرماویں۔ مزید براں

سلطانؒ صاحب فرماتے ہیں۔

اندر کلمہ کل کل کردا عشق سکھایا کلمہ ہو

باہو ایہہ کلماں مینوں پیر پڑھایا ذرا نہ رہیاں الماں (غم) ہو

یہ بات ظاہر ہوچکی کہ ہر حال میں جب تک انسان زندہ ہے سانس آتا ہے دل دھڑکتا ہے جبکہ زبان موت سے پہلے بھی اپنا کام چھوڑ دیتی ہے جیسے نیند میں فالج کی بیماری میں گونگاپن میں اور سکرات کی تکلیف میں اکثر ہوش خراب اور زبان بند ہوجاتی ہے آخر میں یہی دو چیزیں ہوتی ہیں سانس آتا ہے قلب دھڑکتا ہے۔ جو شخص قلبی ذکر سانس کے ساتھ کرتا تھا اب اس کا آخری سانس بھی ذکر الٰہی سے گزر جائے گا اس کے ایمان کے ساتھ جانے میں کوئی شک نہیں وہ اپنا ایمان سلامت لے کر ملک عدم کا راہی ہوا ہے کیونکہ اس کا آخری دم بھی غفلت میں نہیں ذکر الٰہی میں گزرا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں۔ جو دم غافل سو دم کافر۔ غفلت میں جو سانس گزرا وہ کفر ہے۔ عارفوں کی باتیں عارف ہی سمجھتے ہیں۔

خاصاں دی گل عاماں اگے نہیں مناسب کرنی

ددھ دی کھیر پکا محمد کتیاں اگے دھرنی

اب یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ قلبی ذکر جو سانس کے ساتھ بزرگان دین تعلیم کرتے آرہے ہیں یہ شرک بدعت یا گمراہی نہیں بلکہ عین قرآن اور حدیث پاک کے مطابق ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا قلبی ذکر آدمی خود بخود کرسکتا ہے یہ کام خود بخود یا کتابوں سے پڑھ کر نہیں ہوسکتا بلکہ اس کام کے لئے مرشد کامل کی ضرورت ہے جو اپنی عینی توجہ سے دل کو کلمہ پڑھادے اور قلب کو ذاکر بنادے جو ہر سانس کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے جسے قلب میں ذکر کا جاری ہونا کہتے ہیں۔ میاں محمد بخشؒ صاحب فرماتے ہیں۔

بن مرشداں راہ نہ ہتھ آوے

تے دداں باج نہ پکدی کھیر سائیں

یعنی بغیر مرشد کامل کے یہ کام نہیں ہو سکتا جس طرح انجن سازی کتاب سے پڑھ کر کوئی آدمی انجن نہیں بنا سکتا بلکہ استاد سے سیکھنا پڑتا ہے۔ سونے کا نسخہ سائنس کی کتابوں میں درج ہے کہ یہ سرخ گندھک اور پارے کا مرکب ہے تو لوگ سونا بنا کیوں نہیں لیتے۔ کتنے آدمی گندھک کے دھوئیں سے اندھے ہوگئے لیکن سونا نہ بنا۔ سب دنیاوی کاموں کیلئے جس طرح استاد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح قلبی ذکر سیکھنے کیلئے بھی پیر کی ضرورت ہے۔

پیرو مرشد

پیرو مرشد: پیر کے لئے پیر کا باپ' پیر کا بیٹا یا قوم کوئی شرط نہیں پیر کے لئے اللہ کا ولی ہونا لازمی ہے۔ ہر ولی اللہ کیلئے ضروری نہیں ہے کہ وہ پیر بھی ہو بلکہ پیر کے لئے ضروری ہے کہ ولی اللہ ہو یعنی آسان لفظوں میں کہ کسی کامل مرشد سے خود مرید ہوا ہو پھر ان سے خلافت عطا ہوئی ہو جس طرح بڑے بڑے بزرگوں سے ثبوت ہے۔ مثلاً خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ سے مرید ہوئے اور پھر آپؒ نے خواجہ صاحب کو خلافت عطا کی۔

خواجہ حسن بصریؒ حضرت علی علیہ السلام سے مرید ہوئے اور خلافت یافتہ ہوئے۔ اسی طرح سب بزرگان دین کے شجرے نسبتی ہیں یعنی پیر سے پیر کا شجرہ ہوتا ہے نسبی شجرے نہیں ہوتے۔ جس طرح خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے پیر ہیں باپ نہیں اسی طرح بابا فریدؒ بھی علی احمد صابرؒ اور نظام الدین اولیاء کے پیر ہیں اور یہ دونوں بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے مرید و خلیفہ ہیں یہ کبھی نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے کہ کوئی آدمی خود کسی سے مرید نہ ہو اور پیر بن بیٹھے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو وہ جھوٹا اور گمراہ ہے وہ پیر نہیں ہے جن کے متعلق باہوؒ صاحب فرماتے ہیں کہ

آپ نہ طالب ہین کہیں دے ہوراں نوں طالب کردے ہو

یہ اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام بھیجتے رہے ہین وہ سچے نبی علیہ السلام تھے ان کے مقابلے میں جھوٹے اور شیطان کے بنائے ہوئے نبی خود بخود دعویٰ کردیتے تھے مثلاً مسیلمہ کذاب' نبیؐ کے وقت میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ دار تھا غلام احمد قادیانی بھی اسی طرح کا گمراہ آدمی تھا جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور کافر ہوگیا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ کام نبیوں کے ذمہ تھا یعنی نبی علیہ السلام مخلوق کو تبلیغ کے ذریعے ہدایت کی طرف بلاتے تھے جن کی قسمت میں ہدایت ہوتی تھی قبول کرلیتے تھے باقی مخالفت کرتے تھے اور گمراہی پر ڈٹے رہتے تھے۔ اب ایک سوال عام ہے کہ قرآن پاک موجود ہے احادیث مبارکہ موجود ہیں انہیں پڑھ کر ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے۔ پیروں کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوئے ہیں جن میں صرف چار رسولؑ ہوئے ہیں اور چار ہی بڑی آسمانی کتابیں ہیں 100 کے قریب صحیفے نازل ہوئے جن پر صحیفے نازل ہوئے انہیں مطلق نبی علیہ السلام کہتے ہیں باقی غیر مطلق نبی علیہ السلام ہیں اب ذرا غور فرمائیں کہ ایک صاحب کتاب رسول کے بعد دوسرا صاحب کتاب رسول آنے تک کتنے غیر مطلق نبی آئے جو اپنے سے پہلے رسول کے دین اور کتاب کی تبلیغ کرتے تھے پھر ان کی کیا ضرورت تھی قوم خود اس کو پڑھ کر ہدایت حاصل کرتی رہتی۔ جبکہ غیر مطلق نبیؑ کا نہ اپنا کلمہ ہوتا تھا نہ کتاب۔ وہ اپنے سے پہلے مطلق نبیؑ کا کلمہ پڑھتا اور پڑھاتا تھا۔ یہ غیر مطلق نبیؑ جس ضرورت کے تحت اللہ تبارک و تعالیٰ نے مبعوث فرمائے اسی ضرورت کے لئے ذات باری تعالیٰ نے پیر حضورؐ کی امت میں بھیجے تاکہ وہ قرآن کا پیغام اور نبیؐ کا روحانی فیض مخلوق تک پہنچائیں جس طرح بنی اسرائیل کے نبی علیہ السلام پہنچاتے آئے ہیں۔ یہ کام نبیوں کا تھا کیونکہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ سرکار مدینہ کا فرمان ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اگر کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتے۔ مزید فرمایا کہ میری امت کے ولی بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا دروازہ بند فرمایا اور اس خدمت کیلئے ولایت کا دروازہ کھولا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور کام کئے اچھے البتہ خلیفہ کرے گا ان کو بیچ زمین کے جیسا کہ خلیفہ کیا

تھا ان لوگوں کو کہ پہلے ان سے تھے۔ (سورۃ نور آیت نمبر 54) قرآن پاک سے ایک اور ثبوت کہ اللہ اپنے اولوالعزم معتبر رسول علیہ السلام حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے فرماتے ہیں کہ میرے ایک بندے ہیں ان کے پاس جاؤ اور علم حاصل کرو۔ جبکہ اللہ اپنے رسولوں کو علم خود عطا کرتے ہیں۔ رسول اور نبیوں کا کوئی استاد نہیں ہوتا پھر بھی موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے پاس گئے اور علم حاصل کیا جو کہ خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات مشہور واقعہ ہے سب جانتے ہیں۔ (سورۃ کہف) احادیث پاک سے بھی ثبوت ملتا ہے کہ رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی کہ میرے بعد میرا کرتا تبرکاً" حضرت خواجہ اویس قرنیؒ کو دینا اور ان سے میری امت کی بخشش کی دعا کرانا۔ آپؐ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت علی علیہ السلام خواجہ صاحب کے پاس گئے اور نبیؐ کا پیغام اور تبرک ان کو دیا۔ اب یہ بات ثابت ہو چکی کہ پیروں کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ مختصراً یہ کہ پیر اس کام کیلئے آئے بلکہ اللہ نے بھیجے جو کام بنی اسرائیل کے نبی کرتے تھے ان کے پاس جانے سے علم لدنی یا علم تصوف حاصل ہوگا اور تمہاری بخشش ہو جائے گی۔

ولایت کی تعریف

جو شرط نبوت ہے وہی شرط ولایت ہے۔ نبیؐ کے لئے شرط ہے شق صدر اور اللہ کی معراج۔ شق صدر کا ثبوت قرآن پاک میں سورۃ الم نشرح آیت نمبر 1۔ کیا نہ کھول دیا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا۔ اور معراج کا ثبوت سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 1 میں ہے۔ پاکی ہے اس شخص کو لے گیا بندے اپنے کو رات کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف وہ جو برکت دی ہم نے گرد اس کے کو تاکہ دکھلا دیں ہم اس کو نشانیوں اپنی سے تحقیق وہ ہے سننے والا دیکھنے والا۔ شق صدر یعنی سینہ کھولنے سے سینے سے نور تصرف ہوتا ہے اور زمین پر پھیلتا رہتا ہے جس کے مقدر میں ہوتا ہے اس کے سینے میں داخل

ہو کر ہدایت کی طرف پھیر دیتا ہے وہ آدمی ہدایت قبول کر لیتا ہے صحبت کا فیض بلا مشقت بھی اسی لئے ہے کہ اولیاء کرام کے سینوں سے نور تصرف ہوتا ہے اور سامنے بیٹھنے والوں کے سینوں میں داخل ہوتا رہتا ہے جس سے قلب پاک ہوتے ہیں۔ مومن کا قلب عرش اور سینہ صحن ہے ان کے سامنے بیٹھنا عرش کے سامنے بیٹھنا ہے۔ مولانا رومؒ کے فرمان کے مطابق

گر تو خواہی می نشیند با خدا۔ می نشیند صحبت با اولیاء

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو اللہ بزرگ برتر کی صحبت اختیار کرنا چاہتا ہے تو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھ۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء۔ بہتر از صد سالہ عبادت بے ریا

نبیؐ کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ نفلی عبادت سے میرے اسقدر قریب ہوجاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں اور زبان میں ہوجاتا ہوں پھر اس کا چلنا پھرنا بولنا اور پکڑنا مجھ ہی سے ہے۔ سورۃ انفال آیت نمبر 16۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبیؐ جو تو نے کفار کی طرف کنکر پھینکے وہ میں نے پھینکے' جسے تو نے قتل کیا وہ میں نے قتل کیا۔ اب قرآن حدیث کی روشنی میں ولایت کی تعریف یہ ہوئی کہ بندہ اس قدر اللہ کی ذات میں فنا ہوجائے کہ اس کی اپنی ہستی نہ رہے اس کی ہر بشری صفت فنا ہو کر اللہ کی صفت ہوجائے۔ اس کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا بات کرنا اللہ کے ارادوں سے ہوجائے کام سب ذات کی طرف سے ہوں اور اظہار اس بندے سے ہو۔ جس طرح پانی کا ایک قطرہ سمندر میں ڈال دیں تو وہ قطرہ فنا ہو کر سمندر ہوجائے گا۔ طریقت رسولؐ کا اصول ہے۔ فنا فی الشیخ' فنا فی الرسول' فنا فی اللہ۔ سالک درویش پہلے اپنے شیخ میں فنا ہوجاتا ہے تو وہ چلتے پھرتے محسوس کرتا ہے جیسے اس کے شیخ چل پھر رہے ہیں پھر دوسری دونوں ہستیوں میں بھی اسی طرح

فنائیت ہوجاتی ہے اللہ کی ذات میں فنا ہونے کے بعد اللہ اس آدمی کی زبان پر گا ہے بگاہے کلام فرماتے ہیں جس طرح فرمان نبیؐ ہے کہ عمرؓ کی زبان اللہ کی زبان ہے۔ یعنی عمرؓ جو کہتے ہیں وہ اللہ ہی کہتے ہیں۔ منصورؒ کا نعرہ انا الحق شبلیؒ کا انی انا اللہ کہنا۔ یہ سب بندوں کی زبان پر اللہ کا کلام ہے۔

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی۔ کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

نبوت و ولایت وراثت نہیں

نبوت اور ولایت وراثت نہیں بلکہ اللہ کا انتخاب اور عطا ہے۔ اسی طرح گمراہی بھی وراثت نہیں ہوتی بلکہ مخلوق خود گمراہ ہوتی ہے۔ اول نبی آدم علیہ السلام سے دیکھنا شروع کرتے ہیں کہ کیا یہ چیزیں وراثت تھیں۔ زمین پر سب سے پہلے انسان اور پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں آپ کے بہت بیٹے تھے کیا وہ سارے نبی تھے۔ نہیں تھے۔ ان میں ہی قابیل بھی تھا جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا وہ زمین پر پہلا قاتل ہے حالانکہ وہ بھی آدم علیہ السلام کا بیٹا تھا اور آدم علیہ السلام نبی تھے ان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام مطلق نبی تھے جن کا بیٹا کنعان کفار کے ساتھ غرق ہوا اسے بھی وراثت میں نبوت نہ ملی اب غور سے دیکھتے جائیں کہ کتنے نبی ایسے ہوئے جن کی اولاد نبی نہیں ہوئی اور کتنے نبی ایسے ہیں جن کے والد نبی نہیں تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام مطلق نبی تھے ان پر صحیفے نازل ہوئے ان کا اپنا کلمہ تھا جبکہ ان کے والد آذر بت پرست اور بت فروش تھے۔ (سورۃ انعام 75' سورۃ شعراء آیت نمبر 69' سورۃ مریم آیت نمبر 42-43-44)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام دونوں معتبر نبی تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کوئی بیٹا نبی نہیں ہوا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بھی دو بیٹے تھے عیس اور حضرت یعقوب علیہ السلام۔

عیس بڑے تھے وہ نبی نہیں ہوئے یعقوب علیہ السلام چھوٹے تھے وہ نبی تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کتنی پشتیں گزر گئیں کوئی نبی نہ ہوا اور اسحاق علیہ السلام کی اولاد جو بعد میں بنی اسرائیل کہلائی میں نبی ہوتے رہے۔ ستر ہزار نبی بنی اسرائیل میں ہوئے۔ چار ہزار سال بعد اسماعیل علیہ السلام کی اولاد در اولاد میں نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے جن کو بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاریٰ نے اس لئے تسلیم نہ کیا کہ وہ نبوت کو وراثت سمجھتے تھے۔ نبی علیہ صلوٰۃ والسلام کے والد بھی نبی نہ تھے۔ اب یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ نبوت وراثت نہیں ہے کیونکہ بہت نبی ایسے ہوئے ہیں جن کے بیٹے نبی نہ تھے اور کتنے ہی تھے جن کے کافی بیٹے تھے ان میں ایک یا دو نبی ہوئے باقی نبی نہ ہوئے اگر نبوت وراثت ہوتی تو سارے ہی بیٹے نبی ہوتے اور اگر وراثت ہوتی تو آدم علیہ السلام کی ساری اولاد جو آج کروڑوں بلکہ اربوں کی تعداد میں ہے سب نبی ہوتے۔ ولایت ظل نبوت ہے جو سلوک اللہ تبارک و تعالیٰ نبیوں سے فرماتے ہیں وہی سلوک اولیاء کرام سے فرماتے ہیں فرق صرف درجات میں ہے نبوت فرض عبادت کی حیثیت رکھتی ہے اور ولایت نفلی عبادت کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس طرح فرض کا انکار کفر ہے اسی طرح نبی کو تسلیم نہ کرنے والا بھی کافر ہے۔ نفلی عبادت کا انکار کفر تو نہیں ہے لیکن آدمی اس کے فائدے اور ثواب سے محروم رہے گا اسی طرح ولایت کا انکار کرنے والا بھی فیض و برکات سے محروم رہے گا اور بغیر کسی ولی کے تعلق سے قرب باری تعالیٰ نصیب نہ ہوگا۔ بابا بلھے شاہؒ صاحب کے فرمان کے مطابق کہ

ایہہ گل نہیں مسجد مندر دی ایہہ گل اے اپنے اندر دی
کر صحبت مست قلندر دی پھر پل وچ مولا ویکھی جا

باہو سلطانؒ صاحب کے کلام میں بھی اولیاء کرام کی طرف ہی اشارے ہیں کہ ان کے

تعلق سے ہی اللہ ملے گا۔

نال رب عرش معلیٰ اتے نال رب خانے کعبے ہو
نال رب علم کتابیں لبھا نال رب وچ محرابے ہو
گنگا تیر تھیں مول نہ ملیا مارے پینڈے بے حسابے ہو
جددا مرشد پھڑیا باہو چھٹے سب عذابے ہو

نبوت کی طرح ولایت بھی وراثت نہیں ہے ولایت کو قرآن پاک میں خلافت اور ولی کو خلیفہ بھی کہا گیا ہے جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ (سورة نور آیت نمبر 54) اگر خلافت وراثت ہوتی تو نبی کریمؐ اپنے نواسے حضرت امام حسن علیہ السلام کو خلیفہ مقرر فرماتے جبکہ اس کے برعکس آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول مقرر فرمایا۔ ابوبکرؓ نے بھی اپنے بیٹے کی بجائے حضرت عمرؓ کو خلیفہ منتخب فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے بیٹے کی بجائے حضرت عثمانؓ اور حضرت علی علیہ السلام کو چنا۔ اب یہ چاروں نبی کریمؐ کے خلیفہ کہلاتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے مرید حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو خلافت عطا فرمائی جن سے چشتیہ سلسلے کی نسبت جاری ہوئی اور دوسری اپنے بیٹے جو اللہ کی راہ میں کامیاب ہوئے اور امام کہلائے حضرت امام حسین علیہ السلام کو خلافت دی جن سے قادری سلسلے کی نسبت جاری ہوئی خلافت یا پیری اس طرح اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق عطا ہوتی چلی آئی نہ کہ وراثت کے طریقے پر باپ سے بیٹے کو۔ امیر معاویہؓ خود خلیفہ بنے اسے کسی خلیفہ نے منتخب نہیں کیا اسی لئے اسے پانچواں خلیفہ کوئی نہیں مانتا حضورؐ کے چار ہی خلیفہ ہیں۔ پھر اس نے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ مقرر کیا سب صوبوں کے گورنروں کو زبردستی بیعت بھی کروایا آج تک امت مسلمہ اس پر لعن طعن کرتی آرہی ہے کسی نے اس کو خلیفہ تسلیم نہیں کیا کیونکہ اسے منتخب کرنے والے امیر معاویہؓ کو کسی نے منتخب نہیں کیا تھا اور یزید شرابی

بے دین اور فاسق اور فاجر آدمی تھا اب غور فرمائیں کہ نبی کا بیٹا جو گمراہ ہوا اللہ تعالیٰ نے کفار کے ساتھ غرق کیا وراثت میں نبوت نہ ملی اصحابی رسولؐ جس کا چناؤ پہلے خلیفہ نے نہ کیا اللہ اور اللہ کی مخلوق امت رسولؐ نے خلیفہ نہیں مانا اس کے گمراہ بیٹے کو خلیفہ نہ مانا۔

اب پندرھویں صدی میں کتنے ایسے پیر ہیں جو یزید صفت ہیں گمراہ ہیں بے دین ہیں بد اخلاق ہیں دنیا کی لالچ میں حرص میں ذلیل و خوار ہیں نشہ کرتے ہیں طرح طرح کی فحاشی اور بدمعاشی میں مبتلا ہیں مجرم ہیں جادوگر ہیں جاہل ان پڑھ ہیں۔ طریقت تصوف معرفت یا نور ایمان کے نام تک سے آشنا نہیں ہیں۔ قرآن کے منکر سنت رسولؐ کے قاتل ہیں بزرگوں کے بے ادب اور گستاخ ہیں بزرگ ماں باپ کے نافرمان ہیں دم شوگنڈا تعویز اور جادو کا رعب دیتے ہیں بددعا کا خوف دلاتے ہیں۔ حالانکہ ایسے گمراہوں کی بددعا یا دعا مخلوق کے خلاف اللہ تبارک و تعالیٰ بالکل قبول نہیں کرتے۔ مسلمان کہلانے کے حق دار نہیں مسلمانوں کے پیر بنے ہوئے ہیں۔ اکثر پیر پرست لوگ انہیں یہ کہہ کر پوجتے ہیں کہ یہ بہت بڑے ولی بزرگ قطب عالم کا بیٹا ہے ان کا دادا بڑا بزرگ تھا دیوار پر سفر کرتا تھا۔ دیوار کو حکم دیتے تھے تو گھوڑی کی طرح چلنے لگتی تھی۔ یا یہ کہہ کر یہ بہت بڑی گدی کے سجادہ نشین ہیں ان کا بڑوں کی وجہ سے ہم ان کے مرید ہیں۔ گدڑی میں ہی لعل ہوتے ہیں۔ بے نماز بداخلاق ہیں ماننے والے کہتے ہیں کہ جو منہ سے کہہ دیں پورا ہوتا ہے کیونکہ ان کے بڑوں کا ان پر کرم ہے تو ان کے بڑوں کا کرم ان کو نمازی اور پکا سچا مسلمان کیوں نہیں بناتا حالانکہ ان کا اپنے بڑوں سے، کوئی تعلق نہیں کیونکہ نہ اللہ اور نہ اللہ کا رسولؐ ایسے گمراہوں کو بزرگوں کی اولاد ہی تسلیم نہیں کرتے جیساکہ نوح علیہ السلام کے بیٹے کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ سے فرمایا کہ تو میری آل سے ہے جبکہ آپ

تو ایران کے رہنے والے ہیں عربی بھی نہیں قریشی بھی نہیں سید بھی نہیں حضورؐ کے خاندان سے کوئی تعلق نہیں لیکن آپؐ اپنی آل فرمارہے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ مرید جس کو بزرگی نصیب ہو وہی پیر کی اولاد ہے اور جو گمراہ ہو بے شک اولاد ہی ہو وہ اللہ رسولؐ کے فرمان کے مطابق اولاد نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا پیر کا بیٹا پیغمبر کے بیٹے سے بڑھ کر ہے کیا صحابیؓ رسولؐ سے بڑھ کر ہے یا پیر کا بیٹا صحابیؓ کے بیٹے سے بڑھ کر ہے کہ جیسا بھی ہو گمراہ ہو بے دین ہو بس وہ پیر ہے۔ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا دروازہ بند کیا تو ولایت کا دروازہ کھولا۔ نبیوں والا کام پیروں کے سپرد کیا کہ مخلوق خدا کو فیض نبوی پہنچائیں اور پاک کردیں۔ جو خود پلید ہے وہ دوسرے کو کس طرح پاک کرے گا۔ مثنوی شریف کی حکایت کے مطابق کہ ایک آدمی گھر میں ایک کلو گوشت لایا اور بیوی سے کہنے لگا اسے پکاؤ میں کچھ کام کرکے آتا ہوں پھر کھانا کھاؤں گا۔ عورت عیاش تھی اس نے جلدی سے گوشت پکایا اور اپنے کسی آشنا کو بلا کر سارا گوشت کھالیا اور ہنڈیا دھو کر رکھ دی جب خاوند باہر سے آیا تو اس نے کھانا لانے کو کہا تو عورت بولی کہ گوشت تو سارا بلی کھا گئی میں ہنڈیا دھو رہی تھی مجھے پتہ نہ چلا۔ وہ بولا بلی پکڑ لاؤ بلی کا وزن کیا تو وہ پورا ایک کلو ہوا اس پر وہ کہنے لگا کہ اگر یہ کلو گوشت ہے تو بلی کہاں گئی اور اگر یہ بلی ہے تو گوشت کہاں گیا۔ میرے بھائیو عقل سے کام لیں اگر یہ پیری فقیری ہے تو گمراہی کیا ہے یہ تو صاف گمراہی نظر آرہی ہے۔ پیری فقیری وہی ہے جس طرح پہلے بزرگ کرتے چلے آئے ہیں۔

ولی یا پیر کی پہچان

پہلے بزرگان دین کے حالات سے اس پر بحث کرتے ہیں۔ چھٹی صدی ہجری میں غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز ہوئے ہیں جن کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپؒ سے پہلے سب بزرگوں کے سجادے نشین موجود تھے تو آپؒ کس

پیر کی اولاد سے مرید ہوئے بابا فرید الدین گنج شکرؒ ساتویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے آپ سے پہلے بزرگوں کی گدیوں پر گدی نشین موجود تھے آپ کس بڑی گدی کے سجادہ نشین سے مرید ہوئے۔ باہو سلطان قدس اللہ سرہ العزیز دسویں صدی ہجری میں ہوئے آپ کس پیر کے بیٹے سے مرید ہوئے حالانکہ آپ کی محبت غوث پاک کی ذات اقدس سے بہت زیادہ ہے۔ خود فرماتے ہیں۔

بغداد شہر دی کی اے نشانی اچیاں لمیاں چیراں ہو
تن من میرا پرزے پرزے جیوں درزی دیاں لیراں ہو
اینہاں لیراں دی گل کفنی پا کے رلساں سنگ فقیراں ہو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باہو کرساں میراں میراں ہو

باہو سلطانؒ صاحب کس قدر عاشق ہیں کہ بغداد شریف کے فقیروں میں مل کر بھیک مانگنا اور میراں میراں کہنا باسعادت سمجھتے ہیں اس قدر عشق محبت عقیدت اور ذوق کے باوجود آپ جب مرشد کامل کی تلاش میں نکلے تو بارہ سال بغداد شریف میں رہے اور اس وقت غوث پاکؒ کے سجادہ نشین موجود تھے بارہ سالوں میں کتنی ملاقاتیں ہوئیں لیکن آپ ان سے مرید نہیں ہوئے۔ اپنی تلاش جاری رکھی۔ یہ سب بڑے بڑے بزرگ اپنے وقت کے پیروں سے جو اس وقت کسی بڑے بزرگ کے خلیفہ تھے سے مرید ہوئے اور صاحب خلافت ہوئے۔ یہ لوگ نہ کسی گدی نشین سے مرید ہوئے اور نہ ہی خود گدی نشین تھے۔ مرید تھے جب خلافت اپنے پیرو مرشد سے عنایت ہوئی تو پھر پیر تھے۔ پیر کے لئے باپ' بیٹا یا قوم کوئی شرط نہیں ہے۔ ہر قوم سے بڑے بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر باہو سلطانؒ صاحب اعوان قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ خواجہ نور محمد مہاروی چشتیاں شریف والے جٹ قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سائیں عنایتؒ بلھے شاہؒ صاحب کے پیر آرائیں برادری رکھتے ہیں۔ بابا فرید الدین گنج

شکرؒ فاروقی ہیں۔ خواجہ غلام فرید مٹھن کوٹ والے کوریجہ ہیں۔ غرضیکہ کوئی قوم قبیلہ ایسا نہیں جس میں بڑے پیرو بزرگ پیدا نہ ہوئے ہوں۔ اگر سید ہی پیر ہوسکتے ہیں تو پھر یہ لوگ کیسے بزرگ ہوگئے جن کی بزرگی میں کوئی شک نہیں۔

جس طرح مثل مشہور ہے کہ پانی پیو پن کر۔ پیر پکڑیں چن کر۔ تو پیر کا چناؤ کس طرح کریں کیا دیکھیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے اولیاء پوشیدہ ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا۔ نبیؐ نے فرمایا میری امت میں تین سو ساٹھ تبلیغ کرنے والے اللہ کے ولی ہمیشہ موجود رہیں گے۔ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ یہ شخص اللہ کا ولی ہے۔ عام طور پر صوفیہ حضرات فرماتے ہیں پیر تارک دنیا ہو نفس امارہ کو مطمئن کر چکا ہو۔ اور نجات حاصل کرچکا ہو الہام کے ذریعے اللہ علم دیتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب چیزیں پوشیدہ ہیں یہ کسی کو علم نہیں ہوسکتا کہ کس آدمی کو الہام ہوتا ہے۔ قرآن گواہ ہے کہ خضر علیہ السلام کو الہام ہورہا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول ہیں انہیں آگاہی نہیں ہورہی تو عام آدمی اللہ کے ولی کی پہچان کس طرح کرلے۔ ہمارے آقا مولا قطب وقت

حضرت پیر احمد میاں قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ پہلے پیر کا ظاہر دیکھیں اس کے دنیاوی کام دیکھیں اگر وہ دنیا کے کام صداقت سے کرتا ہے تو اس کے دین میں بھی صداقت ہوگی اور اگر لوگوں سے جھوٹ بولتا ہے' فراڈ کرتا ہے' اپنی ڈیوٹی صحیح نہیں کرتا تو اس کے دین میں بھی فراڈ ہے' اس کا ظاہر اگر غلیظ ہے بے نماز ہے' شریعت کا پابند نہیں تو اس کا باطن ظاہر سے بھی زیادہ غلیظ ہے۔ باطن کی غلاظت کی وجہ سے اس کا ظاہر غلیظ ہے۔ غوث الاعظمؒ کا فرمان ہے کہ بداخلاق درویش ولی نہیں دجال ہے۔ ولیوںؒ کے اخلاق نبیوں کی طرح ہوتے ہیں۔ نبیؐ کا فرمان ہے کہ اخلاق ایمان کا روغن ہے جتنا ایمان مضبوط ہوگا اتنا ہی اخلاق بلند ہوگا۔ پنجاب میں یہ بات بھی عام ہے کہ پیر جتنا زیادہ بداخلاق اور گالی گلوچ بکتا ہو اتنا بڑا بزرگ سمجھتے ہیں حالانکہ غوث

الاعظمؒ کے فرمان کے مطابق وہ دجال ہے اب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ پیر شریعت کا پابند ہو خوش اخلاق ہو دین و دنیا کے کاموں میں سنت رسولؐ کے مطابق ہو۔ اب اس کے اندر کا کیسے پتہ چلے کہ وہ ولی اور پیر بھی ہے اور اللہ رسولؐ کا منتخب بندہ ہے۔ تو اس کی پرکھ یہ ہے کہ جس طرح اندھا سورج کو دیکھ نہیں سکتا کیونکہ اس کی آنکھیں ہی نہیں لیکن اسے سورج کے سامنے کھڑا کردیں تو حرارت آفتابی اسے ثبوت دے دے گی کہ وہ سورج کے سامنے کھڑا ہے وہ سورج کو اس کی حرارت کی وجہ سے محسوس کرلے گا اور اسے یقین ہوجائے گا۔ اسی طرح عام آدمی بھی جب اللہ کے ولی کے سامنے بیٹھے گا تو اس کا دل بھی محسوس کرلے گا کیونکہ ان کا دل اللہ کا عرش ہوتا ہے ان کے سینوں سے نور تصرف ہوتا ہے جو سامنے بیٹھنے والوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ جس سے قلب تسلیم کرلیتے ہیں جس کا پورا اظہار مرید ہونے سے ہوجائے گا جس طرح دریا کی گہرائی کا اندازہ دریا میں اترنے سے ہوتا ہے۔ اسی طرح بیعت کے وقت پیر کے تصرف کا مرید پر یعنی اس کے قلب اور روح پر اظہار ہو جاتا ہے۔

بیعت

بیعت کی ضرورت و اہمیت پہلے قرآن پاک سے اور پھر حدیث مبارکہ کے حوالہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ بعض فرقے اس بات سے اختلاف کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کے خلاف گردانتے ہیں وہ اپنی نادانی اور کم علمی کی وجہ سے قرآن و حدیث کی مخالفت کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سب مسلمانوں کو قرآن و حدیث کی سمجھ اور ہدایت عطا فرمائیں۔ حسد بغض اور ضد سے بچائیں کیونکہ آج کل مخلوق ایمان چھوڑ دیتی ہے لیکن ضد نہیں چھوڑتی۔ اللہ ان سب بیماریوں سے جو کہ دل کی بیماریاں ہیں محفوظ فرمائیں۔ آمین!

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور وسیلہ ڈھونڈو اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ۔ (قرآن پاک سورۃ المائدہ آیت نمبر 34)

اللہ کے راستہ میں وسیلہ نبی اور اللہ کے ولی ہی ہوتے ہیں جس طرح کفار کے ساتھ جہاد کرنے کی لئے امیر کی ضرورت ہے اسی طرح نفس کے ساتھ جہاد کرنے کیلئے پیر کی ضرورت ہوتی ہے تو اس آیت مبارکہ کا آسان مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ڈرو اور مجھ تک پہنچنے کیلئے مرشد کامل کا وسیلہ تلاش کرو پیر کی اطاعت کے ذریعے نفس سے جہاد کرو میری معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاؤ گے۔ اس قرآن پاک کی آیت پر عمل مرشد کامل سے بیعت کرنے سے ہی ممکن ہے۔ دوسری جگہ اللہ فرماتے ہیں۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ لگے رہو۔ (سورۃ توبہ آیت 118) سچے لوگ نبی اور ولی ہی ہوتے ہیں چونکہ نبیوں کا اب زمانہ نہیں رہا۔ حضورؐ کا فرمان ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو نبوت کا دروازہ بند کرکے اللہ تعالیٰ نے ولایت کا دروازہ کھولا ہے اس وقت سچے لوگ اللہ کے ولی ہیں جو کام پہلے نبی

کرتے آئے ہیں اب وہ خدمت یہ لوگ انجام دے رہے ہیں تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ حکم فرما رہے ہیں کہ سچے لوگوں کے ساتھ لگے رہو۔ ان کے ساتھ لگنے کا طریقہ بیعت کرنا ہے جس طرح سب بزرگان دین کرتے آ رہے ہیں۔ سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ دعا کرنے کا طریقہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے کیا مانگو اور کس طرح مانگو۔

سب سے پہلے اس ذات مقدس کی تعریف ہے جو تعریف کے لائق ہے۔ سب جہانوں کو پالنے والا رحمٰن رحیم مالک یوم الدین عبادت کے لائق ہے مددگار ہے توفیق دینے والا ہے' آیت نمبر 5 میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے سیدھا راستہ طلب کرو کہ باری تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم یعنی سیدھا راستہ دکھادے۔ آیت نمبر 6 میں خود فرمایا ہے کہ سیدھا راستہ کونسا ہے وہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن لوگوں پر میں نے انعام کیا ہے۔ یہاں اپنا نام نہیں لیا کہ میرا راستہ اختیار کرو اللہ کا کونسا راستہ ہے یہ سب دھوکے کی باتیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے انعام یافتہ بندوں کے راستہ کی طرف حکم فرما رہے ہیں کہ جس راستہ پر انہوں نے زندگی گزاری ہے جس طرح وہ عبادت کرتے ہیں' کھاتے پیتے ہیں' چلتے ہیں پھرتے ہیں' دوسروں سے سلوک کرتے ہیں وہی راستہ اختیار کرو یہ ہدایت کا اللہ کا قرب حاصل کرنے کا راستہ ہے

انعام والے بندے کون ہیں۔

پس یہ لوگ جن پر میرا انعام ہوا ہے نبی ہیں اور صدیقؓ ہیں اور شہید ہیں اور صالح ہیں (یعنی اللہ کے ولی نیک لوگ) اور یہ لوگ بہت اچھے دوست ہیں۔ (سورۃ النساء آیت 69) سب سے بڑا اور پہلا انعام نبوت ہے۔ زمین میں سب سے بلند مرتبہ اور اول انعام یافتہ نبی ہوتا ہے ان کے بعد صدیقوں کا مرتبہ ہے صدیق وہ شخص ہے جو بغیر سمجھانے کے نبیؐ کی تصدیق کرے یعنی نبی نبوت کا دعویٰ و اعلان کرے اور صدیق فوراً

تصدیق کردے۔ ہر نبی کے صحابیوں میں صدیق بلند مرتبہ صحابی ہوتا ہے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بھی صدیق اکبرؓ خلیفہ اول ہوئے باقی صحابی بھی بزرگ تھے لیکن صدیق اور کسی صحابی کو نہیں کہتے۔ ان کے بعد شہداء کا مرتبہ ہے شہید دو قسم کے ہوتے ہیں حدیث پاک میں ہے جہاد بالنفس اور جہاد با لکفار۔ نفس کے ساتھ جہاد کو جہاد اکبر اور کفار کے ساتھ جہاد کو جہاد اصغر کہا گیا ہے۔ نفس کے ساتھ ساری زندگی کا جہاد ہے اس لئے اسے بڑا جہاد کہا جاتا ہے۔ یہ جہاد انبیاء اور اولیاء کرام کرتے آئے ہیں۔ فرمان نبیؐ ہے کہ موتو قبل انت موتو یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ۔ یہ نفس کے ساتھ جہاد کرنے سے ہی نصیب ہوتا ہے کہ آدمی کو زندگی میں ہی دوسری زندگی مل جاتی ہے جو نفسانی خواہشات سے پاک ہوتی ہے۔ شہید کفار سے ملک قوم دین اور عزت کی خاطر لڑ کر شہادت حاصل کرتا ہے تو وہ خود زندہ ہوتا ہے جسے اللہ فرماتے ہیں کہ مردہ گمان بھی نہ کرو وہ زندہ ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں لیکن تم اس زندگی سے آگاہ نہیں ہو۔ نفس کے ساتھ جہاد کرکے ایسی زندگی نصیب ہوتی ہے کہ ان سے مردہ زندہ ہوتے ہیں جس طرح نبیوں کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات مشہور ہیں۔ دوسری بات تبلیغ ہے کہ پھر وہ لوگ اپنے تصرف اور توجہ عینی سے جو لوگ ان سے مرید ہوتے ہیں ان کے مردہ دلوں کو زندہ کردیتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

کیونکہ مردہ دل قوم مردہ ہوتی ہے اور امت کے اس پرانے مرض کا علاج یہی ہے کہ ان کے دل زندہ ہوجائیں اب نبی کوئی نہیں آئے گا تو پھر صدیق بھی کوئی نہیں ہوگا اب زمانہ شہدا اور صالحین یعنی اولیاء کرام کا ہے یہ بہت اچھے دوست ہیں ان سے دوستی کرلو تو ان سے دوستی کا طریقہ بیعت کرنا ہے انعام والے بندوں کے راستہ پر چلنا بیعت

کرنا ہے۔ آج تک جتنے بھی بڑے بڑے بزرگ اور پیر ہوئے ہیں وہ سب اپنے وقت کے بزرگوں سے مرید ہوتے آئے ہیں جو عین قرآن کے مطابق ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اللہ کے رسولؐ کی اور صاحب حکم کی جو تم میں سے ہے پس جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے پس پھیر دو اس کو طرف اللہ کے اور رسولؐ کے اگر ہو تم ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ بہتر ہے اور اچھا جزا میں۔ (سورۃ النساء آیت 59)

اس آیت قرآنی میں بھی مرشد کامل کی طرف صاف حکم ہے کہ تم میں سے صاحب حکم جو ہے اس کی اطاعت اسی طرح کرو جس طرح اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہو۔ کئی لوگ صاحب حکم سے مراد بادشاہ وقت لیتے ہیں جو کہ بالکل غلط ہے کیونکہ بادشاہ گمراہ بھی ہوسکتا ہے اور کافر بھی۔ آیت کا دوسرا حصہ خود وضاحت کرتا ہے کہ پس اگر جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے تو پھر آؤ طرف اللہ اور رسولؐ کے۔ اس سے صاف مطلب سمجھ آرہا ہے کہ صاحب حکم کے کسی قول و فعل پر اگر آپ کا جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے فرمان کے مطابق پرکھ لو۔ یعنی اگر اس شخص کی زندگی قول و فعل قرآن و سنت کے مطابق ہے تو اطاعت کرو ورنہ چھوڑ دو۔ جس طرح آج کل لوگ کتنے جاہل اور گمراہ آدمیوں کو پیر مانتے ہیں جب کہ ان کی ساری زندگی سر سے پاؤں تک سارے اعمال قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ یہ بات ثابت ہوئی کہ صاحب حکم سے مراد مرشد کامل ہے نہ کہ بادشاہ اور نہ گمراہ پیر۔

جس دن سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے (سورۃ بنی اسرائیل آیت 71) اس آیت مبارکہ میں بھی پیشوا سے مراد مرشد کامل ہے ان کے ساتھ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے بیعت کی ہوگی۔ کیونکہ پیر اپنے مرید کا ہی پیشوا ہوتا ہے سب لوگوں کا نہیں ہوتا۔ جس دن سے مراد روز قیامت اور میدان حشر ہے۔

آیت کا اگلہ حصہ ہے کہ ان لوگوں کا اعمال نامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ لوگ پڑھیں گے اعمال نامہ اپنا اور نہ ظلم کیئے جائیں گے تاگے برابر۔ مکمل آیت کا مطلب یہ ہوا کہ 1۔ حشر کے دن اللہ تعالیٰ مریدین کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ جو کاملین سے ہوں گے بلائے گا اور 2۔ ان کے ساتھ جنت میں بھیجے گا کیونکہ دائیں ہاتھ میں اعمال نامے والے جنتی ہوں گے۔ اور 3۔ ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوگی۔ تین باتوں کی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بشارت فرمائی ہے۔

تحقیق وہ لوگ کہ بیعت کرتے ہیں تجھ سے سوائے اس کے نہیں کہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے ہاتھ اللہ کا ہے اوپر ہاتھ ان کے پس جس نے عہد توڑا سوائے اس کے نہیں کہ عہد توڑا اوپر جان اپنی کے اور جس نے وفا کی ساتھ اس چیز کے کہ عہد کیا ہے اوپر اس کے اللہ پس شتاب دے گا اس کو ثواب بڑا۔ (سورۃ فتح آیت 10)

البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ مومنین سے جس وقت کہ بیعت کرتے تھے تجھ سے نیچے درخت کے پس جانا جو کچھ بیچ دلوں ان کے تھا پس اتاری تسکین اوپر ان کے اور ثواب دیا ان کو فتح نزدیک (سورۃ فتح 18)

اب ان دونوں آیات مبارکہ سے بیعت کا مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبیؐ جن لوگوں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے میں ان سے راضی ہوگیا ہوں میں انہیں بہت بڑا اجر و ثواب اور تسکین عطا کروں گا اور بہت جلد فتح سے سرفراز فرماؤں گا۔ اب بزرگان دین سے بھی بیعت صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنی چاہئے دوسرا کوئی مقصد نہ ہو آج کل لوگ دنیاوی کاموں کے لئے مرید ہوتے ہیں اور اصلی مقصد سے رہ جاتے ہیں۔

اے نبیؐ جس وقت آئیں مسلمان عورتیں بیعت کرتی ہوں اوپر اس بات کے کہ نہ

شریک لاویں ساتھ اللہ کے کسی چیز کو چوری اور زنا نہ کریں نہ جھوٹ بولیں نہ اولاد کو قتل کریں اپنے ہاتھ پاؤں سے آپ کی نافرمانی نہ کریں بیچ کسی حکم شرع کے پس بیعت قبول کر ان سے اور بخشش مانگ واسطے ان کے اللہ سے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ الممتحنہ آیت 12)

اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان کریمی کے قربان جائیں جتنے سوالات قیامت تک مخلوق کے دل میں پیدا ہوں گے سب کے جواب مولا کریم نے قرآن پاک میں پہلے سے ہی رکھ دیئے ہیں اس وقت سب لوگ خواہ وہ عالم ہیں یا ان پڑھ یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا عورتیں بیعت کرسکتی ہیں یا یہ سوال کرتے ہیں کہ عورت کا پیر تو اس کا خاوند ہی ہوتا ہے اسے بیعت کی ضرورت نہیں ہوتی یا پیروں پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ اچھا کھانے کیلئے عورتوں کو مرید کرتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ "وڈیاں دا پیر پکھا نئیں مردا" یا اور کئی قسم کے الٹے پلٹے سوال کرتے ہیں۔ اب اگر غور سے دیکھیں تو ان سوالات کا عقل و علم یا قرآن و حدیث سے تو کوئی تعلق نہیں سراسر حماقت اور لاعلمی کے سوال ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ لوگ پیرو مرشد کی تعریف کو نہیں سمجھتے دوسرا بیعت کو صرف رواج سمجھتے ہیں جبکہ بیعت کا مقصد نور ایمان حاصل کرنا ہے۔ اللہ کے قرب کی خاطر مرشد کامل سے بیعت کرکے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہے جس فیض و برکت اور نور ایمان کی ضرورت مرد کو ہے اس کی عورت کو بھی ضرورت ہے کیونکہ قبر اور حشر کا حساب سب کا ہوگا جس طرح کلمہ نماز روزہ زکواۃ اور حج آدمیوں پر فرض ہیں اسی طرح عورتوں پر بھی فرض ہیں جس طرح آدمی بزرگوں سے تعلق کرکے بزرگی کو پہنچے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی مراتب نصیب ہوئے ہیں۔ مثلاً رابعہ بصریؒ وغیرہ

حضرت امام جعفر صادقؒ کا قول ہے کہ جس چیز کے بارے میں قرآن پاک سے ثبوت مل جائے تو اس بزرگ و برتر کے حکم کے خلاف عقلی دلیل دینا کفر ہے یعنی وہ

شخص اپنی عقل سے قرآن پاک کو جھٹلا رہا ہے اگر نا سمجھی اور لاعلمی کی وجہ سے قرآن کی مخالفت کررہا ہے تو بھی بہت بڑا جرم ہے اگر جانتے ہوئے مخالفت کرتا ہے تو قرآن پاک کی مخالفت کفر ہے۔ اس میں کوئی گنجائش نہیں۔

مندرجہ بالا آیت قرآنی عورتوں کی بیعت پر ظاہر دلیل ہے کہ اے نبیؐ عورتوں کو بھی بیعت کرو جب وہ بیعت کریں اور پھر ان کی بخشش کی دعا مانگو مجھے بخشنے والا اور مہربان پاؤ گے۔ کتنی صاف بات ہے کہ بیعت ذریعہ نجات ہے چاہے مرد کرے یا عورت، بخشش ہو جائے گی۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس شخص نے امیر کی اطاعت سے اپنا ہاتھ نکال لیا قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کو ملے گا اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوگی اور جو شخص مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہوئی وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (مشکواۃ ۔ مسلم ۔ باب حکومت ۔ قضا)

دوسری حدیث مبارک ہے عبادہ بن صامتؓ جو کہ بدری صحابی ہیں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہؓ کی ایک جماعت سے فرمایا تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے چوری اور زنا نہ کرو گے اپنی اولاد کو نہ مارو گے وغیرہ لمبی حدیث ہے یعنی سورۃ ممتحنہ آیت 12 کے الفاظ نبیؐ نے دہرائے جو اوپر درج ہو چکے ہیں۔ ان باتوں پر صحابہؓ نے آپؐ سے بیعت کی۔ (کتاب الایمان ۔ صحیح بخاری جلد اول)

حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں جب ایک نبی وصال فرماتے تو دوسرا نبی اس کا جانشین بن جاتا اور میرے بعد نبی کوئی نہیں میرےؐ بعد خلفا ہوں گے ان سے بیعت کرنا خلفاء بہت ہوں گے صحابہؓ نے

عرض کیا آپؐ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پوری کرو بیعت پہلے کی پس پہلے کی۔ تم ان کا حق دو پس اللہ ان سے پوچھنے والا ہے جو ان کو رعیت دی۔ (مشکواۃ۔ متفق علیہ)

نبیؐ کے فرمان کے مطابق کہ جس نے کسی سے بیعت نہ کی وہ جہالت کی موت مرے گا تو جہالت کفر کے معنوں میں آتی ہے جس طرح نبیؐ نے ابوجہل کو کافر نہیں جاہلوں کا باپ فرمایا حالانکہ وہ کافر تھا یہ اس لئے ہے کہ جب تک آدمی مرشد کامل سے بیعت نہیں کرتا وہ عین الیقین نہیں ہوتا جب تک آدمی عین الیقین نہ ہو کسی وقت بھی مذہب سے پھر سکتا ہے۔

بیعت کا مطلب

بیعت کا مطلب ہے فروخت ہونا یعنی بک جانا اس کی قیمت ہے نور ایمان۔ مرید پیر کے ہاتھ اپنا سر فروخت کرتا ہے بیچتا ہے جس کے متعلق باہو سلطان فرماتے ہیں۔

سر دتیاں جے سر ہتھ آوے سودا ہار نہ تو ہاں ہو
وڑیں بازار محبت والے باہو مرشد لے کے سوہاں ہو

یعنی سر دینے سے اگر سر ہاتھ آجائے اللہ کا بھید یعنی نور ایمان مل جائے تو یہ سودا مت چھوڑ یہ سودا سر دے کر بھی حاصل کر لے سودا مہنگا نہیں ہے لیکن مرشد راہ و رسم سے واقف ہو۔

کوئی چیز بھی خریدتے وقت اس کی قیمت ادا کی جاتی ہے اور قیمت ادا کئے بغیر کوئی چیز حاصل کرلی جائے تو وہ دھوکہ ہے فریب ہے جس طرح زمین بیع لی جاتی ہے تو مالک کو قیمت ادا کی جاتی ہے بالکل اسی طرح دنیا میں سب سے قیمتی چیز انسان کی جان ہے تو اس کی قیمت بھی سب سے قیمتی چیز نور ایمان ہے۔ مرید سر دے یعنی بیعت کرے اور اس

کی قیمت نور ایمان اسے نہ ملے تو بیعت نہیں ہوئی۔ وہ شخص اپنی تلاش جاری رکھے جب تک نور ایمان نصیب نہ ہو وہ بار بار بیعت کرتا رہے۔ نور ایمان کیا ہے۔ اگلے باب میں اس کی وضاحت آئے گی۔ یہ بات عام مخلوق میں مشہور ہے کہ بیعت ایک دفعہ ہی ہوتی ہے بار بار نہیں ہوتی یہ اس وقت ہے جب نعمت مل جائے۔ غوث الاعظمؓ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے گیارہ جگہ بیعت فرمائی۔ جب تک نور ایمان کی دولت نصیب نہ ہوئی بار بار بیعت فرماتے رہے۔ بیعت رواج نہیں ہے کہ ایک دفعہ پورا ہوگیا بس جان چھوٹ گئی۔

بیعت کا مقصد

بیعت کا مقصد نور ایمان حاصل کرنا ہے جب تک مقصد حاصل نہ ہو بار بار بیعت کی جاسکتی ہے جس طرح شریعت میں فرقے ہیں کوئی دیوبندی ہے کوئی اہلسنّت جماعت وغیرہ ہے اسی طرح اب طریقت میں بھی طرح طرح کے غلیظ فقیر اور گمراہ پیر گھس گئے ہیں وہ مریدوں کو ذریعہ روزگار بنائے ہوئے ہیں۔ یہ سمجھنا مشکل ہوگیا ہے کہ اصلی نعمت کس کے پاس ہے باہو سلطانؒ صاحب جو کہ پیدائشی ولی اور بہت بڑے عارف بزرگ ہوئے ہیں آپ بغداد شریف میں ایک پیر صاحب سے بارہ سال مرید رہے بارہ سال بعد پیر صاحب فرمانے لگے باہو تجھے بارہ سال ہمارے پاس ہوگئے تو نے مانگا کچھ نہیں۔ ان کے دربار کی مشہور کرامت تھی کہ نیم گرم پانی کا ڈرم پڑا رہتا اس میں ہاتھ ڈال کر سائل جو بھی سوال کرتا وہ پورا ہوجاتا تھا۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ تو بھی ڈرم میں ہاتھ ڈال۔ باہوؒ صاحب فرمانے لگے سرکار میں مداری بننے نہیں آیا نہ شعبدہ بازی سیکھنے کی ضرورت ہے میں ذات باری کا قرب اور معرفت چاہتا ہوں۔ اس پر وہ بزرگ فرمانے لگے کہ آپ کا مقصد یہاں حاصل نہ ہوگا آپ دہلی چلے جائیں وہاں صاحب تصرف اہل

نسبت پیر عبدالرحمن صاحب ہیں ان سے جاکر بیعت کریں آپ کا مقصد حاصل ہوجائے گا۔ آپ دہلی تشریف لائے بیعت کی اور مراد کو پہنچے۔ قرآنی آیات سے بھی ثابت ہے اللہ فرماتے ہیں کہ اگر پیرو مرشد پر آپ کا یقین نہ رہے اس کا فعل غلط قرآن حدیث کے خلاف نظر آئے تو اسے چھوڑ دو۔ مرید ہونے کا مقصد صرف اور صرف نور ایمان حاصل کرنا ہے اور مرید کرنے کا مقصد نور ایمان عطا کرنا ہے اس کے علاوہ نہ مرید کا کوئی مقصد ہو اور نہ پیر کا کوئی مقصد ہو۔ باہو سلطان صاحب فرماتے ہیں کہ اگر پیر کی نظر مرید کے ایک روپے پر بھی ہو کہ یہ مجھے دے دے تو وہ شخص پیر نہیں راہ طریقت کا ڈاکو ہے اور اگر مرید کسی دنیاوی مقصد کے لئے مرید ہوا بیعت کی تو اس نے بھی بہت نقصان کا سودا کیا کہ اپنا سر چند ٹکوں میں فروخت کردیا آپ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مرشد کامل کی دعا مانگو کہ باری تعالیٰ ہمیں مرشد کامل عطا فرمادے جب مرشد کامل مل جائیں تو ان سے اللہ مانگو کہ سرکار مجھے اللہ سے ملادو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال مرشد کامل کی تلاش میں رہا اللہ تعالیٰ نے مرشد کامل عطا فرمایا اور اپنے راستے میں کامیاب فرمایا اب بیس سال سے صادق مرید کی تلاش ہے جو ابھی تک نہیں ملا۔ سب دنیا کے عاشق آتے ہیں اور اپنا جنم برباد کررہے ہیں وہ بھی پریشان ہیں اور ہم بھی پریشان ہیں کاش کوئی آکر یہ کہے کہ مجھے اللہ سے واصل کردو تو یہ کام باہو فقیر کے لئے مشکل نہیں لیکن ابھی تک اصلی نعمت کا طالب یعنی متمنی نور ایمان کوئی نہیں آیا۔

ایک واقعہ

ایک بزرگ اللہ کے ولی دریا کے کنارے جارہے تھے۔ ایک آدمی مچھلیاں پکڑ رہا تھا آدمی بہت غریب تھا۔ مچھیرے کو دیکھ کر بزرگ کو ترس آگیا آپ نے پوچھا کہ کتنے کی مچھلیاں روزانہ پکڑلیتے ہو؟ مچھیرا بولا جناب کبھی دس کبھی بیس روپے کی مچھلی پکڑی جاتی

ہے۔ اس سے اپنی گزر بسر ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں دعا کروں اور بہت سی مچھلی پھنس جائے تو آدھی رقم میری اور آدھی تیری۔ مچھیرا فوراً راضی ہو گیا۔ عرض کرنے لگا' سرکار دعا فرمائیں آپ کی شرط مجھے منظور ہے۔ بزرگوں نے دعا فرمائی اور فرمایا دریا میں جال پھینک پہلے ہی جال میں بہت قسم کی مچھلیاں پھنس گئیں۔ بزرگ فرمانے لگے کہ عام آدمی ان مچھلیوں کو نہیں خرید سکتا۔ انہیں بادشاہ کے دربار میں لے جاؤ جو انعام ملے میرے پاس لے آنا۔ مچھیرا مچھلیاں لے کر شاہی دربار میں حاضر ہو گیا رنگ برنگ کی مچھلیاں دیکھ کر بادشاہ بہت خوش ہوا۔ وزیر کو حکم دیا کہ اس مچھیرے نے ہمیں خوش کیا اسے بھی انعام و اکرام سے خوش کر دیا جائے وزیر نے اسے اس کی توقع سے بھی زیادہ رقم عنایت کر دی مچھیرا خوشی خوشی واپس لوٹا تو سوچنے لگا کہ گھر سے ہوتا چلوں اپنی بیوی کو بھی اتنی بڑی رقم دکھاؤں وہ بھی خوش ہوگی اور اسے بھی بزرگ کی زیارت کے لئے ساتھ لے چلوں گا۔ اب اسے بھی یقین ہو گیا کہ وہ پیر مرد واقعی اللہ کا ولی ہے جس کی دعا میں یہ اثر ہے۔ گھر پہنچا اپنی بیوی کو سارا ماجرا سنایا۔ بیوی بہت خوش ہوئی کہنے لگی ایسا کرتے ہیں کہ آدھی رقم گھر میں چھوڑ جاتے ہیں آدھی ساتھ لے چلتے ہیں بزرگ کے پاس جا کر آدھا حصہ پھر لے لیں گے اسے کیا خبر کہ ہم آدھی رقم گھر چھوڑ آئے ہیں۔ انہوں نے ایسے ہی کیا جب دونوں دریا پر اس بزرگ کے پاس پہنچے تو خوشامد کرنے لگے کہ سرکار آپ کی دعا نے مالا مال کر دیا بادشاہ سلامت نے ان مچھلیوں کے عوض بہت بڑی رقم انعام فرمائی ہے شرط کے مطابق آپ اپنا نصف حصہ لے لیں۔ بزرگ صاحب بصیرت تھے وہ جان گئے کہ یہ آدھی رقم گھر چھوڑ آئے ہیں فرمانے لگے میں نے آدھی رقم کیا کرنی ہے میں نے یہ رقم تجھے ہی دینی تھی۔ میرا آخری وقت ہے میں اس دنیا کو چھوڑ کر ملک عدم کی تیاری کر رہا ہوں میں تجھے آزما رہا تھا کہ اگر تو ایماندار نکلا تو تجھے وہ نعمت عطا کروں گا جو میں لئے لئے پھرتا ہوں اور اس کے اہل آج

تک کوئی نہ ملا تو بھی اس ذمہ داری کے اہل ثابت نہ ہوا میں فوت ہوجاؤں گا اس رقم میں سے صرف میرا کفن وغیرہ کر دینا باقی سب رقم تیری ہے وہ بزرگ مچھیرے کے سامنے زمین پر لیٹ گئے اور جان جاں آفریں کے سپرد کردی۔

اللہ تعالیٰ دنیاوی کاموں میں آزمائش کرتے ہیں جو شخص دنیا کے کام صداقت سے کرتا ہے اس کے دین میں بھی صداقت ہوگی جو دنیا کے کام صداقت سے نہیں کرتا اس کے دین میں بھی صداقت نہیں ولایت یا پیری بہت بڑا منصب ہے اللہ تعالیٰ جھوٹے لوگوں کو اتنا بڑا عہدہ عطا نہیں فرماتے کیونکہ اس میں بھی وہ انصاف نہیں کرسکیں گے۔
مندرجہ بالا آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ بیعت کرنا عین قرآن و سنت کے مطابق ہے بیعت نور ایمان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اللہ کی رضا کا موجب ہے بیعت کرنے سے لوگ اللہ کا قرب حاصل کر کے مقرب بندے بنے اور اللہ کی معرفت نصیب ہوئی بخشش نصیب ہوئی مگر بیعت مرشد کامل سے ہو۔

بے تیر و بے کماں کے جو دل شکار کرے
ہم تو چشتی ایسے قاتل کو ڈھونڈتے ہیں
تجھی کو یاد کرنا ڈھونڈنا اور تجھ سے گم ہونا
مقام معرفت اہل طریقت جس کو کہتے ہیں
یوں تو سبھی کرلیتے ہیں سجدہ
سجدہ اس سر کا ہے جو تن سے جدا ہوتا ہے
ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

نور ایمان

آج کل مسلمانوں میں یہ بات عام ہے کہ جب آدمی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہے تو وہ مومن ہے اچھے کام کرے۔ نماز روزہ کرے تو نور ایمان اس کے دل میں خود پیدا ہو جائے گا یہ پیر لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں کہ ایمان حاصل کرنا پڑتا ہے جب کہ قرآن و حدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے قرآن و حدیث کے خلاف ہے یہ جاہل لوگوں کی بات ہے جو قرآن و حدیث کو جانتے نہیں اپنی عقل سے فیصلے کرتے ہیں جو قرآن پاک کے خلاف ہوتے ہیں اب پہلے قرآن پاک اور پھر حدیث مبارک سے دیکھتے ہیں کہ اللہ اور اللہ کا رسولؐ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

قرآن پاک سورۃ حجرات آیت نمبر 14۔ کہا گنواروں نے کہ ایمان لائے ہم اے نبیؐ کہہ دے کہ نہ ایمان لائے تم و لیکن کہو مسلمان ہوئے ہم اور ابھی نہیں داخل ہوا ایمان بیچ دلوں تمہارے کے اور اگر فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسولؐ اس کے کی نہیں کم دے گا تم کو عملوں تمہارے میں سے کچھ تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس قرآن پاک کی آیت کی تشریح بخاری شریف کی حدیث سے ہوتی ہے۔

کتاب الایمان جلد اول۔ دیہاتی عرب کہتے ہیں آمنا ہم ایمان لائے اے نبیؐ کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے پس آمنا نہ کہو لیکن اسلمنا ہم اسلام لائے کہو اور اگر حقیقتاً" یعنی سچ مچ اسلام لائے ہو تو اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے یہ حدیث ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ ایک اور حدیث اسی بارے میں ہے۔

بخاری شریف جلد اول کتاب الایمان۔ سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ نے کچھ لوگوں کو مال دیا میں بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا رسولؐ خدا نے ایک شخص کو مال نہ دیا جو مجھے سب سے اچھا معلوم ہوتا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا وجہ ہے کہ آپ

نے فلاں شخص کو مال نہیں دیا اللہ کی قسم میں اس شخص کو مومن سمجھتا ہوں آپؐ نے فرمایا مومن سمجھتے ہو یا مسلم تو میں نے تھوڑی دیر سکوت کیا پھر جو مجھے اس شخص کی طرف سے معلوم تھا اس نے مجھے مجبور کر دیا اور میں نے پھر وہی بات کہی کہ آپؐ نے فلاں شخص سے اعراض کیا اللہ کی قسم میں اسے مومن جانتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا مومن جانتے ہو یا مسلم۔ پھر میں کچھ دیر چپ رہا۔ بعد اس کے جو کچھ میں اس شخص کی طرف سے جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کردیا اور میں نے پھر اپنی وہی بات کہی اور رسولؐ خدا نے پھر وہی فرمایا۔ بالاخر آپؐ نے فرمایا اے سعدؓ میں ایک شخص کو اس خوف سے دے دیتا ہوں کہ اگر نہ دیا تو وہ کافر ہوجائے گا اور اللہ اس کو آگ میں سرنگوں ڈال دے گا حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اس کو نہیں دیتا کیونکہ اس کی نسبت ایسا خیال نہیں ہوتا۔

یہ بات تو واضح ہوگئی کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے نزدیک مومن اور مسلمان میں فرق ہے ہر مسلمان مومن نہیں ہوتا۔ ایمان اور نور ایمان میں بھی فرق ہے کیونکہ ایمان یقین کے معنوں میں بھی آتا ہے لیکن نور ایمان ایک خزانہ ہے دولت ہے ایک لطیف احساس ہے اللہ کا نور ہے وہ چھپا ہوا خزانہ جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا کنت کنزاً مخفی کلمہ بھی خزانہ ہے۔ خزانہ کا لفظ کتابوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے جبکہ خزانہ خزانچی کے پاس ہوتا ہے۔ کتاب سے لفظ خزانہ پڑھ لینے سے خزانہ حاصل نہیں ہو جاتا بلکہ اسے حاصل کرنے کا باضابطہ طریقہ کار ہوتا ہے۔

جو شخص طریقہ کار کے مطابق خزانچی سے طلب کرتا ہے تو خزانچی اسے خزانہ دے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں زمینوں اور آسمانوں میں نہیں سما سکتا لیکن میں مومن کے قلب میں سما جاتا ہوں حدیث پاک ہے کہ مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے تو عرش وہی ہوتا ہے یہاں اللہ رہتے ہیں مومن کے قلب میں اللہ رہتے ہیں اسی لئے ان کی

نماز معراج ہوتی معراج اللہ کی زیارت اور ہم کلام ہونے کو کہتے ہیں۔ اس بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ پہلے آدمی نور ایمان حاصل کرے جو کہ بزرگوں سے بیت ہو کر ہی حاصل ہوتا ہے تو وہ مومن ہو گا جب مومن ہو جائے گا تو اس کا قلب عرش ہوگا' قلب عرش ہو گا تو نماز معراج ہوگی۔ جب نماز معراج ہوگی تو پھر بے حیائی سے بھی روکے گی ورنہ نہیں روکے گی۔ اگر صرف نمازیں پڑھنے سے ایمان مل جاتا تو شیطان کو بھی ایمان مل جاتا وہ بھی مومن ہوجاتا اس نے اسی ہزار سال نمازیں پڑھیں چپے چپے پر سجدے کیے لیکن ایمان نہ ملا کیونکہ ایمان کی تقسیم نبیؐ کے دروازے سے ہے اللہ ایمان نہیں دیتے اگر وہ آدم کو سجدہ کر دیتا تو وہ مومن ہو جاتا اس نے سجدہ آدم علیہ السلام کو نہیں کیا اسے ایمان نہ ملا حالانکہ اس نے کوئی شرک نہیں کیا پکا توحید پرست تھا۔ اس طرح مندجہ بالا قرآن آیت اور احادیث مبارکہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ صرف مسلمان ہونے نماز روزہ کرنے اور نیک کاموں سے نور ایمان دلوں میں داخل نہیں ہوتا بلکہ نور ایمان بیعت کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے جس طرح سورۃ حجرات میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہو مومن نہ کہو اور سوال کرتے ہیں کہ کب داخل ہوا ایمان تمہارے دلوں میں۔

سورۃ فتح آیت نمبر 10 اور آیت نمبر 18۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اے نبیؐ جنہوں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی میں ان سے راضی ہوگیا ان لوگوں سے نہیں فرمایا کہ وہ مومن نہیں ہیں بلکہ ان کو اپنے راضی ہونے کی بشارت فرما رہے ہیں۔

نور ایمان کا بیج

دنیا میں جتنی نعمتیں ہیں سب کے بیج ہوتے ہیں۔ مثلاً گندم چاول گنا وغیرہ زمین جتنی

اچھی اور زرخیز ہو اس میں خوب ہل چلائیں کھاد ڈالیں پانی دیں جب تک کسی نعمت کا بیج نہیں ڈالیں گے خود بخود نہیں اگے گی بغیر بیج ڈالنے کے خودرو بوٹیاں تو پیدا ہو جائیں گی لیکن کماد یا گندم وغیرہ بغیر بیج ڈالنے کے پیدا نہیں ہوں گے۔ دنیا میں سب سی بڑی نعمت قیمتی نعمت نور ایمان ہے۔ یہ بھی بغیر بیج کے دل میں پیدا نہیں ہوتا نور ایمان کا بیج انبیاء اور اولیاء کرام دل میں بو دیتے۔ عبادت' ریاضت اور ذکر و فکر پانی کا کام کرتے ہیں جس طرح فصل پانی سے بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہے اسی طرح عبادت ریاضت اور ذکر و فکر سے نور ایمان کا بیج بھی بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے جس سے قلب روشن ہوتے ہیں اور لوگ بزرگ اور اللہ کے مقرب بندے بن جاتے ہیں۔ جس طرح فصل کا بیج بونے کے بعد اگر اس کی صحیح دیکھ بھال پانی اور خوراک مہیا نہ کیا جائے تو فصل صحت مند نہیں ہوتی اور پورا پھل نہیں ملتا اور اگر پانی بالکل ہی نہ ملے تو بیج ضائع ہو جاتا ہے نور ایمان کی بھی یہی حالت ہے کہ مرشد کامل سے نور ایمان کا بیج بیعت کے ذریعے حاصل کر کے اسے بھی اگر ذکر و فکر کے پانی سے نہ سیراب کیا تو یہ بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ باہو سلطانؒ فرماتے ہیں۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من وچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگ ہرجائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایاں جاں پھلاں تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہ بوٹی لائی ہو

اس بیت سے صاف ظاہر مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ میرے مرشد نے نور ایمان کا بیج میرے دل میں بو دیا ہے۔ نفی اثبات کا مطلب لا الہ الا اللہ کا ذکر قلبی ہے پھر ذکر و فکر کے پانی سے نور ایمان کا بیج خوب پھولا اور پھلا۔ اس کے پھولوں کی خوشبو سے میرا اندر مہک اٹھا یعنی قلب منور ہو گیا اب باہو صاحب مرشد کے لئے دعا فرماتے ہیں کہ میرے

مرشد کامل کو اللہ ہمیشہ کی زندگی جو موتو قبل انتا موتو کے بعد ملتی ہے عنایت فرما دے۔

بیج کی جنس تبدیل نہیں ہوتی

زمین کی صفت بیج کو اگانا ہے پھر پانی اور کھاد وغیرہ صحیح ملنے سے فصل کی پرورش کرتی ہے لیکن فصل کی جنس تبدیل نہیں کر سکتی۔ زمین میں کیکر کا بیج بو کر اسے خوب پانی دیں اچھی خوراک دیں دیکھ بھال کریں۔ جتنی بھی کوشش کریں کیکر کا پودا ہی بڑھے گا اور خوب صحت مند ہوتا جائے گا زمین کی زرخیزی کھاد پانی اور آپ کی کوشش کیکر کو گلاب نہیں بنا سکتی جو کچھ بویا ہے وہی بڑھے گا گندم بونے سے گندم پیدا ہوگی۔ گنا بونے سے گنا پیدا ہوگا پانی خوراک محنت اور زمین کی زرخیزی اسی بیج اور پودے کو بڑھائے گی جو بویا گیا ہے اور اگر کچھ بھی نہ بویا جائے پھر خود رو بوٹیاں پیدا ہوں گی ان کی جتنی خدمت کرو وہ نعمت نہیں بن سکتیں جیسے اٹ سٹ کی جتنی خدمت کرو سپرے کرو وہ کپاس نہیں بنے گی۔ بالکل اسی طرح دل بھی زمین کی مانند ہے۔ جس طرح زمین بیج مانگتی ہے بغیر بیج کے فصل نہیں اگاتی اسی طرح دل کی زمین بھی بیج مانگتی ہے اس میں بھی جس چیز کا بیج بو دیا گیا اسی کی پرورش ہوگی اگر نور ایمان کا بیج بو دیا تو ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت کا پانی اسی کو بڑھائے گا اور نور ایمان کا بیج عطا کرنا مرشد کامل کا کام ہے۔ جس طرح آج کل لوگ بے دین گمراہ درویشوں کو پیر جانتے اور مانتے ہیں بے نماز اور شیطان فقیروں سے بھی فیض حاصل کرتے ہیں اور شیطان فقیر اپنی ناری توجہ سے دل میں کفر کا بیج بو دیتے ہیں کفر کا بیج دل میں بڑھتا ہے جس کی سیاہی دل پر چھا جاتی ہے جس سے پہلے وہ فرض واجبات کو ترک کرتے ہیں اور پھر انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو لاکھ سمجھاؤ نہیں سمجھتے۔ یہ کام شیطان بھی کرتا ہے نبیؐ کا فرمان ہے کہ

جس کا کوئی شیخ نہیں اس کا دین نہیں پناہ نہیں اس کے لئے عرفان نہیں اور اس کا کوئی ساتھی نہیں جس کا مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ درج ہیں۔

من لا شیخ له لا دین له ومن دین له ولا عرفان له ولا انیس له من لا شیخ له فله شیخ الشیطان○ جس طرح بزرگان دین مرید ہونے والے لوگوں کو توجہ عینی سے نور ایمان عطا کرتے ہیں اور ان کے قلب میں نور ایمان کا بیج بو دیتے ہیں بالکل اسی طرح شیطان بھی ناری توجہ سے کفر کا بیج دل میں بو دیتا ہے کیونکہ سرکارؐ مدینہ کا فرمان یہ ظاہر کرتا ہے کہ جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ جن لوگوں کے دل میں شیطان اپنی توجہ سے کفر کا بیج بو دیتا ہے پھر ان کی عبادت ریاضت سے اسی کی پرورش ہوتی ہے۔

شیطانی توجہ کی پہچان

جن لوگوں کے دلوں میں شیطان کفر کا بیج بو دیتا ہے وہ آہستہ آہستہ نبیوںؑ اور ولیوں کے گستاخ ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ نبیوں میں عیب نکالتے ہیں ولایت کا انکار کرتے ہیں نبیوں اور ولیوں کو بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں خود کو مواحد اور دوسروں کو مشرک کہتے ہیں یہ کیوں ہے یہ سب کی سب شیطان کی صفتیں ہیں اس نے بھی عبادت بہت کی ہزاروں سال نمازیں پڑھتا رہا چپے چپے پر سجدے کئے فرشتوں کا سردار بنا رہا ملائک کو واعظ و نصیحت کرتا تھا اس سب کچھ کے باوجود اس میں گستاخی اور بے ادبی پیدا ہوئی تکبر پیدا ہوا آدم کو سجدہ تعظیم کرنے سے انکار کیا تکبر کی وجہ سے اپنے آپ کو نبیؑ سے بہتر جانا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے روکا سجدہ کرنے سے تو ابلیس نے کہا کہ میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ تو ذات باری تعالیٰ نے فرمایا تو نے تکبر کیا لعنتی ہے تو

قیامت کے دن تک نکل جاؤ میرے دربار سے۔ حالانکہ اس نے کوئی شرک نہیں کیا آدم علیہ السلام کی بے ادبی کی جس کی معافی آج تک نہیں مانگی نہ ہی قیامت تک مانگے گا اسی طرح لعنت، گستاخی اور بے ادبی پر قائم رہے گا۔ بزرگان دین کی توجہ سے نور ایمان دلوں میں داخل ہوتا ہے تو اس کی تاثیر سے ذات کی صفات ان لوگوں میں پیدا ہوجاتی ہے اور شیطانی توجہ سے کفر کا بیج جن دلوں میں بویا جاتا ہے ان میں شیطانی صفات پیدا ہوجاتی ہیں وہ پھر

ادب کو شرک اور بے ادبی کو توحید کہتے ہیں۔ قرآن پاک جو اللہ کا کلام ہے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ جس طرح شیطان نے اللہ کا حکم نہ مانا اور سجدہ آدم علیہ السلام کو نہ کیا۔ قرآن و حدیث میں اللہ کے ولیوں کا ثبوت ہے یہ انکار کرتے ہیں حضرت محمدؐ کے نور ہونے اور علم غیب ہونے کا انکار کرتے ہیں جبکہ سورۃ جن اور سورۃ تکویر میں صاف صاف موجود ہے اللہ فرماتے ہیں کہ تمہارا نبیؐ غیب جانتا ہے۔ بخاری شریف میں نبیؐ خود فرماتے ہیں کہ میںؐ جانتا ہوں کہ جو کچھ زمینوں میں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ شیطان نے اللہ کا ایک حکم توڑا ان کا کوئی شمار نہیں یہ سب کچھ اسی کا سبب ہے کہ ان کا پیر شیطان ہے جس نے اپنی ناری توجہ سے کفر کا بیج ان کے دلوں میں بودیا اس بیج کا یہ اثر ہے کہ یہ اللہ کے نافرمان ہیں نبیوں اور ولیوں کے گستاخ ہیں ان گستاخیوں سے شیطان کی طرح باز نہیں آئیں گے اور اسی کے ساتھ جہنم میں جائیں گے کونسا فرقہ حق پر ہے اس کی مکمل بحث آگے آئے گی۔

گمراہ درویشوں میں قوت

آج کل یہ سوال عام ہے کہ یہ گمراہ درویش جو نہ نماز روزہ کرتے ہیں اور نہ ہی

شریعت کے پابند ہیں بلکہ خلاف شرع کام کرتے ہیں شراب وغیرہ پیتے ہیں تو پھر ان سے کام کیسے ہوجاتے ہیں وہ جو کہتے ہیں ہوجاتا ہے۔ یہ کیوں ہے؟

اللہ کی ذات ایک ہے صفات دو ہیں ایک رحمت اور دوسری غضب۔ رحمت کی قوت سے نبیوں کے مذہب بنتے ہیں اور غضب کی قوت سے شیطانی اور کفر کے مذہب بنتے ہیں قوت دونوں میں ہے لیکن مسلمانوں کو حکم ہے کہ میرے انعام والے بندوں کا راستہ اختیار کرو اور ان لوگوں کے راستے سے بچو جن پر میرا غضب ہوا۔ (سورۃ فاتحہ) جھگڑا ذات کا نہیں ہے جھگڑا صفات کا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کا غضب کن لوگوں پر ہوا اور ان سے ایسے کام ہوتے تھے یا نہیں روز ازل شیطان ملعون پر اللہ کا غضب ہوا' غضب ہونے کے بعد اس میں کیا تبدیلی آئی سب سے پہلے اس نے نماز ترک کی اور اللہ سے مہلت مانگی کہ مجھے مہلت دے قیامت تک میں اولاد آدم کو گمراہ کروں گا اللہ تعالیٰ نے مہلت دے دی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نبی پیدا فرماتے ہیں ان سے تعلق کرکے لوگ ولایت کے درجے کو پہنچتے ہیں اور پھر ولی سے ولی کی پیدائش ہوتی ہے بالکل اسی طرح شیطان بھی کسی آدمی کو ناری توجہ دیتا ہے مجاہدہ نفس کرنے سے وہ اس میں ترقی کرتا ہے۔ تو اس میں ایک قوت پیدا ہوجاتی ہے جسے استدراج کہتے ہیں اس قوت سے یہ لوگ شعبدہ باری دکھاتے ہیں۔ ایسے آدمی سے تعلق کرنے والے لوگوں میں بھی یہ قوت پیدا ہوجاتی ہے اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور وہ خود بھی اس کو ولایت سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم گمراہ ہیں تو پھر ہم میں یہ قوت کیوں ہے وہ رحمت اور غضب کو نہیں سمجھتے ذات کو لے کر چلتے ہیں حالانکہ ان میں جو قوت ہے وہ ذات کی غضب کی قوت ہے جو بالآخر غضب کی جگہ یعنی جہنم میں لے جائے گی۔ قرآن میں ثبوت ہے فرعون کافر تھا۔ خدا کہلاتا تھا اور مخلوق اسے خدا مانتی رہی اس سے بھی بڑے بڑے کام ہوتے تھے لوگ اسے بارش کی شکایت کرتے کہ بارش کی ضرورت ہے تو وہ

کہتا جاؤ میں نے بارش برسادی لوگ اس کے دربار سے باہر نکلتے تھے تو بارش ہو رہی ہوتی تھی۔ لوگ درخواست کرتے کہ دریا سوکھ گیا ہے تو وہ کہتا جاؤ میں نے دریا چلا دیا ہے لوگ جاتے تو دریا میں پانی آچکا ہوتا۔ اس کے درباری جادوگر رسیوں کو سانپ بنا دیتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا بھی سانپ بن جاتا تھا اب بظاہر تو کوئی فرق نظر نہیں آتا اللہ کا رسول اپنے عصا کو سانپ بنا دیتا ہے فرعون کی اپنی رسی کو سانپ بنا دیتا ہے۔ نبی اللہ کی رحمت کی قوت سے معجزہ دکھاتا ہے اور کافر اللہ کی غضب کی قوت سے شعبدہ دکھاتا تھا۔ احادیث مبارکہ میں ابن صیاد کا واقعہ موجود ہے کہ وہ دل کی باتیں بتاتا تھا غائب کی خبریں دیتا تھا نبیؐ علیہ صلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ دجال ہے فقیری ہر مذہب میں ہے پاک مذہب کی فقیری پاک اور ناپاک مذہب کی فقیری ناپاک ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک

رات آپ کو الہام ہوا کہ جنگل کی طرف جاؤ آپ تشریف لے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ جنگل میں ایک مکان ہے جس کا دروازہ نہیں ہے اس کے چاروں طرف ہندو جوگی بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ تو وہ کہنے لگے کہ ہمارے گرو جی اس مکان میں مجاہدہ کر رہے ہیں وہ آج کی رات باہر آئیں گے اور ہمیں تبلیغ کریں گے آپ نے پوچھا وہ آتے جاتے کہاں سے ہیں جبکہ مکان کا دروازہ نہیں ہے تو انہوں نے ایک چھوٹا سا سوراخ دکھایا اور کہا کہ ہمارے گرو جی ہوا بن کر اس سوراخ سے باہر آجاتے ہیں اور اسی طرح واپس چلے جاتے ہیں۔ آپؒ بھی ہوا بن کر اندر چلے گئے۔ تو وہ سویا ہوا تھا آپ نے جگایا تو وہ اٹھ بیٹھا شاہ صاحب نے فرمایا بتاؤ کہاں تک پہنچے ہو گرو کہنے لگا ہوا اور پانی بن سکتا ہوں آپ نے فرمایا پانی بنو وہ بن گیا۔ آپؒ نے اپنا رومال گرو کے پانی میں بھگو کر رکھ لیا اور فرمایا ٹھیک ہو جاؤ وہ پھر آدمی بن گیا۔ آپ نے فرمایا اب میں پانی بنتا ہوں تم اپنا رومال میرے پانی میں بھگو لینا شاہ عبدالعزیز صاحب بھی پانی بن

گئے تو گرو نے بھی اپنا رومال بھگو لیا آپ نے ٹھیک ہو کر فرمایا اب ان دونوں کو سونگھو گرو کے پانی والے رومال سے بدبو آ رہی تھی اور شاہ صاحب کے پانی والے رومال سے خوشبو آ رہی تھی۔ تو وہ ہندو کہنے لگا یہ کیا بات ہوئی میں نے بھی دنیا ترک کی ہر قسم کی لذات شہوات کو چھوڑا' نفس کو دکھوں میں رکھا قوت پیدا ہوئی وہ بھی بدبودار آپ نے وہی کچھ کیا جو میں نے کیا آپ میں خوشبو پیدا ہوئی اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہم نبیؐ کے مذہب پر ہیں جو پاک ہے اس لئے خوشبو پیدا ہوئی تم کفر کے مذہب پر ہو جو ناپاک ہے اس لئے بدبو پیدا ہوئی' تم بھی اگر نبیؐ کا کلمہ پڑھ لو اور اللہ رسولؐ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرو تو خوشبو پیدا ہو جائے گی تو وہ ہندو گرو اسی وقت مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا کہ ایسے مذہب کا کیا فائدہ جس سے آدمی پاک نہ ہو۔ اس کی محنت اور مشقت رائگاں جائے اور مرنے کے بعد اللہ کی ناراضگی کی جگہ جہنم میں جائے۔ پھر دونوں باہر نکلے تو جوگیوں نے تقاضا کیا کہ ہمیں نصیحت کرو تو گرو جی جو اب مسلمان ہو چکے تھے خاموش کھڑے تھے ان کی خاموشی دیکھ کر شاہ صاحب نے فرمایا کہ حشر کے دن جب جنتی جنت کی طرف جائیں گے تو جنت کے دروازے بند ہوں گے ان کی چابی کیا ہے جوگیوں نے پر زور کہا کہ گرو جی اس سوال کا جواب دیں تو وہ کہنے لگا کہ اس کی چابی ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ میں نے تو پڑھ لیا ہے اب آپ لوگوں کی مرضی ہے پڑھو یا نہ پڑھو اس پر سب جوگیوں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کی کیا منشا مبارک تھی کہ ہمیں رات کے وقت جنگل بھیجا اب ہماری سمجھ میں آیا۔

دوسرا واقعہ

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ لاہور والے مشہور بزرگ ہیں کسی تعارف کے

محتاج نہیں شاہجہاں کے پیر ہیں اورنگزیب عالمگیر کو آپؒ نے ہی حکومت بخشی تھی۔
آپ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک دن ایک بڑھیا آپ کے پاس آئی کہ حضرت میرا بیٹا گم ہوگیا ہے دعا فرمائیں گھر واپس آجائے میرا ایک ہی بیٹا ہے میں بیوہ ہوں بہت پریشان ہوں مہربانی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا مائی کل آنا وہ بڑھیا دوسرے دن حاضر ہوئی تو آپؒ نے پھر ویسے ہی فرمایا کہ مائی کل آنا جب بڑھیا تیسرے دن حاضر ہوئی تو آپؒ فرمانے لگے کہ مائی میں نے تیرے بیٹے کو بہت تلاش کیا مجھے نہیں ملا بڑھیا بیچاری روتی ہوئی گھر کو واپس چل پڑی راستے میں ایک ہندو جوگی ملا اس نے پوچھا بڑھیا کیوں رو رہی ہے تو بڑھیا نے اپنا سارا قصہ کہہ سنایا تو جوگی کہنے لگا اگر تیرا بیٹا میں ابھی لادوں تو پھر ہم سچے اور تمہارے بزرگ جو ہمیں کافر کہتے ہیں وہ جھوٹے۔ بڑھیا کہنے لگی میرا بیٹا لادیں تو پھر میاں صاحب سے بات ہوگی۔ جوگی نے کہا کہ آنکھیں بند کر کے کھڑی ہو جا وہ کھڑی ہوگئی اور جوگی نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا تو مخلوق اس کے آگے سے گزرنا شروع ہوگئی۔ جوگی کہنے لگا کہ تو مخلوق کو دیکھتی جا آنکھیں بند رکھنا جب تیرا بیٹا نظر آئے تو مجھے بتانا تھوڑی دیر بعد بڑھیا کو اپنا بیٹا نظر آیا اس نے جوگی کو بتایا کہ میرا بیٹا ایک جگہ کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے وہاں اور بھی بہت سے لوگ کھڑے ہیں جوگی نے کہا اسی طرح آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کا بازو پکڑ بڑھیا نے ایسا ہی کیا تو جوگی نے تھوڑا سا جھٹکا دیا تو لڑکا اپنی ماں کے قدموں میں آگرا جوگی نے کہا بڑھیا آنکھیں کھول اور اپنے بیٹے کو پہچان۔
بڑھیا اپنے بیٹے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اب دونوں میاں میرؒ صاحب کے پاس گئے تو جوگی نے کہا کہ سرکار آپ ہمیں گمراہ اور کافر سمجھتے ہیں جو کام آپ سے نہ ہوسکا میں نے کردیا۔ آپؒ نے فرمایا یہ طاقت تجھے کیسے حاصل ہوئی جوگی بولا میرے گرو جی نے فرمایا تھا کہ اپنے دل کا کہنا نہیں مانے گا تو تجھ میں فقیری آجائے گی میں نے بیس سال اپنے نفس کی مخالفت کی اس کا کوئی حکم نہیں مانا تو مجھ میں یہ قوت پیدا ہوگئی۔ آپؒ نے

فرمایا تیرا دل صاف ہوگیا ہے لیکن اس پر کفر کا سیاہ نشان باقی ہے اگر اپنے دل کا ایک حکم اور نہ مانے تو وہ بھی دور ہوجائے گا تو اللہ کے دوستوں سے ہوگا اور جنت کا حقدار ہوجائے گا۔ جوگی بولا وہ کیا۔ آپؒ نے فرمایا کیا تیرا دل کہتا ہے کہ تو مسلمان ہوجائے اور میرا مرید ہوجائے اس نے کہا بالکل نہیں۔ میرا دل نہیں مانتا۔ آپ نے فرمایا اپنے گرو کا کہنا مان دل کی مخالفت کر بات جوگی کی سمجھ میں آگئی اور وہ مسلمان ہوگیا۔ اور آپ کے دست حق پرست پر توبہ کرلی۔

قرآن پاک احادیث مبارکہ اور بزرگان دین کے حالات میں بے شمار ایسے واقعات موجود ہیں کہ گمراہ لوگوں سے کافروں سے ہر مذہب کے درویشوں سے دنیا کے کام ہوتے تھے۔ کاموں کو نہیں دیکھنا پاک اور ناپاک کو سمجھنا ہے جس طرح بکری کا گوشت پاک اور کتے کا گوشت ناپاک ہے جبکہ دیکھنے میں دونوں کی شکل ایک ہے وہ بھی گوشت ہے یہ بھی گوشت ہے۔ دونوں گوشت رکھے ہوئے ہوں تو پہچان بہت مشکل ہے کیونکہ دونوں ایک جیسے ہیں جس چیز سے حاصل ہوئے ہیں اس کو دیکھنا ہے پھر پتہ چلے گا کہ ناپاک چیز یعنی کتے سے حاصل ہونے والا گوشت ناپاک اور بکری سے حاصل ہونے والا گوشت پاک ہے۔ کیونکہ بکری حلال جانور ہے۔ اسی طرح دنیاوی کاموں اور قوت کا اظہار دیکھ کر پتہ نہیں چلے گا بلکہ اس درویش کو دیکھنا پڑے گا کہ اگر وہ قرآن و سنت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ پاکیزہ زندگی گزارتا ہے اور پھر اس سے کرامات کا اظہار ہوتا ہے تو واقعی وہ فقیر یا درویش اللہ کا ولی ہے۔ جس درویش کے اعمال قرآن و سنت کے خلاف ہیں۔ حرام حلال کی تمیز نہیں کرتا وہ دجال ہے۔ شیطانی قوت سے شعبدہ بازی دکھاتا ہے ان کے پاس جانے سے ایمان ضائع ہوجاتا ہے۔

پاک مذہب کی فقیری پاک

ہمیں اس فقیری درویشی کی ضرورت ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لے کر آئے ہیں اس میں کیا کمی ہے کہ ہم ہندو جوگیوں سے درویشی کا طریقہ سیکھیں۔ ہر قول و فعل میں سنت نبیؐ پر نظر ہونی چاہئے کہ سرکار مدنیہؐ نے تو آخری بیماری کمزوری کی حالت میں بھی نماز نہ چھوڑی۔ گمراہ پیروں کے مرید کہتے ہیں کہ اب ان کی منزل بہت اونچی ہوگئی ہے اب انہیں نماز کی ضرورت نہیں۔ کیا ان کی منزل نبیؐ سے بھی اونچی ہوگئی ہے۔ اللہ سمجھ عطا فرمائیں۔ شیطان جب سے راندہ درگاہ ہوا ہے اس وقت سے اس نے بھی کوئی نماز نہیں پڑھی پہلے پڑھتا تھا۔ اب بھی جس درویش کو شیطان والی منزل مل جاتی ہے وہ بھی نماز ترک کردیتا ہے ایسی منزل سے اللہ ہر مسلمان کو بچائیں اور شیطان ملعون سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جس کا ظاہر غلیظ ہے اس کا باطن بھی غلیظ ہے۔ باطن کی غلاظت کی وجہ سے ظاہر غلیظ ہے۔ جس کا باطن پاک ہوگا اس کا ظاہر بھی پاک ہوگا۔ لوگوں میں ایک بات یہ بھی مشہور ہے کہ پیر صاحب نے جس آدمی کو گالیاں دیں اس کا کام ہوگیا اور ایسے بداخلاق کو بزرگ سمجھتے ہیں حالانکہ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ بداخلاق درویش دجال ہوتا ہے اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ولایت ظل نبوت ہے تو ان کے اخلاق بھی انبیاء جیسے ہوں گے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا۔ جو گالیاں دیتا ہو۔ نبی خوش اخلاق ہوتا ہے پیار و محبت کا پیکر اور پاکیزگی کا درس دیتا ہے اس کے قول و فعل پاکیزہ ہوتے ہیں کفار اور بداخلاق لوگوں سے بھی نرمی اور اخلاق سے پیش آتا ہے لوگ پتھر مارتے ہیں نبیؐ دعائیں دیتا ہے۔ الغرض غوث الاعظمؒ کے فرمان کے مطابق کہ چاہے کوئی درویش ہوا میں اڑ کر دکھائے اور بے شک پانی پر چل کر دکھائے اگر اس کا ایک عمل بھی قرآن و سنت کے خلاف ہے تو دجال فرعون اور گمراہ پیر ہے وہ قطعاً اللہ کا ولی نہیں ہے۔ پوری بحث کا حاصل یہ ہوا کہ جس شخص کا ظاہر عین شریعت کے مطابق ہو یعنی

نماز روزہ زکواۃ حج ارکان اسلام کا عامل ہو خوش اخلاق ہو پاکیزہ زندگی نبیؐ علیہ الصلواۃ والسلام کی سنت کے مطابق بسر کرتا ہو اور پھر اس سے کچھ اظہار ہو تو وہ واقعی اللہ کا ولی ہے پیر ہے بزرگ ہے۔

درویشی پردہ پوشی ہے

بابا فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے ہشت بہشت میں آپؒ نے بیان فرمایا کہ نبی علیہ الصلواۃ والسلام جب معراج سے واپس تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک کلاہ چار گوشہ عطا فرمائی ہے اور حکم ہوا ہے کہ اپنے اصحاب کو بلا کر سوال پوچھیں جو صحیح جواب دے اسے عطا فرما دینا آپؐ نے پہلے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اگر یہ کلاہ آپ کو دی جائے تو آپؓ اس کا حق کیسے ادا کریں گے؟ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ میں صدق اور حیا میں ثابت قدم رہوں گا اور مخلوق خدا کو بھی اس کی تعلیم دوں گا پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اگر یہ کلاہ آپ کو دوں تو آپؓ کیا کریں گے؟ عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ میں عدل کروں گا اور مخلوق کو بھی عدل کی تلقین کروں گا۔ پھر آپؐ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ اگر یہ کلاہ میںؐ آپ کو عطا کروں تو آپ کیا کریں گے۔ عثمانؓ نے عرض کی کہ میں سخاوت کے ذریعے مخلوق خدا کی خدمت کروں گا اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی باری آئی تو آپؐ نے وہی سوال دہرایا کہ اے علیؓ اگر یہ کلاہ تجھے دی جائے تو آپ اس کا حق کس طرح ادا کریں گے؟ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہؐ اگر یہ نوازش آپؐ مجھ پر کریں تو میں مخلوق خدا کی پردہ پوشی کروں گا ان کے عیبوں پر پردہ ڈالوں گا۔ اس پر نبیؐ علیہ صلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ذات کبریا نے بھی یہی فرمایا تھا کہ جو یہ جواب دے اسے یہ کلاہ عنایت فرما دینا تو آپ نے وہ کلاہ حضرت علی علیہ السلام کو

پہنا دی یہ حدیث مبارک بیان فرما کر بابا صاحب زارو قطار رونے لگے اور فرمایا واقعی درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔

بغداد شریف کے بزرگوں کا واقعہ ہے کہ وہ صبح کی نماز پڑھنے مسجد گئے تو مسجد کے غسل خانہ میں ایک شخص غسل کررہا تھا اور غسل کا پانی باہر آرہا تھا پانی دیکھ کر آپ کو علم ہوگیا کہ یہ پانی زانی کے غسل کا ہے جب وہ شخص غسل سے فارغ ہوکر باہر آیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ اے شخص تو نے زنا کرکے یہاں غسل کیا ہے۔ اس نے قبول کرلیا آپ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے رب غفور و رحیم مجھ سے یہ علم اور بصیرت واپس لے لے کیونکہ مخلوق کے عیب مجھ پر ظاہر ہوتے ہیں اسی وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان سے وہ علم واپس لے لیا۔

اولیاء کرام مخلوق خدا کے عیب چھپاتے ہیں اور اپنے آپ اور کرامات کو بھی چھپانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ سنا ہے آپ ہوا میں اڑتے ہیں تو آپؒ نے نہایت عاجزی و انکساری سے فرمایا کہ مکھی اور مچھر بھی تو ہوا میں اڑتے ہیں میری حیثیت بھی ان جیسی ہے۔ ایک دفعہ آپ حج سے واپس تشریف لارہے تھے پورے علاقے میں آپ کی شہرت ہوگئی اور ہزاروں لوگ آپ کے استقبال کے لئے شہر سے نکل آئے۔ آپ کو شہرت قطعاً پسند نہ تھی پوچھا یہ کون لوگ ہیں اور یہاں کیوں جمع ہیں؟ آپ کے ساتھیوں نے بتایا کہ آپ کی زیارت اور استقبال کے لئے آئے ہیں۔ یہ لوگ آپ کے عقیدت مند ہیں رمضان کا مہینہ تھا جب آپ ان کے قریب پہنچے تو کھانا نکالا اور کھانا شروع کردیا لوگ دیکھ کر طرح طرح کی باتیں بنانے لگے کہ ہم تو درویش اور بزرگ سمجھ کر آئے تھے اور انہوں نے روزہ بھی نہیں رکھا ہوا۔ یہ کیسا پیر ہے؟ آپ کو برا بھلا کہتے سب لوگ چلے گئے اور صرف مریدین باقی رہ گئے۔ آپ نے فرمایا بس یہی عقیدت تھی ان لوگوں کی۔ ذرا سی

بات سے ناراض ہوگئے اور عقیدت بگڑ گئی۔ حالانکہ مسافر پر روزہ فرض نہیں ہوتا۔ کیا ان کو یہ بھی معلوم نہیں۔

نور ایمان کی پہچان

انسان حواس خمسہ میں قید ہے یعنی پانچ حواس دیکھنا' سننا' سونگھنا' چکھنا اور چھونا ہیں۔ جو چیزیں ان کے اندر آسکتی ہیں انہیں ہم محسوس کرسکتے ہیں اور جو چیزیں ان سے باہر ہیں وہ ہمیں محسوس نہیں ہوتیں۔ مثلاً رنگوں کو دیکھ کر ہم پہچانتے ہیں' آواز سن کر پتہ چلتا ہے اگر کان نہ ہوں تو آواز کو ہم کسی طرح بھی محسوس نہیں کرسکتے۔ خوشبو یا بدبو ناک بتاتی ہے۔ اور ذائقہ چکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ چکھے بغیر دیکھ کر چھو کر سونگھ کر یا سن کر ہم ذائقہ محسوس نہیں کرسکتے۔ اس طرح ہم ان پانچ حواس میں قید ہیں۔ بجلی نظر نہیں آتی اسے ہم چھو کر محسوس کرلیتے ہیں لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جیسے جن فرشتے روح اور اللہ کی ذات انہیں ہم کسی طرح بھی محسوس نہیں کرسکتے یہ پانچوں حواس سے باہر ہیں فرشتے کراماً" کاتبین ہروقت ہمارے کندھوں پر رہتے ہیں لیکن کبھی محسوس نہیں ہوتے۔ اللہ ہماری شہ رگ سے قریب ہیں۔ زمینوں اور آسمانوں کا نور ہیں ہر جگہ موجود ہیں ہم اسی میں چلتے پھرتے ہیں اسی میں سوتے جاگتے ہیں یہ بھی کبھی محسوس نہیں ہوتے۔ اسی طرح جن ہیں ان کو بھی ہم کسی طرح محسوس نہیں کرسکتے۔ نہ چھوسکتے ہیں' نہ سونگھ اور چکھ سکتے ہیں ان چیزوں کو لطیف چیزیں کہتے ہیں۔ جن چیزوں کو ہم محسوس کرسکتے ہیں انہیں کثیف چیزیں کہتے ہیں۔ نور ایمان بھی لطیف چیز ہے اسے بھی ہم حواس خمسہ سے محسوس نہیں کرسکتے۔ یہ لطیف چیزیں جب خود اپنا اظہار کریں تو ہم محسوس کرلیتے ہیں ہم اپنے اختیار سے ان چیزوں کو محسوس کرنے سے قاصر ہیں۔ جن خود آدمی پر غالب آکر اسے محسوس کرادیتا ہے۔ تکلیف دیتا ہے ڈراتا ہے کبھی کچھ اور کبھی کچھ بن کر نظر آتا ہے تو آدمی محسوس کرلیتا ہے اسی طرح اللہ کی ذات نے موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر کوہ طور پر جلوہ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے اور آپ کے ستر اسی ساتھی مر گئے۔

اور کوہ طور جل کر راکھ یعنی سرمہ ہوگیا۔ سورۃ البقرہ پہلا پارہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں میں نے دوبارہ ان کو زندہ کیا تاکہ میرا دیکھنا یاد رکھیں اور قوم کو بتائیں کہ اللہ ہے۔
یہ بھی اللہ نے خود اپنا اظہار کیا تو پتہ چلا محسوس ہوا جس سے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی مرگئے ورنہ کیا اللہ تعالیٰ اس سے پہلے کوہ طور پر موجود نہیں تھے۔ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہروقت موجود اور قائم ہیں۔ لیکن پہلے وہ آدمی محسوس نہ کرسکے جب اللہ نے خود محسوس کرایا تو برداشت نہ کرسکے اسی طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں جب پہلی وحی آئی تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اقراء یعنی پڑھو آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں۔ وحی کا باب بخاری شریف۔ (سورۃ اقراء پارہ 30)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہؐ آپؐ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کبھی میرے پاس صدائے جرس کی طرح آتی ہے یعنی گھنٹیاں بجتی ہیں اور وہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے جب میں اخذ کرلیتا ہوں تو وہ حالت مجھ سے دور ہوجاتی ہے اور کبھی فرشتہ آدمی کی حالت میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے میں یاد کرلیتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے سخت سردی کے دنوں میں آپؐ پر وحی نازل ہوتے دیکھی جب وحی موقوف ہوتی تو آپؐ کی پیشانی عرق آلود ہوجاتی یعنی آپؐ پسینہ پسینہ ہوجاتے۔ بخاری شریف میں ہی دوسری حدیث مبارکہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھ میںؐ نے کہا میںؐ پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے مجھے پکڑا اور زور سے دبایا تین دفعہ ایسا کیا اور کہا پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا فرمایا۔ پڑھ تیرا رب سب سے بزرگ ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دہرایا اس حال میں آپؐ کا جسم و جان کانپ رہا تھا۔ آپؐ خدیجہؓ کے پاس آئے فرمایا مجھے کمبل اوڑھا دو۔ آپؐ کو کمبل اوڑھا دیا یہاں تک کہ آپؐ کی کپکپی ختم ہوگئی ڈر جاتا رہا۔ آپؐ کو ورقہ بن نوفلؓ کے پاس ام

المومنین لے گئیں انہوں نے سب حال نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا اور فرمایا یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔ مشکوٰۃ شریف میں ذکر ہے کہ نبیؐ پر وحی مختلف طریقوں سے آتی تھی۔ آپؐ سواری پر ہوتے تو اتر جاتے کھڑے ہوتے تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے ہوتے تو لیٹ جاتے تھے۔ الغرض آپؐ کا جسم مبارک کانپنے لگ جاتا تھا۔ اور سخت سردی میں آپؐ کو پسینہ آجاتا تھا۔

وحی کیا تھی۔ اللہ کا قرآن۔ قرآن اللہ کا نور ہے نور ایمان اللہ کا نور ہے۔ ذات نور ہے کلمہ نور ہے۔ اللہ نور السموات والارض' اللہ زمینوں و آسمانوں کا نور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ قرآن پاک کو کالے کالے حرف نہ سمجھو قرآن اللہ کا نور ہے جب یہ نور نبیؐ پاک پر نازل ہوتا تو آپؐ پر جو کیفیت طاری ہوتی وہ اوپر بیان ہوچکی ہے کہ آپؐ کا جسم برداشت نہیں کرتا تھا۔ آپؐ خوف محسوس کرتے جسم کانپنے لگتا' آپؐ نے وحی کی پوری حالت بیان کی اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا بعد میں امت پر وحی آنی تھی جو آپؐ نے اس قدر کھول کر بیان فرمایا وحی صرف نبیؐ پر آتی ہے امت پر نہیں آتی۔ تو آپ کا مقصد یہ تھا کہ امت کے علم میں بات آجائے کہ نور خدا جب مجھؐ پر نازل ہوتا ہے تو مجھے اس طرح محسوس ہوتا ہے۔ میرے بعد جب میری امت' میری امت کے بزرگوں سے نور ایمان حاصل کرنے کیلئے بیعت کرے گی تو ان کی بھی یہی حالت اور کیفیت ہوگی۔ جو میری وحی کے دوران ہوتی ہے۔ ایسی کیفیت ہو تو سمجھ لیں کہ ہمیں نور ایمان مل گیا ہے اگر ایسی کیفیت نہ ہو تو نور ایمان نہیں ملا اپنی تلاش جاری رکھیں۔ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ ہم لطیف چیزوں کو محسوس نہیں کرسکتے۔ جس طرح اللہ کا نور فرشتے اور نور ایمان وغیرہ لیکن جب اللہ چاہیں تو محسوس کرا دیتے ہیں کہ اپنے نور کا جلوہ دکھا کر موسیٰ علیہ السلام کو بے ہوش کردیا اور ان کے ساتھی مرگئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنے نور کا اظہار کیا تو سرکارؐ کو محسوس ہوا اسی طرح

نور ایمان کو بھی ہم اپنے اختیار سے محسوس نہیں کرسکتے۔ کیونکہ وہ لطیف چیز ہے اور ہمارے پانچوں حواسوں سے باہر ہے۔ قرآن پاک نور ہے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تو نبیؐ کی پاک ذات کو محسوس ہوا ہم پڑھتے ہیں محسوس نہیں ہوتا نبیؐ پاک کو ایک یا دو آیات اس قدر محسوس ہوتی تھیں۔ مولوی لوگ رات بھر میں سارا قرآن سنا دیتے ہیں کسی کو بھی محسوس نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبیؐ پاک پر قرآن اللہ نازل فرماتے تھے عطا فرماتے تھے اس لئے محسوس ہوتا تھا ہم لوگوں پر نازل نہیں ہوتا ہم صرف پڑھتے ہیں اس لئے محسوس نہیں ہوتا اسی طرح نور ایمان بھی جب پیر بزرگ عطا فرماتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے خود بخود کلمہ پڑھنے سے محسوس نہیں ہوتا۔ ساری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب آدمی پیرو مرشد سے بیعت کرے تو پیر اپنی عینی توجہ سے نور ایمان مرید کے سینے میں داخل کرے اور مرید کو اسی طرح محسوس ہو جس طرح نبی علیہ الصلواۃ والسلام کو وحی محسوس ہوتی تھی تو مرید جان لے اور یقین کرلے کہ اسے نور ایمان کی دولت نصیب ہوگئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو نور ایمان کی پہچان اور دولت ایمان عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

اللہ کے راستے کی قوت

ہر کام اور ہر راستے کی قوت ہوتی ہے جتنی اچھی قوت ہوگی اتنا ہی کام اچھا اور بہتر ہوگا جس طرح سفر کے لئے جتنی طاقتور تیز رفتار اور آرام دہ سوری ہوگی سفر اتنا ہی زیادہ اور جلد ہوسکے گا جس طرح آجکل سفر آسان ہوگیا برسوں کا سفر گھنٹوں میں ہو جاتا ہے نہ تکلیف محسوس ہوتی ہے اور نہ تھکاوٹ کھیتی باڑی میں بھی جس کے وسائل اچھے ہیں اور بیج اچھا دستیاب ہے وہ تھوڑی محنت سے اچھی پیداوار حاصل کرلیتا ہے جس کے وسائل کمزور ہیں بیج اچھا دستیاب نہیں ہے۔ وہ زیادہ محنت سے بھی اچھی

پیداوار حاصل نہیں کرسکتا۔ اسی طرح جنگ میں جس ملک کے پاس جدید اور طاقتور اسلحہ ہے وہ جنگ جیتے گا کیونکہ جنگ جیتنے کی قوت اسلحہ ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ کے راستے یعنی اللہ کی معرفت حاصل کرنے کی قوت نور ایمان ہے اسے نور نسبت بھی کہتے ہیں۔ جتنی طاقت ور نصیب نسبت پیر کو نصیب ہوگی اتنے ہی لوگ زیادہ کامیاب ہوں گے۔ اگر پیر کر نور نسبت نصیب نہیں تو کوئی آدمی بھی اللہ کے راستے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس راستے کی اصلی قوت ہی نصیب نہیں ہے جس طرح مکان کو روشن کرنے کیلئے بلب اور ٹیوب لائٹ وغیرہ لگاتے ہیں ہوا کیلئے پنکھے پانی ٹھنڈا کرنے کیلئے فریج ہوا کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ایئر کنڈیشنڈ وغیرہ لگائے جاتے ہیں یہ سب چیزیں اس وقت کام کریں گی جب بجلی ہوگی بجلی پاور ہاؤس سے آتی ہے اور قریبی کھمبے سے گھروں کو سپلائی دی جاتی ہے اور اگر خود کھمبے کا تعلق ہی پاور ہاؤس سے نہ ہو جس طرح راستے میں کوئی کھمبا گر جائے لائن بند ہوجاتی ہے تو اب کھمبا بھی کھڑا ہے تار بھی میٹر میں لگا ہوا ہے سب چیزیں بھی گھر میں موجود ہیں بظاہر سب کچھ صحیح ہے بجلی نہ ہونے کی وجہ سے سب کچھ بے کار ہے اسی طرح پیر بھی کھمبے کا کام کرتا ہے اگر اس کا تعلق نبی علیہ صلوہ سلام تک صحیح ہے نور نسبت صحیح آرہا ہے اور تعلق کرنے والے لوگوں کو نصیب ہو رہا ہے تو لوگ ضرور فیض یاب ہونگے اور اللہ کے راستے میں کامیاب ہو کر اللہ کی معرفت حاصل کریں گے جس طرح بزدگوں سے ثبوت ہے کہ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے وقت میں بغداد شریف کا ہر تیسرا آدمی اللہ کا ولی تھا جو کہ غوث پاکؒ کی اس کامل نسبت کا نتیجہ تھا جو نبیؐ سے سینہ بہ سینہ آپؒ تک پہنچی تھی۔

حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری محبوب رب العالمین رحمتہ اللہ علیہ سے 90 لاکھ آدمی مرید اور مسلمان ہوئے جن میں سے 90 ہزار کامل ولی تھے بابا بلھے شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

ایہہ گل نئیں مسجد مندر دی ایہہ گل اے اپنے اندر دی
کر صحبت مست قلندردی پھر پل وچ مولا دیکھی جا

یعنی اندر روشن کرنے کے لئے نور ایمان حاصل کر یقین کے ساتھ عبادت و ریاضت کر مرشد کامل کی صحبت اختیار کر انشاء اللہ مولا کریم کی معراج ضرور ہوگی۔
نور نسبت یعنی نور ایمان یقین اور کامل مرشد کی صحبت تینوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔

ایک واقعہ

خضر علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں آب حیات پینے کی وجہ سے قیامت تک زندہ رہیں گے۔ بنی اسرائیل سے ہیں۔ نقیب الاولیاء ہیں۔ وقت کے غوث یعنی قطب عالم جو سب ولیوں کے سردار ہوتے ہیں اور ایک وقت میں ایک ہی ہوتے ہیں جبکہ تبلیغ کرنے والے 360 اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ خضر علیہ السلام قطب عالم سے رابطہ رکھتے ہیں جو ڈیوٹی وہ دیں اسے انجام دیتے ہیں بھولے بھٹکے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔
ایک شخص کو شوق پیدا ہوگیا کہ میں خضر علیہ السلام کو تلاش کر کے زیارت کروں گا اور ان سے بیعت کروں گا اسی شوق میں وہ گھر سے نکل کھڑا ہوا جو بھی بزرگ صورت آدمی نظر آتا اس سے خضر علیہ السلام کے بارے میں پوچھتا۔ دس سال گزر گئے لیکن خضر علیہ السلام نہ ملے۔ ایک دن ایک آدمی سے اس شخص نے خضر علیہ السلام کے بارے پوچھا تو وہ بولا کس خضر کی بات کرتے ہو؟ خضر تو میں ہوں یہ سن کر اس آدمی کی خوشی کی انتہا نہ رہی اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگا اے خضر علیہ السلام مہربانی فرمائیں مجھے بیعت کرلیں۔ اس شخص نے جو کہ خضر علیہ السلام نہیں تھا مرید کرلیا اور ذکر فکر بتا کر روانہ کیا۔ اب وہ شخص یقین کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوگیا کہ مجھے خضر علیہ السلام بھی مل گئے ہیں اور میں ان کا مرید بھی ہوگیا ہوں۔ کئی سالوں بعد خضر علیہ السلام کو اللہ

تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ فلاں آدمی تیرا عاشق تھا اس کے پاس جاؤ اپنا تعارف کراؤ اور فیض و برکت پہنچاؤ خضر علیہ السلام اس کے پاس گئے اور بتایا کہ اصلی خضر تو میں ہوں مجھ سے بیعت کرلو جس سے تو بیعت ہوا ہے وہ خضر نہیں ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا میں قربان جاؤں اپنے پیر کے کہ وہ خضر سے بھی بڑھ کر ہیں کہ دس بارہ سال میں خضر کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا لیکن خضر نہ ملے اب یہ ان کا کرم ہے کہ خضر میرے پیچھے پھرتے ہیں۔

دوسرا واقعہ

بغداد شریف میں ایک بزرگ رہتے تھے ان کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا ایک دن مریدین میں بیٹھے تھے کہ خضر آئے کچھ بات چیت کی اور چلے گئے جب خضر باہر نکلے تو ان بزرگوں نے مریدین کو بتایا کہ یہ خضر ہیں۔ جس نے ملنا ہے مل لو۔ زیارت کرلو تو سب مریدوں میں جوش و خروش پیدا ہوا اور خضر کی زیارت کے لئے آپ کی بیٹھک سے باہر نکلے ایک مرید بیٹھا رہا آپ نے فرمایا تو خضر کی زیارت کو کیوں نہیں جاتا اس نے عرض کی سرکار میرے خضر تو آپ ہیں مجھے اور کسی خضر کی ضرورت نہیں وہ بزرگ بہت خوش ہوئے فرمانے لگے پیر سے عقیدت ایسی ہی ہونی چاہئے۔

تیسرا واقعہ

دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑے عارف بزرگ ہوئے ہیں آپ کا ایک عاشق مرید تھا آپ کی بہت خدمت کرتا تھا۔ اس کا ہوٹل تھا رات گئے تک ہوٹل کھلا رکھتا تھا۔ خواجہ صاحب رات کو گیارہ بارہ بجے تک بیٹھتے تھے اور زائرین

کو صحبت دیتے۔ پھرلوگوں کو اجازت فرماتے کہ جاؤ آرام کرو اور خود آرام کے لئے گھر تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ محفل برخواست ہونے والی تھی کہ آپ کے کچھ مہمان آگئے۔ رات کافی گزر چکی تھی گھر میں کھانا وغیرہ تیار نہیں تھا آپ نے دیکھا ہوٹل کھلا ہے خواجہ صاحب نے اسے بلایا اور مہمانوں کو کھانا کھلانے کا کہا۔ اس کی برسوں کی امید بر آئی وہ مہمانوں کو ہوٹل میں لے گیا اور بہت اچھی طرح ان کی خدمت کی مہمان بہت خوش ہوئے واپس آکر انہوں نے ہوٹل والے کی بہت تعریف کی کہ اس نے بہت خدمت کی خواجہ صاحب بھی بہت خوش ہوئے کہ اس شخص نے بے وقت ہمارے مہمانوں کی ایسی خدمت کی۔ وہ بھی ہوٹل بند کرکے حضور خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا بتاؤ آپ کے کتنے پیسے بنے۔ اس نے عرض کی حضور سب کچھ آپ کا ہی ہے۔ میں نے خدمت کی ہے پیسوں کی غرض سے نہیں کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے ہمیں خوش کردیا اور میں تجھے خوش کردوں گا مانگ کیا مانگتا ہے۔ خواجہ صاحب نے جب تیسری بار یہی فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے تو وہ عاشق مرید عرض گزار ہوا کہ حضور بس پھر اپنے جیسا کردو۔ خواجہ صاحب اس مرید کو تنہائی میں لے گئے اور عینی توجہ فرمائی اور ایسا تصرف فرمایا کہ جب باہر آئے تو پہچانے نہیں جاتے تھے کہ پیر کونسا ہے اور مرید کون ہے بظاہر شکل و صورت بھی ایک موافق ہوگئی۔ ایک فرق تھا کہ خواجہ صاحب سکون کے ساتھ کھڑے تھے اور مرید کانپ رہا تھا برداشت نہ کرسکا تیسرے دن فوت ہوگیا کیونکہ برسوں کا کام ایک گھڑی میں ہوگیا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تجلی دیکھ کر بے ہوش ہوئے اور ساتھی مرگئے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ اللہ کے راستے کی یہ دو قوتیں ہیں نسبت کامل اور یقین کامل۔ پیر کو کامل نسبت یعنی اللہ رسول سے تعلق نصیب ہو اور مرید کا یقین کامل ہو تو انشاء اللہ اللہ کا راستہ ضرور ملے گا۔ جس طرح آج کل لوگ کہتے ہیں کہ پیر کامل نہیں

یقین کامل ہوتا ہے یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے کتنے لوگ جاہل اور گمراہ پیروں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں برسوں سے گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں کوئی بھی اللہ کے راستے میں کامیاب نہیں ہوا سب جاہل کے جاہل ہیں ہمیشہ کاملین کے ساتھ لگنے والے لوگوں میں ہی کامل لوگ پیدا ہوئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ یہ دونوں نعمتیں ہر مسلمان کو عطا فرمائیں۔ مرشد کامل اور یقین کامل۔ آمین ثم آمین

توجہ فرمائیں

"بہار طریقت"

کے بعد مصنف کی ایک اور کتاب "طریقت رسول" کے نام سے جلد ہی چھپ رہی ہے۔ جس میں طریقت رسول کے بارے میں تفصیلی معلومات قرآن و حدیث کی روشنی میں فراہم کی جائیں گی۔

کتاب مذکورہ کے بارے میں اگر کوئی اپنی رائے بھیجنا چاہیں تو مصنف ہذا کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

پانچواں باب

تصور شیخ

تصور شیخ بزرگان دین کی تعلیم کا اہم جزو ہے۔ ذکر و فکر کے بعد مراقبہ بتاتے آئے ہیں آج کل لوگ اپنی نادانی اور لاعلمی کی وجہ سے اس پر اعتراض کرتے ہیں بلکہ شرک تک کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ کے طفیل سمجھ عطا فرمائیں۔ حالانکہ تصور شیخ کی تعلیم بالکل قرآن و سنت کے مطابق ہے اور جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ قرآن و حدیث کی مخالفت کرتے ہیں قرآن و حدیث کی مخالفت کفر ہے۔ اللہ ایسے کفر سے بچائیں۔ آمین۔

قرآن پاک سے ثبوت

اور البتہ تحقیق قصد کیا اس عورت نے ساتھ یوسف علیہ السلام کے اور قصد کیا یوسف علیہ السلام نے ساتھ اس کے اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھی دلیل رب اپنے کی اسی طرح کیا ہم نے تاکہ پھیردیں ہم اس سے برائی اور بے حیائی تحقیق وہ بندوں ہماروں خالص کئے گیوں سے تھا۔ (سورۃ یوسف آیت نمبر 24)

تمام مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تشریح میں لکھا ہے کہ جب عورت نے یوسف علیہ السلام کو مکانوں کے اندر بند کیا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اس وقت یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کا تصور کیا تو یعقوب علیہ السلام کی تصویر آپ کو نظر آئی۔ اپنے رب کی دلیل دیکھی اس کا صاف مطلب یہی ہے کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی کھلم کھلا دلیل ہوتا ہے اللہ کی نشانیوں سے ہے اور اللہ کی نشانیاں بتانے والا اور ڈرنے والا ہے اس طرح یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کا تصور کرنے سے شیطان سے بچ گئے اور آپ کی حفاظت ہوگئی یعقوب علیہ السلام کی تصویر آپ علیہ السلام دانتوں میں انگلی لئے کھڑے ہیں دیکھتے ہی یوسف علیہ السلام بھاگے دروازے خود بخود کھلتے گئے عورت

آپ کے پیچھے پکڑنے کو دوڑی اور آپ کا کرتا مبارک پشت کی طرف سے پھٹ گیا لیکن آپ علیہ السلام نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام میرا خالص بندہ تھا اسی طرح میں نے اسے برائی اور بے حیائی سے بچالیا۔

اب منکرین کے سوال کا جواب قرآن پاک سے مل گیا کہ تصور شرک نہیں کیونکہ یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور وہ اپنے باپ اور نبی کا تصور کررہے ہیں نبی کبھی شرک نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہیں نہیں فرمایا کہ یوسف علیہ السلام نے شرک کیا بلکہ فرمایا کہ اپنے رب کی ظاہر دلیل دیکھ کر برائی اور بے حیائی سے بچ گئے۔ اسی قرآنی آیت کے تحت بزرگان دین میں تصور برزخ شیخ چلا آتا ہے کہ اس سے شیطان سے حفاظت ہوتی ہے اور جس کا تصور کیا جائے اس کی صفات تصور کرنے والے میں پیدا ہوجاتی ہیں۔

قرآن پاک سے دوسرا ثبوت

(ترجمہ) پس جب کر چکو تم عبادتیں اپنی پس یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تھے تم باپوں اپنے کو یا اس سے بھی زیادہ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 199)

اسی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ حکم فرما رہے ہیں کہ جب تم عبادت کر چکو تو مجھے اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو تو باپ کو یاد کرنا وہی ہے جس طرح یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ کو یاد کیا یعنی ان کا تصور کیا اور اگر تصور شرک ہوتا تو رب کریم یہ کیوں فرماتے کہ مجھے بھی اسی طرح یاد کرو۔ یوسف علیہ السلام نے تو اپنے باپ کو دیکھا ہوا تھا تو انہوں نے تصور کے ذریعے یاد کیا اب مخلوق خدا نے تو اللہ کو نہیں دیکھا وہ کس طرح اللہ کا تصور کریں اور اس آیت پر عمل کس طرح ممکن ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مطابق کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے

حق کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ اے نبیؐ جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حضورؐ نبی کریمؐ کا تصور کرتے تھے اور اپنے دلوں میں حضورؐ کو دیکھتے تھے۔ دلوں میں حضورؐ کو دیکھنا حق کو دیکھنا ہے ورنہ ظاہر آنکھوں سے تو ابوجہل اور کفار مکہ سب حضورؐ کو دیکھتے تھے کیا وہ سارے حق کو دیکھتے تھے بالکل نہیں انہوں نے حق کو نہیں پہچانا وہ کافر کے کافر ہی رہے اگر حق کو دیکھ لیتے تو مسلمان ہو جاتے۔

قرآن پاک سے تیسرا ثبوت

اپنے پروردگار کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا انسان کو جمع ہوئے لہو سے پڑھ اور پروردگار تیرا بہت کرم کرنے والا ہے۔ (سورۃ العلق اقراء آیت 1 تا 3

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ غار حرا میں حضورؐ ذات کا تصور کر کے بیٹھے رہتے تھے ذات کی تجلیات کا اظہار آپ کے قلب پر ہوتا رہتا تھا اور آپؐ اس میں محو رہتے تھے۔ پڑھتے کچھ نہیں تھے آپؐ کی زبان مبارک سے ثبوت ہے کہ جب فرشتے نے کہا پڑھو تو آپؐ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں ورنہ فرماتے کہ میں یہ پڑھتا ہوں اور آپ بتائیں میں کیا پڑھوں بلکہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ نبیؐ کا اللہ سے رابطہ تھا کیونکہ نبیؐ کا تعلق بغیر وسیلے کے اللہ سے ہوتا ہے تو پچھلی آیت کریمہ کے مطابق کہ اللہ کو اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپوں کو کرتے ہو تو نبی علیہ صلوہ وسلام آنکھیں بند کر کے مراقبہ کی صورت میں بیٹھے رہتے تھے اور اپنے قلب میں ذات کو دیکھتے تھے۔

حضرت بلالؓ کا تصور رسولؐ

حضرت بلالؓ کے مناقب میں ہے کہ جب کفار آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے آپ کو گرم ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھ دیتے اور کبھی آگ پر لٹا کر سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑے ہو جاتے اور گندی زبان سے کہتے بلالو اپنے نبیؐ محمدؐ کو آپؓ کو چھڑا لے۔ حضرت بلالؓ فرماتے ہیں مجھے فرماتے کہ اسی وقت سرکار مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک میرے سامنے آ جاتا اور حضورؐ مجھے فرماتے ہوئے سنائی دیتے کہ بلالؓ صبر کرو۔ بلال صبر کرو۔ مجھے سب تکلیف بھول جاتی اور مجھ پر ایک سرور طاری ہو جاتا۔ اس طرح حضرت بلالؓ تصور کے ذریعے حضورؐ کو یاد کرتے تھے۔ اور سرکارؐ مدد فرماتے تھے۔ اس طرح کے بے شمار واقعات احادیث کی کتابوں میں درج ہیں صحابہ کرام تکلیف اور مصیبت کے وقت سرکار کا تصور کرتے تھے بلکہ کسی وقت بھی آپؐ کا تصور نہیں چھوڑتے تھے۔ کس شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

بغل میں ہے تصویر یار نظر جھکائی دیکھ لی
وہ تصور میں رہتے ہیں ہر دم کیسے کہدوں کہ دیکھا نہیں ہے

حدیث پاک سے تصور کا ثبوت

مشکواۃ جلد دوئم بیٹھنے اور سونے کا بیان

(ترجمہ) جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت صبح کی نماز پڑھ لیتے سورج اچھی طرح روشن ہونے تک آپ چار زانو بیٹھے رہتے۔

اس حدیث مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ آپؐ سورج نکلنے تک چپ چاپ بیٹھے رہتے تھے کسی سے بات نہیں کرتے تھے اور نہ کچھ پڑھتے تھے بلکہ مراقبہ کی حالت میں چار زانو بیٹھے رہتے تھے۔ (راحت القلوب صفحہ 28)

بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مشائخ طبقات کے مذہب میں مراقبہ ہے جو خلوت میں یعنی تنہائی میں سوائے مراقبہ کے کچھ اور اختیار نہیں کرتے۔

حضرت سلطان العارفین باہو سلطان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہو
ناں کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ہو
شوق دا دیوا بال ہنیرے متاں لبھی دست کھڑاتی ہو
مرن تھیں اگے مرہے باہو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ہو

تیرا جسم اللہ کا حجرہ ہے یعنی اس میں اللہ رہتے ہیں تو اس کے اندر دیکھ۔ اندر دیکھنے کے طریقے کو تصور شیخ کہتے ہیں نبی علیہ الصواۃ والسلام کا فرمان ہے کہ مومن کا قلب عرش ہے قلب میں دیکھے گا تو عرش والا نظر آئے گا تو سلطان صاحب یہی فرما رہے ہیں کہ تیرے اندر آب حیات ہے تجھے اس کی خبر نہیں ذوق شوق کے ساتھ اپنے اندر دیکھ اور مرنے سے پہلے مرجا یعنی جب فنا فی الشیخ ہوجائے گا تو مقصد حاصل ہوجائے گا جیسے بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی
آکھو نی مینوں رانجھا سیو ہیر نہ آکھو کوئی

مثنوی شریف میں مولانا جلال الدینؒ رومی فرماتے ہیں ایک چرواہا جنگل میں بھیڑ بکریاں چراتا تھا اسے شیر کا ایک چھوٹا سا بچہ مل گیا چرواہے نے سمجھا کہ یہ اچھی نسل کا کتا ہے وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا بکری کا دودھ پلاتا رہا چند دنوں میں وہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا وہ روزانہ بکریوں کے ساتھ جنگل آنے جانے لگا ہر وقت بھیڑوں اور بکریوں کے ساتھ رہتا ان کی صحبت میں جوان ہوگیا ایک دن جنگل میں ایک جنگلی شیر ادھر آنکلا

اس کو دیکھ کر ریوڑ کی سب بھیڑ بکریاں ڈر گئیں اور اپنی جان بچانے کے لئے ادھر ادھر دوڑنے لگیں اور وہ شیر کا بچہ جو کہ اب جوان شیر تھا وہ ان سے بھی آگے آگے بھاگ رہا تھا وہ جنگلی شیر یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ شیر کیوں بھاگ رہا ہے اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی جنگلی شیر نے بھاگ کر اس ریوڑ والے شیر کو پکڑ لیا اور کہنے لگا یہ بھیڑ بکریاں تو مجھ سے ڈر کر بھاگ رہی ہیں لیکن تو تو شیر ہے تو کیوں بھاگ رہا ہے وہ بولا میں شیر نہیں ہوں میں بھی بھیڑ ہوں جنگلی شیر سمجھ گیا کہ بھیڑوں کی صحبت کی وجہ سے یہ اپنے آپ کو بھیڑ سمجھ رہا ہے۔ حالانکہ یہ تو شیر ہے یہ اپنے آپ کو نہیں پہچانتا۔ وہ اسے لے کر ایک کنویں پر گیا۔ اور کہنے لگا کہ مجھے غور سے دیکھ کیا میں شیر ہوں۔ وہ کہنے لگا بالکل تو شیر ہے اب ریوڑ والے شیر نے جنگلی شیر کو پہچان لیا تو پھر جنگلی شیر نے کہا اب اپنا چہرہ اس کنویں میں دیکھو جب اس نے کنویں میں دیکھا تو کہنے لگا ہاں میں بھی شیر ہوں۔

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے تصور برزخ شیخ کی تشریح اس حکایت سے کی ہے اور نبی پاکؐ کا فرمان ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

مولانا صاحب نے کنویں سے مراد دل لیا ہے کہ جب دل میں برزخ شیخ کو پہچان لیا تو پھر اپنے آپ کو بھی پہچان لیا۔ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہا اے انسان تو نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا تو بادشاہ کے ہاتھ کا باز ہے تو نے انجانے میں اپنی حیثیت کھودی ہے۔ ساری دنیا تیرا آشکار ہے تو جسے چاہے شکار کرے لیکن تیری نادانی کی وجہ سے دنیا نے تجھے شکار کرلیا ہے تو مردار ہوگیا ہے اپنے آپ کو پہچان عرب کا تاج سر پر رکھ اور خداوند عجم ہوجا۔

تصور شیخ کا مقصد

پیر کا تصور کرنے سے شیطان سے حفاظت ہوتی ہے اور پیرو مرشد کی روحانی صفات مرید میں پیدا ہوتی ہیں کامل مرشد مرید کی رہنمائی کرتا ہے اور اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے تو راستہ دکھانے والے کو دیکھنا ہے اسے دیکھتے دیکھتے انسان منزل تک پہنچتا ہے ورنہ راستے میں بھٹک جائے گا۔ جس ذات کا بھی تصور کیا جائے گا۔ اس کی صفات تصور کرنے والے میں لازمی طور پیدا ہوجائیں گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ذات کا تصور کرتے تھے جس سے ذات کی صفات آپ میں پیدا ہوگئیں حدیث پاک مشکوہ شریف جلد اول صف برابر کرنے کا بیان۔ انسؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا برابر ہو برابر ہو قسم ہے اسی ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق جس طرح میں آگے کو دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے کو دیکھتا ہوں جس طرح دن کے اجالے میں دیکھ ہوں اسی طرح رات کے اندھیرے میں بھی دیکھا لیتا ہوں۔

آگے اور دن کے وقت تو ہر انسان دیکھ سکتا ہے پیچھے اور رات کے اندھیرے میں اسی طرح دیکھ لینا یہ انسانی قوت سے باہر ہے یہ اللہ کی صفت ہے کیونکہ وہ سمیع و بصیر ہے وہ آنکھوں کا محتاج نہیں اور سننے کے لئے کانوں کا محتاج نہیں وہ بغیر آنکھوں کے دیکھ لیتا ہے روشنی کا محتاج نہیں اندھیرے میں بھی دیکھ لیتا ہے اسی طرح ذات کا تصور کرنے سے حضورؐ میں بھی اللہ کی یہ صفات پیدا ہوگئی تھیں کہ آپ بھی ظاہری آنکھوں کے محتاج نہیں تھے آپ بھی اندھیرے میں اور پیچھے بھی دیکھ لیتے تھے۔ نجاشی بادشاہ حبشہ میں فوت ہوا اور سرکار علیہ السلام نے مدینہ میں بیٹھے دیکھ لیا یہ بھی اللہ کی صفات سے تھا ورنہ انسانی آنکھ اس قدر دور نہیں دیکھ سکتی۔ مشکواہ

یہ بات ثابت ہو چکی کہ نبیؐ ذات کا تصور کرتے تھے تو آپؐ میں ذات کی صفات پیدا ہوگئی اور اصحابہ کرامؓ حضورؐ کا تصور کرتے تھے ان میں نبیؐ کی صفات پیدا ہوگئیں جو

کہ اللہ کی صفات تھیں جس طرح صدیقؓ میں میں صدق عمرؓ میں عدل عثمانؓ میں غناعلی علیہ السلام میں شجاعت کی صفات پیدا ہوئیں ان بزرگ صحابہؓ میں اور بھی بہت صفات تھیں لیکن یہ ایک ایک صفت باکمال تھی اور نبیؐ میں یہ ساری صفات موجود تھیں اور یہ ذات کی صفات تھیں اس سے ثابت ہوا کہ ذات کی ایک صفت بھی کسی شخص میں پیدا ہوجائے تو وہ شخص مقبول بارگاہ ہو جاتا ہے اور صفت تصور سے پیدا ہوتی ہے بزرگان دین کی تعلیم کا یہی نظام ہے اور طریقت رسولؐ کا اصول ہے فنافی الشیخ فنافی الرسول علیہ السلام اور فنافی اللہ۔ کہ سالک جب پیرو مرشد کے تصور سے فنافی الشیخ کے مقام کو پہنچتا ہے تو اس میں موجود بشری صفات فنا ہوجاتی ہیں اور پیر کی روحانی صفات پیدا ہو جاتی ہیں جو ذات ہی کی صفات ہیں پھر جب سالک کو اس سے ترقی کر کے فنافی الرسولؐ کی منزل نصیب ہوتی ہے تو نبی علیہ صلوٰۃ و سلام کے صفات کے سمندر سے کچھ صفات بقدر ظرف اور مقدر عطا ہوتیں ہیں وہ بھی ذات ہی کی صفات ہیں اس طرح مومن کا حسن نکھرتا جاتا ہے اور وہ روحانی منازل طے کرتا ہی طریقت رسولؐ میں آخری منزل فنافی اللہ ہے جس طرح پانی کا قطرہ سمندر میں گر کر فنا ہو جاتا ہے اور سمندر کی صفات اختیار کر جاتا ہے حالانکہ کام سمندر کرتا ہے جیسے بڑے جہازوں کو غرق کردیتا ہے پہاڑوں کو اپنے اندر غرق کئے ہوئے ہے لعل و جواہر باہر پھینک دیتا ہی اور قطرہ سمجھتا ہے کہ یہ سب کام مجھ سے ہو رہے ہیں اسی طرح جب سالک مرید کو بھی یہ سعادت نصیب ہو جاتی ہے تو اس سے بھی ذات کی صفات کا اظہار ہوتا ہے کام ذات کرتی ہے اور نام اپنے بندے کا کرتی ہے۔ جس طرح معجزہ اور کرامت وغیرہ کیوں کہ یہ دونوں کام انسانی طاقت سے باہر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ سارے کے سارے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اپنی صفات کو میری صفات سے بدل لو یہ سب کچھ تصور سے ہی ممکن ہے اور نبی علیہ صلوہ سلام

سے لے کر آج تک بزر گان دین یعنی اولیا کرام کا طریقہ ہے اس کے بغیر ذات کی صفات کسی طرح پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور یہ روز روشن کی طرح ظاہرؐ ہے کہ جن لوگوں نے یہ راستہ اختیار کیا ان میں صفات ذات پیدا ہوئیں۔

تصور کے ذریعے علم حاصل کرنا

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو وحی کے ذریعے نبی علیہ صلوۃ سلام پر نازل ہوا حدیث نبی علیہ صلوۃ سلام کا کلام ہے حدیث قدسی اللہ کا کلام ہے لیکن یہ قرآن نہیں حدیث ہے اللہ تعالیٰ اپنا کلام نبیؐ کو عطا فرماتے تھے جب حضورؐ ذات کا تصور فرماتے تھے تو اللہ علم عطا فرماتے تھے اسی طرح بزرگان دین سے بھی ثبوت ہے کہ جب کوئی مسئلہ در پیش ہوتا تو وہ مراقبہ فرماتے اور اس مسئلے کے بارے معلومات حاصل کرتے مثال کے طور پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ جب اجمیر شریف تشریف لائے اور لوگ مسلمان ہونا شروع ہوگئے تھوڑے ہی وقت میں اللہ کی رحمت اور رسول اللہؐ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی جس میں اس کے وقت راجہ پرتھوی راج کے درباری لوگ بھی شامل تھے راجہ کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ اس مسلمان درویش کے پاس بہت لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور مسلمان ہوتے جاتے ہیں یہ کسی وقت بھی آپ کی حکومت پر قبضہ کرسکتے ہیں لہٰذا انہیں اپنی حکومت سے نکال دیں راجہ کے درباریوں نے جو کہ مسلمان ہو چکے تھے خواجہ صاحب کو اس پروگرام سے آگاہ کیا اور عرض گزار ہوئے کہ سرکار اب کیا ہوگا اگر راجہ نے آپ کو نکلنے پر مجبور کر دیا تو آپ کہاں جائیں گے اور ہم لوگ زیارت کا شرف کیسے حاصل کریں گے۔ یہ سن کہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے مراقبہ فرمایا اور اپنے مرشد کریم خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں معاملہ پیش کیا مراقبہ سے

فارغ ہو کر آپؒ نے فرمایا راجہ ہمیں ہندوستان سے کیا نکالے گا ہم نے اسے زندہ گرفتار کر کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا ہے۔ چند ہی دنوں بعد محمد غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا پرتھوی راج کو شکست ہوئی اسے گرفتار کر کے محمد غوری اپنے ساتھ لے گیا اور افغانستان جا کر راجہ کو قتل کر دیا خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کا بھی مشہور واقعہ ہے آپ کی حیات طیبہ میں افغانستان کا بادشاہ دہلی پر حملہ کی نیت سے لشکر لے کر آیا اور دہلی کے باہر ٹھہرا دہلی کا بادشاہ آپ کا عقیدت مند تھا افغانی بادشاہ کی آمد سے بہت پریشان ہوا کیونکہ فوج کا بڑا حصہ دکن کی طرف کسی بغاوت کو سر کرنے کے سلسلہ میں بھیجا ہوا تھا مقابلہ ناممکن تھا اس نے اپنے بیٹے کو خواجہ محبوب الٰہی کے پاس بھیجا اور دعا کی درخواست کی اور سب مجبوری بھی عرض کی خواجہ محبوب الٰہیؒ سارا ماجرا سن کر مراقبہ میں تصور شیخ کر کے بیٹھ گئے۔ اور اپنے پیرو مرشد زہدالانبیاء شہباز طریقت حضرت بابا فریدالدین مسعود شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کی ذات اقدس سے رجوع کیا آپؒ تھوڑی دیر مراقبہ کرنے کے بعد اسی حالت میں با ادب کھڑے ہوگئے پھر بیٹھ گئے پھر کھڑے ہوئے پھر بیٹھے تیسری دفعہ پھر وہی عمل دہرایا۔ مراقبہ سے فارغ ہوئے تو شہزادے سے کہا جاؤ فکر کی ضرورت نہیں بادشاہ سے کہو یہ آج رات چلا جائے گا حملہ نہیں کرے گا حاضرین نے عرض کی کہ حضرت ماجرا کیا تھا کہ آپ تصور کی حالت میں تین دفعہ اٹھے اور بیٹھے آپ نے فرمایا میں نے مرشد کریم سے رجوع کیا تھا آپؒ تو نظر نہیں آئے دربار میں ایک کتا رہتا تھا وہ نظر آیا تو میں ادب کے لئے کھڑا ہوا کہ میرے مرشد کے در کا کتا ہے وہ ایک طرف سے آیا اور دوسری طرف چلا گیا وہ تین دفعہ اسی طرح نظر آیا اور میں کھڑا ہوتا رہا جب وہ چلا جاتا تو میں بیٹھ جاتا۔ پھر مرشد غریب نواز کی طرف سے علم ہوا کہ دنیا کا کتا ہے آیا ہے چلا جائے گا حملہ نہیں کرے گا۔

پھر آپؒ اپنے ایک مرید کو اپنا رومال عطا فرما کر بھیجا کہ افغانی بادشاہ کے پاس جاؤ

اور کہنا کہ یہ رومال اپنے اوپر اوڑھ کر دیکھے بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور رومال واپس دے کر عرض کی کہ خواجہ صاحب کو میرا سلام کہنا میں آج رات چلا جاؤں گا اس مرید نے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا ہے تو بادشاہ نے بتایا کہ جب رومال میں نے اپنے سر پر رکھا تو میں اپنے ملک پہنچ گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں مخلوق بے چین ہے اور مجھے پکار رہی ہے ایک دوسرا بادشاہ میرے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اور یہاں کا انجام کیا ہوگا یہ معلوم نہیں میں اپنا ملک بچانے کے لئے جلدی روانہ ہونگا اور خواجہ صاحب سے میرے لئے دعا کرانا۔ صبح میدان خالی تھا۔ بزرگان دین کے احوال میں اس طرح کے بیشمار واقعات موجود ہیں۔ کہ مرشد پاک کے تصور سے مدد ہوتی ہے علم حاصل ہوتا ہے اور شیطان سے حفاظت ہوتی ہے۔

تصور شیخ کرنے سے شیطان سے حفاظت

حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز کا ایک صادق مرید جو روزانہ سرکار کی صحبت میں حاضر ہوتا تھا کئی دن غیر حاضر رہا آپؒ پر اس کی حالت کا انکشاف ہوا تو آپ نے ایک دوسرے مرید سے فرمایا کہ تمہارا پیر بھائی آجکل نہیں آ رہا کیا وجہ ہے دریافت کرنا۔ وہ مرید اپنے اس پیر بھائی کے گھر گیا اور پوچھا کہ کیا بات ہے آپ پیر و مرشد کی زیارت کے لئے نہیں آتے تو وہ کہنے لگا مجھے اب پیر و مرشد کی زیادت کی ضرورت نہیں رہی میرے مراتب بہت بلند ہوگئے ہیں۔

روزانہ جبرائیل علیہ سلام براق لیکر حاضر ہوتے ہیں اور مجھے لے جا کر جنت کی سیر کرواتے ہیں اس مرید نے واپس آکر خواجہ صاحب کی خدمت میں سارا ماجرا کہہ سنایا آپ نے فرمایا اسے کہنا آج جب وہ جنت کی سیر کو جائے تو سیر کرتے ہوئے ہمارا تصور کرے۔ آپ کا پیغام اس مرید نے اپنے پیر بھائی تک پہنچا دیا وہ سن کر کہنے لگا ٹھیک ہے

اس میں نقصان کی کوئی بات نہیں میں تصور شیخ ضرور کرونگا روزانہ کی طرح اس رات بھی جبرائیل آئے اور براق پر سوار کر کے جنت میں لے گئے سیر شروع ہوگئی سیر کرتے کرتے اسے خواجہ صاحب کا فرمان یاد آگیا اس نے تصور شیخ شروع کیا جب تصور کیا جبرائیل کہنے لگا بھائی یہ کیا کر رہا ہے اگر تو اس کام سے باز نہ آیا تو یہ سب کچھ تیری نظر سے غائب ہوجائے گا اس مرید نے تصور شیخ نہ چھوڑا چند منٹوں میں کیا دیکھنا ہے کہ نہ وہاں جنت ہے نہ براق ہے جو جبرئیل بن کو دھوکا دے رہا تھا وہ شیطان تھا وہ بھی بھاگ گیا اب وہ اکیلا جنگل میں کھڑا تھا شہر سے کافی دور۔ پیدل چل کر خواجہ صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوا بہت شرم سار تھا قدمبوسی کے بعد عرض کی کہ سرکار مجھے شیطان نے گمراہ کر دیا تھا آپ نے شفقت فرمائی اور فرمایا شیطان سے حفاظت تصور شیخ کے بغیر ناممکن ہے نبی علیہ صلوٰۃ و سلام کی احادیث مبارکہ کا مطلب بھی صاف ظاہر ہے کہ جس کا کوئی شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے۔ باہو سلطانؒ فرماتے ہیں۔

ظاہر ویکھاں جانی تائیں نالے دسے اندر سینے ہو
ہجر دی ماری میں پھراں مینوں ہن لوگ نابینے ہو
میں دل وچوں ہے شوہ پایا لوک جاون مکے مدینے ہو
کہے فقیر میراں دا باہو سب دلاندے وچ خزینے ہو

دوسرا واقعہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کہیں جارہے تھے جنگل کا راستہ تھا آپؒ کو زبردست پیاس محسوس ہوئی آپ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دم آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش ہوگئی آپ نے پانی پیا اور اپنے رب کا شکر ادا کیا اس کے بعد آسمان پر ایک سنہری تخت نمودار ہوا اور اس پر ایک نورانی

صورت ظاہر ہوئی۔ اس نورانی صورت نے آواز دی' اے عبدالقادر میں تمہارا رب ہوں اور میں آپ سے بہت خوش ہوں آپ بھی بہت خوش ہوئے کہ معراج ہوگئی اتنے میں دوبادہ آواز آئی کہ میں نے جو چیزیں نبیوں پر حرام کی تھیں آپ پر حلال کردیں آپ میرے محبوب ہیں۔ آپ بہت حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو چیزیں نبیوں پر حرام تھیں وہ مجھ پر حلال ہوگئیں یہ نہیں ہو سکتا آپ نے فوراً اپنے پیرو مرشد کا تصور کیا اور لاحول پڑھا ایسا کرتے ہی تخت غائب ہوگیا اور وہ صورت زمین پر گری وہ شیطان تھا بھاگتا ہوا کہنے لگا اے عبدالقادر میں نے اس مقام سے ستر ولیوں کو گرایا ہے آج تو اپنے علم کی وجہ سے مجھ سے بچ گیا یہ شیطان کا دوسرا حملہ تھا کہ آپ میں علم کا تکبر پیدا ہو جائے کہ میں اپنے علم کی وجہ سے بچ گیا ہوں آپ نے فرمایا ملعون میں تو اب بھی تجھ سے ڈرتا ہوں میں اپنے علم سے نہیں پیرو مرشد کے کرم اور اللہ کی رحمت سے بچا ہوں اس طرح بڑے بڑے کاملین کو شیطان دھوکہ دینے کی کوشش میں رہتا ہے وہ بھی اپنے مرشد کے تصور سے ہی اس سے محفوظ رہتے ہیں شیطان سے حفاظت کا یہی ایک ہی ہتھیار ہے۔ تصور شیخ سب بزرگان دین کا اس پر عمل رہا ہے۔

تیسرا واقعہ

دہلی سے باہر حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز کے ایک مرید رہتے تھے حافظ قرآن تھے اور اچھے پڑھے لکھے آدمی تھے گھر سے دربار شریف کا فاصلہ تقریباً دس بارہ کوس کا تھا۔ آپ ہمیشہ پیدل جاتے تھے ایک دن زیادت کے لئے جارہے تھے راستے میں ایک آدمی ملا جو بظاہر شکل و صورت سے بہت بڑا عالم معلوم ہوتا تھا دعا سلام کے بعد اس آدمی نے حافظ صاحب سے کوئی مسئلہ پوچھا حافظ صاحب جو کہ

خواجہ محبوب الٰہی کے صحبت یافتہ تھا بہت اچھی طرح وہ مسئلہ بیان کیا بات چیت شروع رہی پھر اس آدمی نے طریقت کے مسائل بہت اچھی طرح بیان کیے اور اپنی علمیت کا اظہار کیا اس کی علمی گفتگو سے حافظ صاحب بہت متاثر ہوئے آپ کو اپنے علم سے متاثر دیکھ کر اس شخص نے پوچھا آپ کہاں جارہے ہیں حافظ صاحب نے کہا میں اپنے آقا مولا محبوب الٰہی خواجہ نظام الدینؒ اولیا کے دربار عالیہ زیارت کی غرض سے جا رہا ہوں تو وہ شخص بولا میں بہت دفعہ خواجہ صاحب سے ملا ہوں جتنا علم آپ کو ہے خواجہ صاحب کو تو اتنا علم نہیں آپ وہاں کیا لینے جاتے ہیں۔ یہ سن کر حافظ صاحب بہت حیران ہوتے اور کہنے لگے آپ کیسی بات کرتے ہیں خواجہ صاحب تو علم کے سمندر ہیں اور مجھے جو کچھ بھی نصیب ہے یہ ان کے ہی علمی سمندر سے چند موتی ہیں وہ بحر بے کراں ہیں ان کی زبان گوہر فشاں سے ہر وقت علم کے موتی بکھرتے ہیں اور ہمارے جیسے ہزاروں اپنے اپنے ظرف کے مطابق چن لیتے ہیں۔ تو ناجانے کس خواجہ صاحب کی بات کرتا ہے۔ وہ شخص پھر میٹھے لہجے میں بولا کہ حافظ صاحب آپ تو خواہ مخواہ ناراض ہو گئے ہیں میں نے بات تو سچی کہی ہے اس پر حافظ صاحب نے خواجہ صاحب کا تصور کیا اور لاحول پڑھا تو وہ شخص جو بڑا مولوی بنا ہوا تھا ایک دم غائب ہوگیا اور حافظ صاحب کو شیطان سے نجات مل گئی جب حافظ صاحب دربار عالیہ میں حاضر ہوئے تو خواجہ صاحب نے فرمایا آپ نے اس عالم کو خوب پہچانا ورنہ وہ آپ کا ایمان ضائع کر دیتا حافظ صاحب آپؒ کی شفقت سے بہت مسرور ہوئے اور غائبانہ امداد فرمانے پر سجدہ شکر ادا کیا اور سر خواجہ محبوب الٰہیؒ کے قدموں پہ رکھ دیا بعد ازاں حافظ صاحب سسکیاں لے لے کر رونے لگے۔

ایک اہم راز

بخاری شریف کتاب توحید۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب قیامت میں اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہو اور تمہیں اس کے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔

باب شفاعت مشکوٰۃ شریف ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کچھ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے رسول اللہ نے فرمایا ہاں دیکھو گے جس طرح دوپہر کے وقت سورج اور چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہو۔ بغیر کسی تکلیف کے۔ جب قیامت کا دن ہوگا ایک پکارنے والا پکارے گا ہر گروہ جس کی عبادت کرتا تھا اس کے پیچھے چلا جائے اللہ کے سوا جو بھی بتوں کی عبادت اور تھانوں کی عبادت کرتے تھے آگ میں گر جائیں گے یہاں تک کہ وہ لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کی عبادت کرتے تھے نیک بھی اور بد بھی رب العالمین ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا تو کس کا انتظار کر رہے ہو۔ ہر امت جس کی عبادت کرتی تھی اس کی پیچھے چلی گئی وہ کہیں گے ہم دنیا میں بھی ان سے علیحدہ رہے ان سے دوستی نہ کی ہم اس جگہ ٹھرے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارا رب ہمارے پاس آئے جب وہ آئے گا ہم اسے پہچان لیں گے۔

کتاب التوحید بخاری شریف۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ پہلے لمبی حدیث ہے وہی الفاظ جو اوپر گزر چکے ہیں آگے ہے۔ چنانچہ ان سے کہا جائے گا یعنی حضورؐ کی امت سے کہ لوگ چلے گئے ہیں تو تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے وہ کہیں گے ہم تو ان سے اسی وقت جدا ہوگئے تھے (یعنی کفار سے) جبکہ ہمیں اس بات کی آج سے زیادہ ضرورت تھی اور ہم نے ایک ندا کرنے والے کی ندا سنی ہے کہ ہر قوم اس

سے جا ملے جس کی وہ عبادت کرتے تھے تو ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں پس ان کے پاس اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں آئے گا جو انہوں نے پہلی مرتبہ دیکھی ہوگی اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں پس وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے وہ لوگ اس سے بات نہیں کریں گے مگر انبیاء کرام۔ پھر فرمائے گا کہ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی ہے جس سے تم پہچان لو وہ عرض کریں گے کہ پنڈلی ہے وہ اپنی پنڈلی کھول دے گا تو ہر مومن اس کے لئے سجدہ کرے گا۔

کتاب التوحید بخاری شریف ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ لوگ عرض گزار ہوئے یارسول اللہؐ کیا ہم قیامت میں اپنے رب کو دیکھیں گے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا کیا چودھویں کا چاند اور دن کو سورج دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ جبکہ اس پر بادل نہ ہو عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو اسی طرح تم دیکھو گے جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کر کے فرمائے گا جو جس کی عبادت کرتا تھا اس کے پیچھے ہو جائے چنانچہ جو سورج کی پوجا کرتا تھا سورج کے پیچھے' جو چاند کی پوجا کرتا تھا چاند کے پیچھے' جو بتوں کی پوجا کرتا تھا بتوں کے پیچھے ہو جائے گا' اور یہ امت باقی رہ جائے گی جس میں اس کے شفاعت کرنے والے بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس آکر فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں پس وہ کہیں گے ہم اسی جگہ رہیں گے جب تک ہمارا رب نہ آجائے۔ کیونکہ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے سامنے ایسی صورت میں آئے گا جس کو وہ جانتے ہوں گے۔ پھر فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ عرض کریں گے ہاں تو ہی ہمارا رب ہے اور اس کے پیچھے ہو جائیں گے۔ پھر جہنم کی پشت پر پل رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے اس کے اوپر سے گزریں گے۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح نظر آرہی ہے کہ

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اعلان فرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں تو لوگ نہیں مانیں گے رب العالمین ان کے پاس آکر فرمائیں گے کہ کس کا انتظار ہے؟ سب گروہ اپنے معبودوں کے ساتھ چلے گئے تم کیوں کھڑے ہو؟ اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہیں وہ آگے سے کہیں گے ہم اپنے رب کو خوب جانتے ہیں جب وہ آئیں گے ہم پہچان لیں گے۔ اس وقت تک ہم یہیں ٹھہرے رہیں گے اب غور کا مقام ہے کہ اللہ سے باتیں کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہیں میں تمہارا رب ہوں لیکن لوگ نہیں مانتے اور نہ ہی اللہ ناراض ہورہے ہیں بلکہ ان کی پہچان میں آنے کی کوشش کررہے ہیں۔ دوسری حدیث کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسی صورت اختیار کریں گے جو ان لوگوں نے پہلے نہیں دیکھی ہوگی اس صورت میں پہلی بار دیکھ کر وہ بات نہیں کریں گے۔ انبیاء علیہ صلواۃ وسلام تسلیم کرلیں گے کہ واقعی تو ہمارا رب ہے اس میں کیا راز ہے کہ نبی تسلیم کررہے ہیں اور لوگ انکار کررہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی علیہ صلواۃ وسلام اللہ کی ذات کا تصور کرتے ہیں اس لئے پہچان گئے اور مان گئے۔ لوگوں سے اللہ تعالیٰ پھر دریافت فرمائیں گے کہ پھر تم لوگ اپنے مالک کو کس طرح پہچانو گے کوئی نشانی ہے تمہارے رب کی جس سے تم پہچان لو وہ کہیں گے ہاں ہم اپنے مالک کو پنڈلی سے پہچانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھول دیں گے تو وہ لوگ مانیں گے اور سجدہ کردیں گے کہ واقعی تو ہی ہمارا رب ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں اللہ کی پنڈلی کس نے دیکھی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہاتھ پاؤں اور صورت سے پاک ہیں اور صحابہؓ کے سوال پر نبیؐ بھی یہی فرما رہے ہیں کہ قیامت میں اللہ کو دیکھو گے دنیا میں نہیں۔ آخری اور چوتھی حدیث پاک سب سوالات کی وضاحت کررہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں آئیں گے جسے وہ پہلے سے جانتے ہوں گے تو پہلے سے جاننے کا مطلب نبی علیہ صلواۃ وسلام کی وہ حدیث

پاک ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا تو صحابہ کرامؓ اللہ کو نبیؐ کی صورت میں دیکھ کر پہچانیں گے اور دوسری حدیث پاک کہ من عارفه نفسه فقد عارفه ربه جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا بزرگوں کے قول کے مطابق پیر کامل صورت ظل الہ یعنی دید پیر دید کبریا۔ دوسرا قول ہے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آنکہ پیر و ذات حق را یک نہ دید

نہ مرید و نہ مرید و نہ مرید

عارف بزرگوں کے بیشمار اس طرح کے قول ہیں مثلاً

صورت انسان خدا را دیدہ ام

گر تو خواہی می نشیند با خدا

می نشیند صحبت با اولیاء

ان احادیث مبارکہ اور فرمانات بزرگان دین سے ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ نبیؐ کی صورت میں اور مریدین مرشد کامل کی صورت میں اللہ کو پہچانیں گے کیونکہ ان کی جانی پہچانی صورتیں یہی ہیں ان کی ہی پنڈلی سے یہ لوگ واقف ہیں ان کا ہی تصور اپنے دل میں پکاتے ہیں اسی صورت میں فنائیت حاصل کرتے ہیں اور طریقت رسولؐ کا اصول بھی یہی ہے کہ فنافی الشیخ فنافی الرسولؐ اور فنافی اللہ سرکار دو جہاں کے فرمان کے مطابق کہ لوگ اس وقت تک تسلیم ہی نہیں کریں گے جبتک اللہ تعالیٰ جانی پہچانی صورت اختیار نہ کریں گے۔

ایک اور مسئلہ

عام لوگوں میں ایک بات مشہور ہے کہ یہ پڑھو یعنی کوئی بھی تسبیح یا آیت قرآنی بتا دیتے ہیں کہ چالیس دن پڑھو نبیؐ کی زیارت ہو جائے گی۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ مجھے نبیؐ پاک کی زیارت ہوئی ۔ ان سب باتوں کی اصلیت کیا ہے۔ کیا ان لوگوں کو زیارت رسولؐ صحیح ہو جاتی ہے جو دلیل کے طور پر بخاری شریف کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا جس نے میری خواب میں زیارت کی اس نے میری ہی زیارت کی کیونکہ میری صورت شیطان نہیں بن سکتا۔

نبی علیہ الصلواۃ والسلام کا فرمانے کہ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں پہلی قسم کے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں جو سب اولاد آدم کافر و مسلمان دیکھتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ آنے والے حالات سے آگاہ کرتے ہیں دوسری قسم شیطانی خواب جو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں ان میں دھوکا اور پریشانی کے سوا کچھ نہیں ہوتا تیسری قسم کے نفسانی خواب جو کچھ آدمی دن میں کرتا یا سوچتا ہے وہی خواب میں دیکھتا ہے۔ یہ بے مقصد خواب ہوتے ہیں۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے قرآن پاک سے ثابت ہے کیا یہ اس کی جان کا دشمن ہے۔ یہ جان کا دشمن نہیں یہ ایمان کا دشمن ہے یہ ہر رنگ میں ایمان والوں کو گمراہ کرنے کی کوشش میں رہتا ہے یہ صوفی کو صوفی کے رنگ میں مولوی کو مولوی کے رنگ میں اور جاہل کو جاہل کے رنگ میں گمراہ کرتا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ کبھی کسی جاہل نے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا وہ چوری کرے گا زنا کرے گا کیونکہ شیطان اسے اس کے معیار کی گمراہی میں مبتلا کرتا ہے مولوی سے فرقہ پیدا کرواتا ہے کیونکہ یہ عالم ہوتا ہے اپنی مرضی کی کتابیں اور قرآنی ترجمے چھپوا کر ایک نیا فرقہ پیدا کر دیتا ہے کوئی فرقہ کسی پیر یا جاہل آدمی نے نہیں بنایا یہ سب مولویوں کے کام ہیں سب گمراہ فرقے ان کی ہی پیداور ہے انہیں شیطان ان کے معیار کی گمراہی میں مبتلا کرتا ہے جو بے مرشد صوفی ہوتے ہیں عام طور پر یہ عالم بھی ہوتے ہیں تصوف طریقت کی

چند کتابیں پڑھ کر باشریعت عالم اور صوفی اور بعد میں پیر بن جاتے ہیں۔

کتابوں سے پڑھ کر معرفت بیان کرتے ہیں نفس پرست اوز لالچی ہوتے ہیں اللہ کی معرفت نصیب نہیں ہوتی یہی لوگ جن کا کوئی رہبر نہیں ہوتا ایسے دعوے کرتے ہیں کہ ہمیں نبیؐ کی زیارت ہوئی ہے میرے پاس جبرائیل علیہ سلام آتے ہیں اور اس طرح بزرگی جتانے نبی یا امام ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں یہ سب شیطان کا دھوکا ہے نبی علیہ صلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا یہ حق ہے لیکن شیطان جھوٹ تو بول سکتا ہے صحابہ کے بعد نبیؐ کی صورت کسی نے نہیں دیکھی شیطان کوئی بھی صورت بنا کر عمامہ باندھ کر خواب میں نظر آکر کہہ دیتا ہے کہ میں تیرا نبی ہوں وہ جھوٹ بول رہا ہے جس طرح غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ نورانی صورت بنا کر اتنے بڑے بزرگوں کے سامنے جھوٹ بول سکتا ہے تو ایک عام آدمی کو خواب میں نہیں کہہ سکتا کہ میں تمہارا نبیؐ ہوں کہہ سکتا ہے شیطان اسی طرح فریب دے کر مخلوق کر گمراہ کر دیتا ہے۔ نبیؐ کے فرمان کے مطابق کہ مومنین حشر میں جانی پہچانی صورت کے بغیر اللہ کو تسلیم نہیں کریں گے جبکہ اللہ تعالیٰ خود فرما رہے ہوں گے کہ میں تمہارا رب ہوں۔ اسی طرح یہاں بھی جانی پہچانی صورت کے بغیر نبیؐ کی زیارت بھی دھوکا ہے۔ مرشد کامل کی صورت میں ہی نبیؐ کی زیارت صحیح ہے اور اسی صورت میں اللہ کی زیارت حشر میں ہوگی علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں۔

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں۔

نبی علیہ صلوہ سلام کی صحیح زیارت وہی ہے جو مرشد کامل کی صورت میں ہو اگر نبیؐ کی اپنی صورت میں زیارت ہو تو مرید کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے پیر کا تصور کرے اگر نبیؐ پاک ہوں گے تو فوراً اس کے پیر کی صورت اختیار کر لیں گے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ حشر

میں پہلے اور صورت میں نظر آئیں گے اور تقاضا کرنے پر جانی پہچانی صورت اختیار کر لیں گے بالکل اسی طرح یہ بھی ہوگا۔ حقیقت کا مجازی لباس مرشد کامل ہی ہوتا ہے اور علامہ صاحب اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہے کہ مجھے میرے مرشد کی صورت نظر آؤ۔ یہی زیارت کا صحیح طریقہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی زیارت مرشد کامل کی صورت میں ہو ورنہ شیطانی دھوکا ہے۔

پانچواں باب

خلاصہ تصور شیخ

ساری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ تصور شیخ شرک بدعت یا گمراہی نہیں بلکہ ایسا کہنے والے خود قرآن و حدیث کے منکر ہیں سب نبی علیہ السلام اور ولی اپنے اپنے رہبر کا تصور کرتے آئے ہیں یہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے قرب اور معرفت کا موجب ہے اس سے نفسانی صفات فنا ہوتی ہیں اور ذات کی صفات پیدا ہوتی ہیں جن سے بندہ مقبول بارگاہ ہو کر عارف باللہ کہلاتا ہے۔

میں تجھ میں ایسا سما جاؤں کہ میں ہی نہ رہوں
تو مجھ میں ایسا سما جا کہ تو ہی تو ہو جا

المؤمن مراۃ الرحمنؒ مرشد کامل آئینہ خدا ہے قصہ مختصر تصور شیخ بہت بڑی نعمت ہے اس سے ہی پوشیدہ راز کھلتے ہیں اس سے قوت ارادی کامل ہوتی ہے اسی سے اللہ کی معرفت نصیب ہوتی ہے راہ خدا کی سب سے بڑی دولت ہے۔ کسی عاشق کا قول ہے۔ سمایا ہے مرے دل میں تو ایسا
جدھر بھی دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے
اللہ کرے ان نظروں کو پہچان تیری بس ہو جائے
کہتے ہیں حشر میں یار تیری تصویر دکھائی جائے گی

علی احمد صابر قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ احمد جنت و دوزخ دونوں عاشقوں پر حرام ہیں ہماری جنت تو محبوب کی زیارت ہے جو پیر کی صورت میں ہوگی۔ امیر خسروؒ علیہ رحمت فرماتے ہیں۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری
چوں تو ذات پیر دا کر دی قبول

ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسولؐ

یہ سب کچھ فنافی الشیخ ہونے کے بعد ہی ممکن ہے جس کا راستہ ہے تصور شیخ

تصورِ شیخ کا طریقہ

مرید دوزانوں بیٹھ کر دائیں پاؤں کی پشت بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے اور ہاتھ زمین پر ٹیک کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے برزخ شیخ کو چہرہ حقیقی سمجھے اور یقین کے ساتھ صحیح صورت کا مراقبہ کر کے بیٹھا رہے کوئی دوسری صورت ہرگز نہ دیکھے وہ صورت کبھی سامنے کبھی قلب کے اندر نظر آئے گی کبھی موجود ہوگی کبھی غائب ہو جائے گی۔ لیکن مرید کوشش کرے کہ اپنے تصور سے برزخ شیخ کو ایک لمحہ بھی نہ اترنے دے مراقبہ میں اگر کسی قسم کی روشنی یا تجلی نظر آئے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہ کرے صرف برزخ شیخ ہی کی طرف متوجہ رہے اس مراقبہ کو ہمیشہ کرنے سے برزخ شیخ کے روحانی کمالات مرید میں پیدا ہو جائیں گے۔

چوں خلیل آمد خیال یادمن
صورتش بت معنی او بت شکن
شکر یزداں راکہ چوں ارشید پدید
درفیاش جاں خیال حق بدید
دنیا تیرے وجود کو کرتی رہی تلاش
میں نے تیرے خیال کو یزداں بنا لیا

حضرات سلسلہ یعنی قادری چشتی ابوالعلائی جہانگیری شکوری سلسلہ میں صرف یہی مراقبہ رائج ہے اس کی تعلیم کی جاتی ہے یہی اول یہی آخر قرآن و حدیث سے اسی کا ثبوت ہے۔

اصول فنا

طریقت میں تین فنائیتیں مقصود ہوتی ہیں (1)۔ فنافی الشیخ (2) فنافی الرسولؐ (3)۔ فنافی اللہ

طریقت میں اگرچہ فنافی اللہ فنافی الرسولؐ اور فنافی الشیخ اصل ہے لیکن تعلیم صرف فنافی الشیخ کی ہی کی جاتی ہے اور یہ بیس برس سے پہلے نصیب نہیں ہوتی اس کے بعد فنافی الرسولؐ اور فنافی اللہ دونوں اپنے وقت پر خود بخود حاصل ہوجاتی ہیں۔ فنافی الشیخ ہونے کے بعد اگر سالک فوت بھی ہو جائے تو بھی باقی دونوں قسم کی فنائیت نصیب ہو جاتی ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

چوں تو ذات پیررا کر دی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسولؐ

چھٹا باب

سجدہ تعظیم

قرآن پاک سے دو قسم کے سجدوں کا ثبوت ملتا ہے ایک سجدہ عبادت ہے جو صرف اللہ کی ذات کے لئے ہے کیونکہ وہی سب کامعبود ہے۔ عبادت کے لائق ہے۔ فرشتے نبی اور مخلوق خدا ہمیشہ سے اس کی عبادت کرتی آرہی ہے۔ یہ سجدہ اللہ کے سوا کوئی کبھی کسی دوسرے کو کرے تو یہ شرک ہے کوئی کسی بت کو سجدہ عبادت کرے چاہے نبی کو کرے یا کسی درخت کو کرے تو قرآن پاک سے ثبوت ہے کہ سجدہ عبادت کرنے والا کافر ہوجائے گا اور یہ سجدہ عبادت کبھی بھی کسی کے لئے جائز نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے۔ آدم علیہ السلام سے پہلے جب جن اس زمین پر آباد تھے اس وقت بھی یہ سجدہ صرف اللہ ہی کے لئے تھا شرک ہمیشہ کفر رہا ہے یہ کبھی جائز نہیں تھا نہ ہے۔ آدم علیہ السلام کے وقت میں ان کی پیدائش سے لے کر حضور علیہ صلواۃ والسلام کے دین تک شرک حرام و کفر تھا اور ہے۔

دوسرا سجدہ تعظیم ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک رائج ہے قرآن و حدیث میں اس کے ثبوت موجود ہیں یہ سجدہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو کیا اور بعد میں نبی نبیوں کو کرتے آئے ہیں یہ عام مخلوق کی سمجھ سے باہر ہے قرآن میں اس کی منسوخی کا حکم کہیں نہیں۔ صحابہؓ کرام حضورؐ کو سجدہ تعظیم کرتے رہے جس نے پوچھا کہ آپؐ کو سجدہ کروں تو آپؐ نے منع فرمایا اور جس نے بغیر پوچھے سجدہ کیا آپؐ نے اسے سلام سمجھ کر قبول فرمایا اور اسے نہ روکا۔ جس کام کے کرنے اور نہ کرنے کے ثبوت ملتے ہوں تو اس کے متعلق فیصلہ کرنے میں جلدی کرنا گمراہی ہے سوچ سمجھ کر ہوش کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہئے۔ صحابہ کرامؓ کا اس پر عمل تھا اور بعد میں اولیاء کرام میں آج تک رائج ہے اگر یہ ناجائز یا شرک ہوتا یہ لوگ کبھی اختیار نہ فرماتے۔

قرآن پاک سورۃ حجر پارہ 14 آیت نمبر 30 تا 35 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کا بت جب تیار ہوگیا تو فرشتوں سے فرمایا کہ جب میں اس میں اپنی روح پھونکوں تو تم سجدہ کرنے والوں سے ہوجانا یعنی تم آدم علیہ السلام کو سجدہ کردینا۔ آدم علیہ السلام میں روح داخل کی گئی تو سب فرشتوں نے سجدہ کردیا لیکن ابلیس نے نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا۔ تو ابلیس نے کہا کہ میں بہتر ہوں آدم علیہ السلام سے کہ میں آگ سے بنایا گیا ہوں اور اسے کیچڑ سے بنایا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے تکبر کیا۔ لعنتی ہے تو جزاء کے دن تک میرے دربار سے نکل جا۔ اب غور فرمائیں اس سجدہ کو کیا کہیں؟ کیا یہ سجدہ عبادت تھا کیا اللہ آدم علیہ السلام کی عبادت کا حکم فرما رہے ہیں آدم علیہ السلام نبی تھے خدا نہیں تھے ان کی عبادت نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اللہ کبھی کسی کی عبادت کا حکم دیتے ہیں۔ بزرگان دین اس سجدہ کو سجدہ تعظیم کہتے ہیں کیونکہ ذات باری تعالیٰ کا مقصد آدم علیہ السلام کا ادب اور تعظیم کرانا تھا نہ کہ عبادت مقصود تھی اللہ تعالیٰ نے لفظ سجدہ ہی استعمال فرمایا بزرگان دین نے مخلوق کو سمجھانے کی غرض سے اسے سجدہ تعظیم فرمایا۔

سجدہ تعظیم کے بارے میں چند اصول

دونوں سجدوں میں فرق سمجھنے کے لئے چند اصول ہیں اللہ تعالیٰ کبھی شرک کا حکم نہیں دیتے۔ شرک کبھی جائز نہیں تھا فرشتے مشرک نہیں ہوتے یعنی فرشتے کبھی شرک نہیں کرتے' نبی کبھی شرک نہیں کرتے اور شرک کرنے والوں کو شرک سے منع کرتے ہیں۔

اگر یہ سجدہ شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی حکم نہ فرماتے جبکہ خود حکم فرمایا سجدہ کرو اور فرشتوں نے سجدہ کیا اور سجدہ کرنے والوں پر اللہ راضی ہوگیا اور نہ کرنے والے پر

نارض ہوا۔ آدم علیہ سلام نے بھی منع نہ فرمایا کہ فرشتے ہو کر مجھے کیوں سجدہ کر رہے ہو مشرک نہ بنو اس سے ثابت ہوا کہ یہ سجدہ تعظیم تھا عبادت نہیں تھا اور یہ جائز تھا۔

سجدہ تعظیم کا قرآن پاک سے دوسرا ثبوت

پس جب داخل ہوئے اوپر یوسف کے جگہ دی طرف اپنی ماں باپ اپنے کو اور کہا کہ داخل ہو مصر میں اگر چاہا ہے خدا نے امن سے اور چڑھایا ماں باپ اپنے کو اوپر تخت کے اور گرے واسطے یوسف کے سجدہ کرتے ہوئے کہا یوسف نے اے باپ میرے یہ ہے تعبیر خواب میرے پہلے کی تحقیق کر دیا اس کو پروردگار میرے نے سچ۔ (سورۃ یوسف آیت نمبر 99 آیت نمبر 100)

اب ان آیات مبارکہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ یوسف علیہ سلام نے بچپن میں خواب دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے چاند اور سورج مجھے سجدہ کر رہے ہیں انہوں نے اپنا خواب اپنے والد یعقوب علیہ سلام کو سنایا تو یعقوب علیہ سلام نے فرمایا بیٹے یہ خواب کسی کو نہ بتانا تیرے بھائی دشمن ہو جائیں گے۔ اس خواب کا مطلب کیا تھا سورج سے مراد یعقوب علیہ سلام چاند سے مراد یوسف کی والدہ اور گیارہ ستاروں سے مراد ان کے بھائی تھے جو یوسف علیہ السلام کو سجدہ کر رہے تھے یعقوب علیہ سلام نبی بھی ہیں اور یوسف علیہ سلام کے والد بھی۔ وہ اپنے بیٹے یوسف علیہ سلام کو سجدہ کر رہے ہیں والدہ محترمہ سجدہ کر رہی ہیں گیارہ بھائی جو بعد میں سارے ہی نبی علیہ سلام ہوئے ہیں سجدہ کر رہے ہیں اب اسے کونسا سجدہ کہیں؟

کیا یہ سارے یوسف علیہ سلام کی عبادت کر رہے تھے نعوذ باللہ نبی علیہ سلام کبھی شرک نہیں کرتے یہ بھی سجدہ تعظیم تھا نہ کہ سجدہ عبادت۔ کیونکہ یوسف علیہ سلام کے مراتب بلند تھے اس لیے وہ سارے ان کی تعظیم کر رہے تھے اور یوسف علیہ

سلام نے بھی منع نہیں فرمایا کہ آپ لوگ یہ کیا کر رہے ہیں مجھے سجدہ کیوں کر رہے ہیں بلکہ فرمایا کہ اے باپ اللہ نے میرا پہلا خواب سچ کر دکھایا۔ یہ اس کی تعبیر ہے۔
یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ سجدہ تعظیم شرک نہیں ہے بلکہ سلام اور ادب کے طور پر ہوتا رہا ہے اگر شرک ہوتا تو نہ اللہ حکم کرتے نہ فرشتے سجدہ کرتے اور نہ ہی یعقوب علیہ السلام اور ان کے اہل و عیال یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرتے کیونکہ آدم علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام دونوں اللہ کے نبی تھے۔

ایک سوال

علماء حضرات جن کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ عطا نہیں کی وہ کہتے ہیں کہ پہلی امتوں میں یہ سجدہ جائز تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں حرام اور شرک ہے کہ اگر کوئی کسی بزرگ کے لئے کرے تو وہ مشرک ہے اور کچھ جاہل یہ بھی کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے وقت میں تو حقیقی ہمشیرہ سے نکاح جائز تھا جو سجدہ تعظیم کو جائز سمجھتے ہیں وہ پھر اس نکاح کو بھی جائز رکھیں۔

جواب

ناسمجھی کم علمی جہالت اور ضد کی وجہ سے ہی ہمیشہ گمراہی پھیلتی ہے ان بیماریوں کو چھوڑ کر صاف دماغ سے سوچیں اور سمجھنے کی کوشش کریں انشاءاللہ بات سمجھ آ جائے گی کسی بھی چیز کو حرام یا حلال کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جس چیز کو اللہ حلال کر دیں دنیا کی کوئی طاقت اسے حرام نہیں کر سکتی اور اللہ کی ذات جسے حرام کر دیں۔ تو ساری مخلوق مل کر اسے حلال نہیں کر سکتی۔ نبی بھی اللہ کا حکم مخلوق تک پہنچاتے ہیں اسے

تبدیل نہیں کرتے۔ حقیقی ہمشیرہ سے نکاح آدم علیہ سلام کے وقت جائز تھا آپ کے بعد یعنی آدم علیہ سلام کے بعد جو پہلے نبی علیہ سلام ہوئے ان پر صحیفے نازل ہوئے جن میں حقیقی بہن سے نکاح کو اللہ نے حرام قرار دے دیا اور خود اس نبی کا نکاح بھی بہن سے نہیں ہوا اللہ نے جنت سے حور بھیجی جس سے ان کا نکاح ہوا۔ اس وقت سے بہن سے نکاح حرام ہوگیا۔ جو بعد میں کبھی بھی جائز نہ ہوا۔ نبی اسرائیل میں دو بہنیں ایک آدمی کے نکاح میں آسکتی تھیں حضورؐ کی امت میں حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حرام فرمایا۔ سورہ النساء) قرآن پاک میں نئے رشتے مقرر فرمائے خنزیر حلال تھا اسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حرام فرما دیا سود بنی اسرائیل میں حلال تھا۔ شراب جائز تھی' ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرما دیا۔ قرآن پاک میں واضح ثبوت ہیں اور سجدہ تعظیم جو کہ آدم علیہ سلام سے لے کر حضورؐ تک ہوتا آرہا ہے اسے اللہ نے منسوخ نہیں فرمایا جس چیز کو اللہ کی ذات جائز رکھیں اسے کوئی نا جائز قرار نہیں دے سکتا اور اگر کوئی ایسا کرے تو وہ اللہ سے بڑھ کر فیصلہ دے رہا ہے قرآن کی مخالفت کر رہا ہے اسے اللہ نے حد سے بڑھنا فرمایا ہے اور اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔ (سورۃ حجرات)

سجدہ تعظیم منسوخ نہیں

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سجدہ تعظیم پہلی امتوں میں جائز تھا اب جائز نہیں وہ غور فرمائیں کہ سجدہ تعظیم کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے اور قرآن پاک سارے کا سارا امت محمدیہ کے لئے ہے اس میں جو احکام ہیں ان پر عمل حضورؐ کی امت نے کرنا ہے عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے اس میں کوئی حکم نہیں سارے احکام مسلمانوں کے لئے ہیں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دو واقعات بیان فرما کر سجدہ تعظیم کی تصدیق فرمائی ہے

منسوخ نہیں فرمایا۔ اگر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ اسے منسوخ فرما دیتے تو صحابہ کرامؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ تعظیم ہرگز نہ کرتے اور نہ ہی نبی علیہ صلوٰۃ و سلام کرنے دیتے کیونکہ قرآن پاک کو سب سے زیادہ سمجھنے والے حضورؐ اور حضورؐ کے صحابہ تھے بے شمار حدثیوں سے ثبوت ہے صحابہؓ نبی پاک کو سجدہ تعظیم کرتے تھے۔ اور سرکار مدینہؐ نے منع نہیں فرمایا۔ بعد میں بزرگان دین میں بھی یہ سجدہ قدم بوسی پابوسی ادب کی زمین چومی ادب کیوجہ سے سر زمین پر رکھ دیا پاؤں چومنے کی دولت نصیب ہوئی کے ناموں سے روا رہا ہے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہوا کہ بہن سے نکاح اللہ نے حرام کر دیا منسوخ کر دیا اور سجدہ تعظیم کو منسوخ نہیں کیا اور وہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے دونوں کو برابر سمجھتے ہیں کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں جس طرح اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سورج کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا اور ہزار اندھا انکار کرے کہ سورج نہیں ہے تو کیا وہ آدمی اندھوں کی بات مان لے گا کہ یہ ہزار ہیں اور میں اکیلا ہوں وہ اکیلا آنکھوں والا ہزار کیا لاکھوں اندھوں کی بات بھی نہیں مانے گا کیونکہ وہ خود سورج کو دیکھ رہا ہے عین الیقین ہے کہ سورج سامنے نظر آرہا ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ اندھے سورج کو نہیں دیکھ سکتے کیونکہ ان کی آنکھیں نہیں ہیں یہ دیکھنے کی قوت سے محروم ہیں یہ بچارے معذور ہیں اسی طرح بزرگان دین آنکھوں والے تھے انھوں نے مخالفت کی پرواہ نہیں کی قرآن و حدیث پر عمل کرتے رہے چاہے اپنی جہالت کی وجہ سے کوئی انہیں کافر کہے یا مشرک۔ لوگ نبیوں کو بھی جھٹلاتے رہے جادوگر کہتے رہے لیکن وہ حق کا پیغام سناتے رہے پہلی امتوں کے مولویوں نے کتنے نبی علیہ سلام شہید کرائے اور حضورؐ کی امت کے مولویوں نے کتنے ولی شہید کرائے شاہ منصورؒ وغیرہ کی مثالیں سامنے ہیں اس وقت کے علماء بھی آپ کو بزرگ جانتے تھے اور آج کے علماء بھی شاہ منصور اور شاہ شمس

سبزواری کو ولی مانتے ہیں تو پھر جو سلوک ان کے ساتھ کیا اس کا کیا مطلب؟ یہ باتیں علماء کی سمجھ سے باہر ہیں اللہ سمجھ اور ہدایت عطا فرمائیں۔

حدیث پاک سے سجدہ تعظیم کا ثبوت

ریاحین بزرگان دین کے نزدیک احادیث مبارکہ کی معتبر کتاب ہے خواجہ خواجگان کی کتابوں میں اس کے حوالہ جات ملتے ہیں۔ ملفوظات خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری رحمتہ اللہ مرتبہ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں' مشہور زمانہ تصوف کی کتاب دلیل العارفین صفحہ سترہ پر درج فرماتے ہیں۔

حدیث کا ترجمہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آدمیوں کو دیکھا ہنسی اور کھیل کود میں مشغول تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر کر سلام کہا تو سب اکٹھے ہوئے اور پھر سر زمین پر رکھ دیئے اور غلاموں کی طرح دست بستہ کھڑے ہو گئے آنحضرت صلی علیہ وسلم نے پوچھا بھائیو تم موت سے بے کھٹکے ہو سب نے ایک زبان ہو کر عرض کی نہیں پوچھا اعمال پل صراط سے گزر گئے ہو؟ عرض کی نہیں فرمایا پھر کیوں ہنسی اور کھیل کود میں مشغول ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت نے ان پر ایسا اثر کیا کہ بعد ازاں ان میں سے کسی نے ان کو ہنستے نہ دیکھا۔

اس حدیث پاک میں دیکھیں کہ صحابہؓ کرام حضورؐ کو کسی طرح سلام کر رہے ہیں کہ انہوں نے نبی علیہ صلوٰۃ سلام کے سلام کے جواب میں سرزمین پر رکھ دیے اس کے بعد ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے آپؐ نے نصیحت فرمائی کہ تم لوگ کھیل کود میں وقت ضائع کر رہے ہو کیا قبر حشر سے گزر چکے ہو یہ نہیں فرمایا کہ تو لوگوں نے مجھے سجدہ

کیوں کیا یہ شرک ہے یا حرام ہے بلکہ آپؑ نے ان کے سر زمین پر رکھنے کو سلام ادب اور تعظیم سمجھا اور اپنے کلام پاک میں اس کا ذکر تک نہ کیا۔

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمتہ اللہ کتاب الشفا میں تحریر فرماتے ہیں کہ ارشاد خداوندی مصدقا لکلمۃ من اللّٰہ○ کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق اس وقت کی تھی جب کہ وہ صرف تین برس کے تھے اور اس وقت یہ بھی گواہی دی تھی کہ یہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے اس وقت یہ تصدیق کی تھی جبکہ ابھی شکم مادر ہی میں تھے بلکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ صاحبہ نے حضرت مریم علیہ السلام سے کہا تھا کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے شکم میں وہ اس بچے کو سجدہ تعظیمی کر رہا ہے جو تمہارے شکم میں ہے۔ قرآن کی مندرجہ بالا آیت کریمہ کی یہ تشریح کتاب الشفاء صفحہ نمبر 163 پر درج ہے۔

حدیث پاک سے سجدہ تعظیم کا دوسرا ثبوت

مشکوٰۃ جلد دوم مصافحہ اور معانقہ کا بیان

زراعؓ سے روایت ہے اور وہ عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے کہا جس وقت ہم مدینہ آئے اپنی سواریوں سے جلدی کرتے تھے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔ اس حدیث پاک سے بھی صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ جب بھی کہیں باہر سے مدینہ شریف آتے تو سرکار کو دیکھ کر سواریوں سے اترنے میں جلدی کرتے اور آپؐ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیتے تھے اور پاؤں کو بوسہ دیتے وقت آدمی عین سجدہ کی حالت میں نظر آتا ہے اور نبی علیہ صلوٰۃ السلام نے منع

نہیں فرمایا۔

اعتراض

سجدہ تعظیم پر اعتراض کرنے والے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ معاذ بن جبلؓ روم کی طرف سے واپس آئے تو آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم نے یہود و نصاریٰ کو دیکھا کہ وہ اپنے بادشاہوں کو سجدہ کرتے ہیں اور آپؐ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں ہم بھی آپؐ کو سجدہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں مجھے سجدہ نہ کرو۔
دوسری حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار میں جارہے تھے ایک عورت آپ کے قدموں پر گری آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو اگر سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

جواب

پہلی حدیث پر غور فرمائیں کہ معاذ بن جبلؓ بادشاہوں کے حوالہ سے پوچھ رہے ہیں نبی علیہ الصلواۃ والسلام نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے۔ جن لوگوں نے نبیؐ سمجھ کر آپؐ کو سجدہ تعظیم کیا آپ نے منع نہیں کیا اب یہ صحابی یہودی اور نصرانی بادشاہوں کا حوالہ دے کر پوچھ رہے ہیں اگر آپؐ سجدہ کی اجازت فرماتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ یہ سجدہ بادشاہوں کے لئے بھی جائز ہے جبکہ سجدہ تعظیم صرف نبیوں اور ولیوں کے لئے روا رہا ہے۔ ورنہ آج بادشاہ بھی حضورؐ کی امت سے سجدہ تعظیم کرواتے اس قدر ادب اور تعظیم کسی بادشاہ یا امیر آدمی یا کسی سردار کی نہیں ہوسکتی اس کے حق دار صرف اولیاء اور انبیاء ہیں۔

دوسری حدیث میں منع اس لئے فرمایا کہ اس عورت نے راستے میں سجدہ تعظیم کیا جبکہ یہ اپنے مقام پر ہوتا ہے راستوں اور گزر گاہوں میں حکم نہیں ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام بھی جب یعقوب علیہ السلام کو لینے یعنی استقبال کرنے شہر سے باہر گئے تو وہاں یعقوب علیہ السلام نے سجدہ نہیں کیا جب یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھے اس وقت سب نے سجدہ کیا ان دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ سجدہ تعظیم بادشاہوں یا دنیا دار لوگوں کے لئے نہیں ہوسکتا نہ ہی راستوں اور گزرگاہوں میں ہوسکتا ہے بزرگوں کو بھی ان کے مقام پر جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن و حدیث کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

ادب اللہ کے نور کا ہے

ان واقعات کی روشنی میں دیکھنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ تو کیا آدم علیہ سلام کے بت کو سجدہ کروایا بت تو زمین پر عرصے سے موجود تھا اسے فرشتے دیکھنے آتے تھے شیطان نے گھوڑوں کو بتایا کہ یہ آدم علیہ سلام کا بت ہے یہ اللہ کا نائب اور خلیفہ ہوگا زمین پر اس کی شاہی ہوگی یہ تمہارے اوپر سواری کرے گا گھوڑوں نے پوچھا یہ مٹی کا بت کیسے سواری کرے گا تو شیطان نے بتایا یہ زندہ ہو جائے گا اللہ اس میں جان ڈالیں گے یہ زمین پر آباد ہوگا پھر سواری کرے گا تم اگر چاہتے ہو کہ یہ سواری نہ کرے تو اس بت کو رات کے وقت توڑ دیا کرو فرشتے بناتے رہے گھوڑے توڑتے رہے۔ بالآخر فرشتوں نے شکایت کی کہ باری تعالیٰ گھوڑے آدم علیہ السلام کے بت کو روزانہ توڑ دیتے ہیں سوکھنے نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے جسم سے تھوڑی سی مٹی لے کر ایک جانور بناؤ ہم اس میں جان ڈالیں گے وہ اس بت کی حفاظت کرے گا تو فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی ناف کی جگہ

سے مٹی لے کر کتا بنایا اللہ نے جان ڈال دی۔ کتے نے جب زندہ ہو کر آنکھیں کھولیں تو سامنے آدم علیہ السلام کا بت لیٹا ہوا دیکھا وہ سمجھا یہ ہی میرا مالک ہے اس کے پاس بیٹھ گیا رات کو جب گھوڑے بت توڑنے آئے تو کتا بھونکا گھوڑے ڈر کر بھاگ گئے اور پھر نہیں آئے۔ اس طرح بت کی حفاظت ہوئی پھر وہ سوکھا تو اللہ نے اس میں روح پھونکی تب فرشتوں کو حکم ہوا کہ جب میں اپنی روح آدم علیہ السلام میں پھونکوں تو تم سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جانا تو سجدہ روح کو ہوا نہ کہ بت کو۔ اللہ کے کلام سے صاف سمجھ آ رہی ہے کہ جب تک صرف بت تھا سجدہ کا حکم نہیں فرمایا روح اللہ کا نور ہے جس طرح حدیث پاک سے ثبوت ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ باری تعالیٰ مجھے میری سب اولاد کی ارواح دکھائی جائیں تو اللہ تعالیٰ نے سب روحیں آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کیں تو کچھ روحیں چاند اور ستاروں کی طرح روشن تھیں آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ باری تعالیٰ یہ کون لوگ ہیں جن کی روحیں اس قدر چمک رہی ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیری اولاد میں نبیؑ اور میرے ولی ہوں گے تو نبیوں کی روحیں نور ہیں۔ تو اصل میں سجدہ اللہ کے نور کو ہوا اور شیطان کیچڑ سے بنے ہوئے بت کو دیکھتا رہا اللہ کا حکم اس کی سمجھ میں نہ آیا۔

دوسرا واقعہ قرآن پاک میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر روشنی دیکھ کر آگ کی تلاش میں وہاں پہنچے تو درخت سے اللہ کا نور جھڑ رہا تھا آگ نہیں تھی۔ درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں ادب کرو اور جوتے اتار کر آگے آؤ۔ آپ نے جوتے اتار دیئے ادب کی وجہ سے۔ کیونکہ نبی روشن ضمیر ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام سمجھ گئے کہ درخت کے ذریعے اللہ مجھ سے ہمکلام ہے۔ اللہ کے نور کے اظہار کی وجہ سے طور پہاڑ کا ادب نبی سے کروایا۔ کافروں اور مشرکوں نے پتھر کے بت بنائے ان کی پوجا کی ان پتھروں کی پوجا کی وجہ سے کافر اور مشرک کہلائے۔ حجر اسود

بھی پتھر ہے کعبہ شریف کی عمارت بھی پتھروں سے بنی ہوئی ہے ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے والے نبی ولی اور مسلمان کہلائے اس کا طواف کرنے والے اور حجر اسود کو بوسہ دینے والے حاجی کہلائے۔ یہ کیا بات ہوئی دیکھنے میں دونوں پتھر ہیں بت بھی پتھر ہے حجر اسود بھی پتھر ہے۔ فرق یہ ہے کہ حجر اسود میں اللہ کا نور ہے اس نور کی وجہ سے اسے چومنا عبادت اور رکن حج ہے جبکہ بتوں میں اللہ کا نور نہیں ہے عام کتابوں کو کوئی نہیں چومتا چاہے جتنی بڑی اور موٹی کتاب ہو۔ قرآن کو چوما جاتا ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کا کلام ہے اللہ کا نور ہے۔ بغیر وضو قرآن کو ہاتھ لگانا گناہ کبیرہ ہے ایک ہاتھ سے اٹھانا گناہ ہے اس کی طرف پشت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

حاصل کلام

خلاصہ کلام مختصراً یہ ہوا کہ اللہ کا نور آدمی میں ہو اس کا ادب ہوگا اللہ کا نور درخت میں ہو پتھر میں ہو سب کا ادب ہوگا قرآن حدیث سے ثابت ہوا کہ ادب اللہ کے نور کا ہے وہ جس چیز میں موجود ہو اس کا ادب لازمی ہے وہ ادب اللہ کا ہی ادب ہے وہ کسی صورت میں بھی کفر شرک اور بدعت نہیں ہوسکتا۔

بزرگان دین سے سجدہ تعظیم قدم بوسی اور دست بوسی کا ثبوت

آج سے چودہ سو سال قبل حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل فرمایا اور نبی پاکؐ نے اس پر عمل کرکے دکھایا آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ اجمعین نے اسی طرح عمل کیا جس طرح سرکار مدینہؐ کو دیکھا تھا صحابہؓ کے بعد بزرگان دین نے اسلام کی تبلیغ کی اور دنیا کے کونے کونے میں اسلام پھیلایا۔ برصغیر یعنی

پاک و ہند میں بھی اولیاء کرامؒ نے ہی اسلام پھیلایا جن میں سرفہرست خاندان چشت کے چشم و چراغ ہند ولی سرکار سلطان ہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ' حضرت خواجگان قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ' زہد الانبیاء شہباز طریقت حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمت اللہ علیہ' محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ' حضرت علی احمد صابر علاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ ویسے تو اور بھی بے شمار بزرگوں نے برصغیر میں اسلام کی خدمت کی ہے لیکن اول اسلام پھیلانے والے یہی لوگ ہیں۔ جو سب ولیوں کے سردار مانے جاتے ہیں۔ اور ان کی بزرگی کو سب لوگ مانتے ہیں۔

ان کے متعلق لکھی گئی شہرہ آفاق کتاب ہشت بہشت میں دیکھتے ہیں کہ یہ بڑے بڑے بزرگ جب اپنے بزرگوں سے ملتے تھے تو کس طرح ادب کرتے تھے۔ سب سے پہلے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ کا کس طرح ادب کرتے تھے۔

انیس الارواح ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ صفحہ 1۔ حضرت خواجہ غریب نواز لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے دعاگو فقیر حقیر کمترین بندگان معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ کو شہر بغداد میں خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی پابوسی کی دولت نصیب ہوئی اور اس وقت معزز مشائخ بھی حاضر خدمت تھے قدم بوسی کے بعد بندہ نے سر زمین پر رکھ دیا۔ پھر کچھ پڑھنے کے لئے کہا میں نے پڑھا بعد میں خود کھڑے ہو کر منہ آسمان کی طرف کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا۔ چار تر کی کلاہ اس عقیدت مند کے سر پر رکھی اور خاص گودڑی عنایت فرمائی۔ یعنی خلافت و اجازت عنایت فرمائی۔ اب غور فرمائیں کہ قدم بوسی اور سجدہ تعظیم کرنے

والے خواجہ غریب نواز ہیں جن کی بزرگی میں کوئی شک نہیں اور ان کے مرشد پاک انہیں منع نہیں فرما رہے بلکہ خلافت عطا فرما رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا۔ اگر سجدہ تعظیم شرک ہوتا تو ایسے عظیم الشان بزرگ اسے کبھی اختیار نہ کرتے اور شرک کرنے والے کبھی بھی اللہ کے ولی نہیں ہوسکتے۔

دلیل العارفین صفحہ 2۔ پانچویں ماہ رجب 514 ھجری کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے بغداد شریف میں امام ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں خواجہ غریب نوازؒ کی قدم بوسی کی اسی وقت آپ نے شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔

دلیل العارفین میں بارہ مجلس ہیں ان میں ثابت ہے کہ جب بھی خواجہ بزرگ اپنے مرشد پاک کی مجلس میں جاتے تھے قدم بوسی کرتے تھے اور سر قدموں پر رکھ دیتے تھے۔ (تفصیل کے لئے دلیل العارفین میں دیکھیں)

فوائد السالکین

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات میں خواجہ قطب الدینؒ بابا فرید شکر گنجؒ کے پیرو پیشوا ہیں جو کچھ بابا فریدؒ نے ان سے سنا اس میں درج کیا۔

صفحہ 1۔ پر درج ہے کہ فقیر حقیر مسعود اجودھنی جو کہ درویشوں کا غلام بلکہ ان کی خاک پایوں عرض کرتا ہے کہ جب دوسری ماہ رمضان 584 ھجری کو پابوسی کا شرف حاصل ہوا اسی طرح سب بزرگوں سے ثبوت ہے کہ جب بھی وہ اپنے مرشد کی زیارت کرتے تھے قدم بوسی کو دولت سمجھتے تھے قدموں پر سر رکھتے تھے قدم چومے بغیر کبھی بھی ان کی مجلس میں نہ بیٹھتے تھے ان کے سلام کا یہی طریقہ تھا۔ مزید تفصیل کے لئے راحت القلوب ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ فوائد الفوائد ملفوظات محبوب الٰہی

نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ اسرار الاولیاء ملفوظات بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ راحت المحبین ملفوظات نظام الدین اولیاء مفتاح العاشقین ملفوظات محمد نصیر الدین چراغ دہلوی کا مطالعہ فرمائیں۔

حرف آخر ○ سجدہ تعظیم شیطان کی گردن پر تلوار ہے

یہ اور کسی صورت انسان کی جان نہیں چھوڑتا جب سالک پیرو مرشد کے قدموں پر سر رکھ دیتا ہے تو شیطان اس سے فوراً علیحدہ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کام تو میں نے تمہارے داوا آدم کے سامنے بھی نہیں کیا اب مجھ سے یہاں کروا رہا ہے۔ نوح علیہ السلام کے طوفان میں جب کشتی پانی پر تیر رہی تھی سب مخلوق غرق ہوگئی تھی اور روئے زمین پر پانی ہی پانی تھا تو شیطان کشتی میں آیا اور نوح علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے اللہ سے معافی لے دیں آپ نے عرض کی کہ باری تعالیٰ شیطان توبہ کا ارادہ رکھتا ہے کیا آپ اسے معاف کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسے آدم علیہ السلام کی وجہ سے نکالا تھا اسے کہو آدم علیہ السلام کی قبر پر سجدہ کردے میں معاف کردوں گا۔ شیطان یہ سن کر کہنے لگا کہ جس کو زندگی میں سجدہ نہیں کیا اب اس کی قبر پر سجدہ کروں یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا روز ازل یہ کام فرشتوں نے کیا بعد میں نبیوں نے کیا نبیوں کے بعد اولیاء کرام کرتے آرہے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ یہ کام فرشتہ صفت اور نبی صفت لوگوں کا ہے کیونکہ ایسے لوگ اللہ کے نور کو پہچان جاتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں شیطان اور شیطان صفت لوگ اندھے ہیں اللہ کا نور انہیں نظر نہیں آتا اس لئے انکار اور مخالفت کرتے رہتے ہیں ادب پڑھنے سے نہیں آتا مراتب طے ہونے سے آتا ہے جس قدر کسی کے مراتب بلند ہوتے ہیں اسی قدر اس میں ادب آجاتا ہے۔

ساتواں باب

محفل سماع

سماع کا سننا نبی علیہ صلواۃ سلام سے ثابت ہے ساز کے ساتھ بھی آپ نے کلام سنے اور ساز کے بغیر بھی شعر سنے اور بعض موقعوں پر لڑکیوں سے ساز کے ساتھ بھی کلام سنے اور مردوں سے بھی۔ کچھ موقعوں پر آپ نے عورتوں سے گانا سننا اور ساز سننا منع فرمایا جس کام میں دونوں قسم کے ثبوت ہوں تو اس کے فیصلے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ سوچ سمجھ کر غور و فکر کرنے کے بعد فیصلہ کرنا چاہیے جن احادیث میں سماع کی ممانعت آئی ہے وہاں سماع کے لئے عربی لفظ غنا استعمال کیا گیا ہے اور غنا عربی زبان میں اس گانے کو کہتے ہیں جو مغنیہ عورت یعنی پیشہ ور عورتیں بے پردہ ناچتی اور گاتی ہیں جس میں نا محرم عورتوں سے عشق و مستی کی داستانیں بیان کی جاتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کافر تھا جس کا نام نفربن حارث تھا اس نے ایران سے ایک گانے والی عورت منگوائی تھی اور رات بھر اس کے گانے کا انتظام کرتا اور رستم و اسفندیار کے قصے کہانیاں بیان کرتا رہتا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو ان دلچسپ مشاغل میں مشغول رکھا جائے اور لوگ نبی علیہ صلواۃ وسلام کی صحبت میں نہ جائیں واقعی لوگ کافی تعداد میں اس کی مجلس میں بیٹھے رہتے اس وجہ سے قرآن کریم میں لہوالحدیث کی آیت کریم وارد ہوئی جس میں اس کافر نفربن حارث کی لغویات سننے سے منع کیا جس کا وہ اپنے گھر پر اس لئے اہتمام کرتا تھا کہ لوگ نبی علیہ صلواۃ وسلام کے پاس نہ جائیں۔ سماع صوفیہ اس کے بالکل برعکس ہے وہ اس لئے مجلس منعقد کرتے ہیں کہ خدا اور رسول خدا کی محبت دلوں میں تازہ ہو عشق رسول علیہ صلواۃ وسلام اور ذکر خدا میں غرق ہو کر سا لکین شمع رسالت کے گرد رقص کریں۔

ممانعت سماع کی احادیث کے متعلق محدثین کی رائے

جو احادیث بیان کر کے لوگ سماع کو ناجائز قرار دیتے ہیں ان میں سے چند بیان کر کے ان کے متعلق محدثین اور بزرگان دین کی رائے درج کی گئی ہے۔ غور فرمائیں انشاء اللہ بات سمجھ میں ضرور آئے گی۔

حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو گانے میں اپنی آواز کو اونچا کرتا ہے اس پر اللہ دو شیطان مسلط کر دیتا ہے ایک ایک کندھے پر دوسرا دوسرے کندھے پر۔ روایت کیا ابوامامہ نے مجد الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی کوئی سند نہیں شیخ عبدالرحیم عراقیؒ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سماع ابوامامہؓ سے زیادہ معتبر راویوں سے ثبوت ہے۔ (کتاب صراط مستقیم)

دوسری حدیث حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے شیطان نے نوحہ کیا اور گایا۔ ان بزرگوں کے نزدیک اس حدیث میں بھی نوحہ کرنے اور شیطانی گیتوں کی ممانعت ثابت ہوتی ہے نہ کہ اس گانے کی جس میں خدا اور اس کے رسولؐ کی تعریف ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ باجے کی آواز سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے دیں جو صحابی ساتھ تھے فرمایا جب آواز ختم ہوجائے تو مجھے بتانا۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ساز سننا حرام نہیں ہے کیونکہ نبی پاکؐ ایک صحابی کو حکم دے رہے ہیں کہ سنتے رہو جب آواز بند ہوجائے تو مجھے بتانا اگر اس کا سننا مطلق حرام ہوتا تو شان نبوت کے لئے یہ کب گوارہ تھا کہ خود تو پرہیز کریں اور دوسروں کے لئے جائز قرار دیں۔ کانوں میں انگلیاں لینے کا مقصد امام غزالی رحمتہ اللہ اور سب

بزرگ متفق ہیں کہ آپؐ پر اس وقت کوئی خاص حالت طاری تھی یا وحی آرہی تھی جس میں باجا سننا آپؐ نے پسند نہ فرمایا۔ (کیمیائے سعادت)

مقالات کاظمی

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنا حرام ہے اور اس کے ساتھ لذت حاصل کرنا کفر ہے۔ اس پر بیٹھنا فسق ہے۔ شیخ الحدیث علامہ احمد سعید کاظمی ملتان والے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کسی صحیح سند سے حضورؐ تک نہیں پہنچی نہ ہی یہ حدیث حضورؐ کا فرمان ہوسکتی ہے کیونکہ اس سے لذت حاصل کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے جبکہ بے شمار احادیث سے ثبوت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گانا سنا اور صحابہ کرامؓ نے بھی گانا سنا ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو دو چیزوں سے منع کیا ایک نوحہ کی آواز سے ایک غنا کی آواز سے۔ اس کے متعلق علامہ احمد سعید کاظمی صاحب فرماتے ہیں کہ اس روایت کا کسی حدیث کی کتاب میں نام و نشان تک نہیں ملتا اور ایسی حدیثوں کو نبی پاکؐ کی طرف منسوب کرنا گستاخی اور بے ادبی ہے۔

فتویٰ امام نووی رحمتہ اللہ علیہ

جن احادیث سے بعض فقہا نے سماع کو حرام قرار دیا ہے امام صاحب کا ان کے متعلق یہ فتویٰ ہے کہ یہ تمام روایات بے بنیاد ہیں۔

کتاب مقاصد حسنہ

امام سخاوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب مقاصد حسنہ میں فرماتے ہیں کہ جن احادیث سے فقہا سماع کو حرام کہتے ہیں ان کی کوئی اصلیت نہیں۔

کتاب فتح الباری

امام ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ جنہوں نے حدیث کی کتاب بخاری شریف کی تشریح لکھی ہے اپنی کتاب فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ سماع کے حرام ہونے میں جو احادیث متاخرین نے بیان کی ہیں وہ محض گپیں ہیں۔ اگر اس بارے میں کوئی صحیح حدیث ہوتی تو ضرور مجتہدین عظام اس کو اپنا دستور العمل بناتے۔

چاروں اماموں کی رائے

محدثین کے علاوہ چاروں امام یعنی امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ نے بھی ان احادیث کو معتبر نہیں مانا ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ احادیث بعض متاخرین نے بیان کی ہیں جن کو صحیح اور غلط میں تمیز ہی نہیں تھی۔

ابن عربی مالکیؒ

انہوں نے لکھا ہے کہ حرمت سماع کے بارے میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس بارے میں جو احادیث منقول ہیں وہ سب کی سب جعلی ہیں۔ ابن طاہر کا بھی یہی قول ہے بعض اجل علمائے شافعیہ کا یہ قول ہے کہ اس قسم کی احادیث صرف منکرین کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں ان تمام بزرگوں اور علماء کے اقوال سے ظاہر ہے کہ سماع کے حرام ہونے کے بارے میں نہ کوئی آیت قرآن ہے نہ کوئی مستند حدیث ہے سب

ناسمجھی کا چکر ہے۔

سماع کے ثبوت میں آیات قرآنی

قرآن مجید کے ساتویں پارے کے شروع میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
اور جب سنتے ہیں جو کچھ اتارا گیا ہے طرف رسولؐ کی دیکھتا ہے تو آنکھوں ان کی کو کہ بہتی ہیں آنسوؤں سے اس چیز سے کہ پہچانا ہے انہوں نے حق سے کہتے ہیں اے رب ہمارے ایمان لائے ہم پس لکھ ہم کو ساتھ شاہدوں کے (سورہ مائدہ آیت نمبر83)
کلام پاک میں اللہ کے رسولؐ کی تعریف ہے جسے سن کر عاشق کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے اور وہ اللہ رسولؐ کے عشق میں روتا ہے شاعر بھی اللہ کی حمد اور رسول کریمؐ کی نعت لکھتے ہیں بزرگان دین کی تعریف لکھتے ہیں اسے سن کر بھی عشق پیدا ہوتا ہے اور عاشق ذکر محبوب سن کر تڑپ جاتے ہیں جیسے خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کو سماع میں وجد ہوا اور تڑپ تڑپ کر جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔

دوسری آیت

فبشر عباد الزین یستمغون القول فیتبعون احسنہ۔ آپ میرے ان بندوں کو بشارت دے دیں جو قول کو سنتے ہیں اور اس کی عمدہ پیروی کرتے ہیں۔
(سورۃ الزمر آیت نمبر17)
حضرت شیخ فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ اپنے رسالہ سماع میں لکھتے ہیں کہ قول سے مراد جنس قول ہے جو کلام باری تعالیٰ اور کلام مخلوق دونوں کے لئے ہے۔ اللہ کا کلام پاک ہے اور متقیوں پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہے اسے پڑھ کر بھی کتنے فرقے

ہیں جو گمراہ ہوگئے ہیں مثلاً مرزائی وغیرہ ان کے گمراہ ہونے میں قرآن پاک کا کیا قصور۔ اب قرآن پڑھنا بند نہیں کیا جاسکتا کہ لوگ اسے پڑھ کر گمراہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ بہت ایسے ہیں جو قرآن پڑھ کر گمراہ ہوجاتے ہیں اور بہت ایسے ہیں جو اسے پڑھ کر ہدایت اختیار کرلیتے ہیں۔ اسی طرح محفل سماع بھی عاشقوں کے دل میں عشق اور منافقوں کے دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔ اس میں کلام کا قصور نہیں ان کے دل میں بیماری ہے اس کا علاج کریں جس طرح نبی علیہ الصلواۃ والسلام کی صحبت میں بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام سن کر صحابہؓ پاک ہوگئے اور جنت کے حقدار ہوگئے انہیں زمین پر زندگی میں ہی جنت کی بشارت آگئی۔ منافقین نے بھی وہی کلام سنا اسی طرح نبی پاکؐ کی صحبت میں بیٹھے اور دوزخی ہوگئے کیونکہ ان کے دل میں نفاق تھا بیماری تھی اس نفاق اور دل کی بیماری کی وجہ سے نبی پاکؐ کی صحبت نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور وہ منافق کے منافق رہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بارش برساتے ہیں پھولوں میں خوشبو پیدا ہوتی ہے سبزے میں بہار آجاتی ہے اور گندگی میں بدبو پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح ایک ہی کلام سن کر اثر اپنی اپنی طبیعت کے مطابق پیدا ہوتا ہے کسی میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشبو پیدا ہورہی ہے اور وہ لوگ واصل باللہ ہورہے ہیں اور کسی میں گندگی کی طرح بدبو پیدا ہورہی ہے ان میں نفسانی خواہشات شہوات غلبہ کررہی ہیں۔ جن میں خوشبو پیدا ہورہی ہے ان کے لئے سماع حصول رحمت خداوندی ہے۔ عشق رسولؐ پیدا ہونے کا ذریعہ ہے ان کے لئے عین حلال اور عبادت ہے۔ جن میں نفاق پیدا ہوتا ہے ان کے لئے ناجائز و حرام ہے۔

سماع کے ثبوت میں احادیث نبویؐ

صحیح بخاری نکاح کا باب

خالد بن ذکوان نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ جب میری رخصتی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اس طرح میرے بستر پر آکر جلوہ افروز ہوئے جیسے آپ بیٹھے ہیں پس کچھ لڑکیاں دف بجا کر اپنے بزرگوں کے کارنامے بیان کر رہی تھیں جو غزوہ بدر میں جام شہادت نوش فرماگئے تھے۔ جب ان میں سے ایک لڑکی نے کہا اور ہم میں ایسے نبیؐ بھی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا یہ بات چھوڑ و وہی باتیں کہو۔ اب غور فرمائیں کہ اگر ہر قسم کا گانا منع ہوتا تو آپؐ اس شادی کی مجلس میں گانا کیوں سنتے رہتے اور وہ بھی دف کے ساتھ کیونکہ دف بھی ایک ساز ہے طبلہ اور باجا بھی ساز ہیں جس طرح تیر اور تلوار جنگ کے ہتھیار ہیں یہ اس وقت کے ہتھیار تھے اب توپ میزائل اور ایٹم بم ہیں جو آدمی یہ کہے کہ یہ بڑا بڑا اسلحہ نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے استعمال نہیں فرمایا تو اب ہم کیوں استعمال کریں یہ حرام و ناجائز ہیں ہم تو تیر اور تلوار سے ہی لڑیں گے تو کوئی بھی ایسے آدمی کو عقلمند نہیں سمجھے گا اسی طرح دف اس ملک کا ساز تھا اور یہ ہمارے ملک کے ساز ہیں اور حضورؐ سے ثابت ہے کہ آپؐ نے ساز کے ساتھ گانا سنا۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک انصار کی شادی ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ کوئی کھیل تماشا نہیں تھا کیونکہ انصار لوگ کھیل تماشے سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔

ابن ماجہ میں حضرت عباسؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی ایک رشتہ دار لڑکی کو انصار میں بیاہ دیا جب رسول کریمؐ گھر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ ان کے

ساتھ کوئی گانے والا بھی تھا یا نہیں میں نے عرض کیا نہیں آپؐ نے فرمایا کیوں نہ تم نے ایک گانے والا شخص ساتھ کردیا۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ گانا سننا جائز ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن میرے پاس دو لڑکیاں گا رہی تھیں اور دف بجا رہی تھیں۔ آنحضرتؐ چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور لڑکیوں کو ڈانٹنے لگے آپؐ نے چادر منہ سے ہٹا کر فرمایا ابوبکر ان کو کچھ نہ کہو ہر قوم کی عید ہوتی ہے جس کی وہ خوشی مناتے ہیں۔ آج ہماری بھی عید ہے۔

حدیث کی کتب ترمذی، مسند امام احمد، سنن نسائی اور ابن ماجہ میں حاطب حمیمیؓ سے مسلسل روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال اور حرام کے درمیان یہ فرق ہے کہ جائز اور شرعی نکاح میں دف بجائے جاتے ہیں اور گیت گائے جاتے ہیں۔

جامع ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کا اعلان کیا کرو نکاح مسجد میں ہوا کرے اور دف بجایا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع اور وجد

ترمذی نے حمید بن مسعود بصری کی روایت سے نقل کیا ہے کہ انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ہم رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر تھے کہ یکایک جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ آپؐ کی امت کے فقیر لوگ امیروں سے قیامت کے نصف روز جو دنیا کے پانچ سو برس کے برابر ہے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ

بشارت سن کر آپؐ نے خوش ہو کر فرمایا تم لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو ہم کو گا کر سنائے ایک بدوی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سناؤں۔ آپؐ نے اجازت دی اس بدوی کے اشعار سن کر رسول اللہؐ پر وجد طاری ہوا اور آپؐ کے اصحاب بھی وجد میں آگئے حضورؐ کے کندھے مبارک سے چادر گر پڑی جب فارغ ہوئے یعنی وجد ختم ہوا تو آپؐ نے اس چادر کے ٹکڑے کئے اور حاضرین میں تقسیم فرما دیئے۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپؐ کا لہو و لعب کیا ہی اچھا تھا تو آپؐ نے فرمایا اے معاویہ جو شخص محبوب کا ذکر سن کر وجد و حرکت میں نہیں آتا وہ صاحب کرامت نہیں اس میں کوئی بزرگی نہیں۔

صحابہ کرامؓ کا وجد و رقص

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبویؐ میں حبشیوں کا رقص دیکھا اور حضرت عائشہؓ ام المومنین کو بھی دکھایا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؓ مولا ہے تو یہ سن کر حضرت علیؓ خوشی سے رقص کرنے لگے اور پاؤں زمین پر مارتے رہے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ تم صورت اور سیرت میں میری طرح ہو اور میرا جسم حسین علیہ السلام کا جسم، میرا خون حسین کا خون ہے تو امام صاحب خوشی سے رقص کرنے لگے۔

جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زید بن حارث سے فرمایا کہ تو میرا غلام اور بھائی ہے تو انہوں نے بھی رقص کیا۔ (تفصیل کے لئے کیمیائے سعادت کا مطالعہ

فرمائیں۔)

رئیس المحدثین حضرت امام شعبہؒ کا سماع سننا مزامیر کے ساتھ

حضرت ابوطالب مکی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب قوت القلوب جو تصوف کی سب سے پہلی کتاب ہے میں لکھتے ہیں کہ امام شعبہؒ جو بڑے محدث تھے انہوں نے منہال کے گھر پر تنبور کے ساتھ گانا سنا۔ اسی کتاب میں درج ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب اپنی لونڈیوں سے تار والے باجے کے ساتھ گانا سنتے تھے۔ اور آپ کے چچا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ساتھ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ جب ایک جنگ میں گانے والی عورتیں قید ہو کر آئیں تو حضرت علی علیہ السلام نے ان کو حضرت عبداللہ کے سپرد کیا کیونکہ ان کو گانا بہت پسند تھا۔ ابو الفرح اصفہانی روایت کرتے ہیں کہ مشہور صحابی حسان بن ثابت شاعر مزامیر کے ساتھ گانا سنتے تھے۔ حسان بن ثابت سے حضورؐ کلام سنا کرتے تھے۔

دیگر صحابہؓ جنہوں نے سماع سنا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قادری اپنی کتاب مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ جن صحابہ نے سماع سنا ان میں حضرت عمرؓ حضرت علی علیہ السلام، حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ حضرت ابومسعودؓ انصاری، حضرت سعیدؓ ابن مسیبؓ حضرت سعیدؓ بن جبیرؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن زبیر اور دیگر کئی صحابہؓ شامل ہیں۔ یہ حضورؐ کے مشہور صحابی ہیں یہ سب اہل سماع تھے باجے کے ساتھ سماع سنتے تھے۔

حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا سماع

آپ سماع سنتے تھے۔ اپنی کتاب کشف المحجوب کے سماع کے باب میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سننا چاہتا ہے وہ ابو موسیٰ اشعری کی آواز سنے۔ روایات میں آیا ہے کہ بہشت میں بھی اہل بہشت کے لئے سماع ہوگا ہر درخت سے مختلف نغمات اور مختلف سرود جاری ہوں گے جس سے سننے والوں پر محویت طاری ہوجائے گی۔

داتا صاحب فرماتے ہیں کہ جو شخص خوش آواز سن کر کہتا ہے کہ مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا تو وہ یا تو جھوٹ بولتا ہے یا منافق ہے یا بے حس ہے یعنی پاگل ہے۔

حضرت امام غزالیؒ اور سماع

حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ نے اپنی احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں مفصل بحث کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں اے عزیز! اس بات کو جان اور اس حال کو پہچان کہ آدمی کے دل میں حق تعالیٰ کا ایک بھید پوشیدہ ہے جیسے آگ' لوہے اور پتھر کے درمیان ہے جس طرح لوہا پتھر پر مارنے سے آگ نکلتی ہے اور صحرا میں لگ جاتی ہے، اسی طرح اچھی آواز اور اچھا کلام سننے سے آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار اس کے دل میں ایک چیز پیدا ہوتی ہے۔ جس سے اسے عالم علوی اور عالم ملکوت کے ساتھ ایک مناسبت پیدا ہوتی ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ جن علما نے سماع کو حرام کہا ہے وہ صرف اہل ظاہر سے ہیں وہ یہ بات نہیں جانتے کہ سماع کے وقت اللہ تعالیٰ کی محبت اہل سماع کے دل میں نزول کرتی ہے۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا سماع سننا

حضرت شاہ ابوالعالی قادری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ جن کا شمار جلیل القدر مشائخ میں ہوتا ہے اپنی کتاب تحفہ قادریہ میں لکھتے ہیں۔ حضرت شیخ عمر بزازؒ شیخ علیؒ شیخ بقاؒ شیخ ابوسعیدؒ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری و دیگر مشائخ اکٹھے ہو کر بقصد زیارت غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کھانے کے بعد خواجہ صاحب کی فرمائش پر آپؒ نے قوالوں کو بلایا اور سماع سنا۔ قوالی شروع ہوتے ہی غوث پاک جوش میں آگئے اور کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے۔ مشائخ مذکور بھی غوث پاک کی تعظیم میں کھڑے ہو گئے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا سماع وجد اور حال

آپ غوث الاعظم کے خلیفہ اعظم ہیں۔ اپ کی مشہور کتاب عوارف المعارف کا باب نمبر 23۔ آپ فرماتے ہیں۔ نغمات سے روح کو لذت حاصل ہوتی ہے اور یہ میلان فطرتی ہے اس وجہ سے سماع سننے والوں پر وجد طاری ہو جاتا ہے شیخ ابوبکر کتانیؒ فرماتے ہیں کہ عوام کا سماع طبعیت کی مطابقت سے ہے مریدوں کا سماع خوف ور جا سے ہے یعنی ناکامی کا ڈر اور کامیابی کی امید والے کلام سے وجد پیدا ہوتا ہے اولیاء کا سماع نعمتوں کے دیکھنے سے ہے عارفین کا سماع مشاہدہ ہے یعنی کلام میں جو کہا جاتا وہ دیکھتے ہیں اور وہ اہل حقیقت کا سماع کشف و عیاں ہے آپ نے سماع کے ثبوت میں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ وہی لکھی ہیں جو پیچھے درج ہو چکی ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ اور سماع

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قادریؒ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ سے سماع کے متعلق سوال کیا گیا تو دونوں نے جواب دیا کہ سماع نہ گناہ کبیرہ ہے نہ گناہ صغیرہ بلکہ جائز ہے اور نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا ایک پڑوسی تھا جو ہر روز گایا کرتا تھا اور امام صاحب اس کا گانا سنا کرتے تھے ایک رات امام صاحب نے اس کی آواز نہ سنی تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ قید ہوگیا ہے یہ سن کر امام صاحب خود قید خانہ کے حاکم امیر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس گئے اور اس کی سفارش کی حاکم نے اس کا نام دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس کا نام عمر ہے حاکم نے حکم دیا کہ عمر نامی جتنے قیدی ہیں سب آزاد کر دیئے جائیں جب عمر رہا ہوگیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ جس طرح پہلے گاتے تھے اب بھی گایا کرو اس واقعہ سے امام ابوحنیفہؒ کا سماع سننا ثابت ہے اگر آپ کے نزدیک گانا سننا جائز نہ ہوتا تو آپ عمر قوال کی سفارش نہ

کرتے اور نہ اسے گانے کی فرمائش کرتے بلکہ منع کرتے۔

امام مالکؒ اور سماع

ابن حمدونؒ کی کتاب تزکرہ علامہ ابوالفرحؒ کی کتاب آفانی میں لکھا ہے کہ آپ نے ایک آدمی سے گانا سنا اور اس کی تصحیح فرمائی علامہ عیسیٰ بن عبدالرحیم رسالہ سماع میں لکھتے ہیں کہ امام مالک نے گانا سنا اور خود بھی گایا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ اہل علم کا سماع کے متعلق کیا خیال تو امام مالکؒ نے فرمایا مدنیہ منورہ کے اہل علم لوگ اس کا انکار نہیں کرتے بلکہ جائز سمجھتے ہیں اور اس کو برا سمجھنے والے عام لوگ یا تو جاہل ہیں یا عراق کے باشندے ہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ اور سماع

امام احمدؒ کی مشہور کتاب سند امام احمد میں لکھتے ہیں کہ حبشی لوگ آنخضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے سامنے دف بجا رہے تھے ناچ رہے تھے اور یہ گا رہے تھے رسول محمد عبد صالح جب آپؐ نے پوچھا تم کیا کہہ رہے ہو تو انہوں نے پھر وہی کہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناچنا دف بجانا گانا اور ناچ دیکھنا سنت ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اور سماع

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قادری اپنے رسالہ نکات میں تحریر فرماتے ہیں کہ جاہل وہ ہے جو مطلق سماع کو ہر حال میں ہر وقت میں ہر شخص کیلئے حرام سمجھے اور فاسق وہ ہے جو مطلق سماع کو حلال سمجھے۔ مطلب یہ ہوا کہ نہ ہر قسم کا سماع حلال ہے اور نہ ہر قسم کا سماع حرام ہے۔ حرام چیزوں کی آمیزش سے حرام اور حرام چیزوں کو خارج کرنے

سے حلال ہو جاتا ہے۔

فتاویٰ خیریہ اور سماع

جو شخص سماع حلال کو حرام کہے وہ گمراہی میں پڑ گیا وہ سزا کا حق دار ہے کیونکہ سماع حرام نہیں ہے۔

امام احمد غزالیؒ اور سماع

امام احمد غزالیؒ اپنے رسالہ سماع میں لکھتے ہیں کہ احادیث کی رو سے سماع حلال ہے اور سماع فعل رسولؐ ہے اور فعل رسولؐ کو حرام کہنے والا بالاجماع کافر ہے۔

حضرت غوث بہاؤالدین زکریہ ملتانی سہروردی کا سماع و رقص

کتاب مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ نے عبداللہ رومی قوال سے قوالی سنی عبداللہ رومی قوال نے یہ غزل گائی۔

عاشقاں کہ شراب ناب خورند
از پہلوئے خود کباب خورند

مطلب ۔ عاشق لوگ جب شراب عشق پیتے ہیں تو اپنے پہلو سے اپنے دل کے کباب کھاتے ہیں۔ تو اس پر آپ کو وجد آگیا اور آپ نے خوب رقص کیا۔ صبح کے وقت آپ نے قوال کو کپڑے اور بیس روپے نقد عطا فرمائے۔

حضرت امیر ابو العلاء نقشبندی اور سماع

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب انفاس العارفین میں فرماتے ہیں کہ سلسلہ ابوالعلائی کے بانی مبانی سماع سنتے تھے۔ حضرت امیر ابوالعلاء اور ان کے مریدین پر ہمیشہ سماع میں بے اختیار وجد طاری ہوجاتا تھا اور آپ باجے اور سرود کے ساتھ سماع سنتے تھے اور کبھی باجے کے بغیر بھی یعنی نعت خوانی بھی سنتے تھے اور آج تک اس سلسلہ کے مشائخ اور مریدین اسی طرح ذکر وجد اور رقص کرتے ہوئے سماع سنتے ہیں آج اس سلسلہ کا پورا نام قادری چشتی ابوالعلائی جہانگیری شکوری ہے اور فقیر راقم الحروف اسی سلسلہ سے منسوب ہے اور حضرات سلسلہ کی خدمت کررہا ہے۔

چشتیہ سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ حسن بصریؒ

اب ہم مشائخ چشت اہل بہشت کے سماع کا ذکر کرتے ہیں ان حضرات کی نسبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح شدید عشقیہ نسبت ہے جو اصل اسلام اور اصل ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق والذین آمنو اشد حب اللہ○ "ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔" حضرت خواجہ حسن بصریؒ تابعی ہیں حضرت علی علیہ السلام سے خلافت یافتہ ہیں آپ سماع کو بہت عزیز رکھتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ وجد ایک بھید ہے جو دل میں آتا ہے اور اسے حرکت دیتا ہے جس سے سالک رقص کرنے لگتا ہے۔ سماع جو حق سے سنتا ہے یعنی بزرگان دین کے طریقہ کے مطابق وہ حق تک پہنچ جاتا ہے اور جو نفس سے سنتا ہے زندیق ہوجاتا ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کا سماع

آپ بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمتہ اللہ کے پیرو پیشوا ہیں۔ آپ کے سماع کا

یہ عالم تھا کہ ایک دوست نے مجلس سماع منعقد کرائی قوالوں نے مولانا احمد جام کی غزل گائی باقاعدہ سازوں کے ساتھ۔ جب اس شعر پر پہنچے

کشتگان خنجر تسلیم را - ہر زماں از غیب جان دیگر است

تو آپ پر وجد طاری ہوگیا۔ اور چار دن رات آپ مسلسل رقص کرتے رہے اس سے سارے شہر دہلی میں شور مچ گیا جب نماز کا وقت آتا تو نماز پڑھ لیتے اور پھر محو رقص ہوجاتے اسی طرح آپ نے رقص کرتے ہوئے جان جاں آفرین کے سپرد کردی۔ (ہشت بہشت)

حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن شریف والے اشارات فریدی میں فرماتے ہیں کہ وصال سے دو ماہ پہلے حضرت خواجہ قطبؒ بار بار یہ شعر پڑھ کر مست ہوجاتے تھے۔ آخر محفل سماع میں چار دن رات رقص کرکے جان دے دی آپ کا لقب شہید محبت ہے۔

سماع ساز کے ساتھ سننا سنت رسول اللہؐ ہے

مندرجہ بالا آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ساز کے ساتھ گانا سننا جائز اور حلال ہے اور نبیؐ کی سنت ہے۔ بزرگان دین کا بھی اس پر عمل رہا ہے اس گانے کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور بزرگان دین نے حرام فرمایا ہے جو شہوت اور عشق بازی سے شیطانی مرادیں پوری کرتا ہے وہ گانا جو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی محبت میں ہو یا اللہ کے دوستوں یعنی اولیاء کرام کی شان میں ہو وہ محبوب اور عبادت ہے۔ ایسا گانا جو نہ اللہ رسولؐ کی محبت میں ہو نہ شیطان کی مراد پوری کرے وہ مباح ہے یعنی نہ عبادت ہے نہ حرام ہے۔ جیسے شادی کے موقع پر عید کے دن عقیقہ ختنہ حفظ قرآن کی آمین کے دن اور بچے کی پیدائش کی

خوشی میں گانا سننا خواہ ساز کے ساتھ ہو یا بغیر ساز کے ہو امر مباح ہے۔

راگ سننے سے رقت قلب خشوع اور وصال الٰہی کے شوق کا جوش اور اس کے قہر عذاب کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ سالک دنیاوی خیالات سے کٹ کر یک سوئی کے ساتھ اللہ کے ذکر میں محو ہو جاتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کا وہ حکم پورا ہوتا ہے کہ کٹ کر میرے نام کا ذکر کرو۔ جس گانے کے سننے کا نتیجہ یہ ہو وہ ایک عبادت ہے۔ بلکہ افضل عبادت ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ سماع خداوند کریم کی رحمت لاتا ہے۔ لوگوں کا یہ کہنا کہ پہلے وقتوں میں قوالی بزرگ سنتے تھے ان کو وجد ہوتا تھا آج بزرگ کہاں۔ یہ کہنا غلط ہے کیونکہ بخاری و مسلم دونوں میں نبی علیہ الصلواۃ والسلام کا فرمان موجود ہے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت ایسی ہوگی جو خدا کے حکم پر قائم رہے گی کوئی مخالف اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ دوسری حدیث پاک ہے کہ میری امت کی مثال بارش کی سی ہے جس کے متعلق معلوم نہیں کہ اس کا اول اچھا ہے یا آخر۔

نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت کے ولی بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہوں گے۔ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ پندرھویں صدی میں میری امت میں کوئی ولی نہیں ہوگا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے جس نے میرے ولی سے عداوت کی وہ میرے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اور میرا بھی اس سے اعلان جنگ ہے۔ (حدیث قدسی)

امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی امام احمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ جن کا شمار اکابر مشائخ میں ہوتا ہے ان کا فرمان ہے کہ سماع عین حلال ہے۔ کیونکہ ساز کے ساتھ سماع سننا نبی علیہ الصلواۃ والسلام سے ثابت ہے۔ اور نبیؐ کے فعل کو حرام کہنے والا باجماع کافر ہے۔ سماع کا سننا وجد و رقص سب بڑے بزرگوں سے ثابت ہے چاہے وہ کسی بھی سلسلہ کے ہیں۔ جب ہارون الرشید نے امام ابراہیم بن سعد مدنی سے دریافت کیا کہ

مدینہ شریف میں کوئی سماع کا منکر ہے تو آپ نے فرمایا جس دل پر خدا نے مہرلگادی ہو وہی منکر ہوگا۔ سب بزرگوں نے سماع کے آداب بیان فرمائے ہیں جن کے مطابق سماع سننا عین عبادت ہے۔ امام غزالیؒ داتا صاحب و دیگر بزرگوں نے جو آداب سماع لکھے ہیں ان میں سے چند جو ضروری ہیں درج کئے گئے ہیں۔

آداب سماع

1۔ صوفی لوگ عورتوں یا بے ریش لڑکوں سے سماع نہ سنیں۔
2۔ رباب و چنگ بربط اور نائے عراقی ان سازوں کی ممانعت آئی ہے ان کے علاوہ طبلہ شاہین باجا دف جلاجل وغیرہ ہر قسم کے ساز کے ساتھ سماع سن سکتے ہیں۔ (امام غزالیؒ)
3۔ سماع میں کلام فحش اور غیر شرع نہ ہو۔
4۔ سننے والے اہل ذکر اور اہل اللہ ہوں۔ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سماع سنیں۔
5۔ سماع ایسی جگہ ہو جہاں عوام کا گزر نہ ہو۔ وقت ایسا ہونا چاہئے جس میں کوئی شرعی مجبوری نہ ہو مثلاً نماز کا وقت نہ ہو' کھانے کا وقت نہ ہو' مخلوق کے آرام کا وقت نہ ہو بلکہ ہر طرف سے فارغ ہوکر سکون و اطمینان سے سماع سنے اور متوجہ الی اللہ ہو۔
6۔ محفل سماع میں کسی صاحب خلافت یا صاحب اجازت کا ہونا ضروری ہے۔
7۔ قوال اور قوالی سننے والے باوضو اور با ادب طریقے سے بیٹھیں۔ ننگے سر نہ ہوں۔
8۔ جب کیفیت یعنی وجد و رقص پیدا ہو تو اسے تکلف سے روکنا نہیں چاہئے۔
9۔ جب کسی کو کھڑے ہو کر وجد ہو تو اس کے ادب کے لئے سب کو کھڑے ہونا چاہئے۔ صاحب وجد و کیفیت کے ادب کے لئے کھڑے ہونا بزرگوں کی سنت ہے۔
10۔ سماع کلام پاک یعنی قرآن پاک سے شروع ہو اور قرآن پاک پر ختم ہو۔
11۔ دوران سماع کھانا پینا گفتگو کرنا منع ہے۔

12۔ جس سماع میں اللہ کا ذکر نہ ہو اور کسی شخص پر بھی وجد و قص کی کیفیت طاری نہ ہو کھلی جگہ پر بے وضو لوگ سن رہے ہوں داتا صاحبؒ کے نزدیک ایسی سماع حرام ہے۔

13۔ جب کسی پر حال طاری ہو تو تکلف سے خود حال میں نہ آئے داتا صاحب خواجہ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کلام پر ہمارے پیر و مرشد حضرت بابا فریدالدین شکر گنج کو وجد و کیفیت پیدا ہوئی ہو اس کلام پر ہم "تکلفا" وجد شروع کر دیتے تھے اور پھر غائب سے وجد طاری ہو جاتا تھا آپ کے نزدیک پیر و مرشد کے پسندیدہ کلام پر ایسا کرنا محبت کی علامت ہے اور یہ جائز ہے۔

14۔ قوالوں کو نہ ٹوکے اور نہ ہی فرمائش کرے۔ اگر قوال کو کچھ سمجھانا مقصود ہو تو میر مجلس سمجھائے۔

15۔ قوالی کے دوران طرح طرح کی آوازیں نہ نکالیں جیسے واہ واہ سبحان اللہ۔ کیا بات ہے ایسی باتیں ناجائز ہیں۔ بس لوگ ذکر و فکر میں مشغول رہیں۔

16۔ وجد کی حالت میں کوئی لفظ زبان سے جاری ہو یا نعرہ۔ وہ منجانب اللہ ہے ایسی حالت کا بزرگوں سے ثبوت ہے غوث الاعظم سماع میں اللہ ہو کا نعرہ بلند فرماتے تھے اور جوش میں کھڑے ہو کر رقص فرماتے تھے۔ ہمارے مرشد غریب نواز رہنمائے اولیا حضرت پیر احمد میاں قدس اللہ سرہ العزیز پر بھی سماع میں جب کسی شعر پر وجدانی کیفیت پیدا ہوتی تو آپ کی زبان مبارک سے بھی اللہ۔ اللہ۔ اللہ کا نعرہ بلند ہوتا جس سے محفل کا رنگ کچھ اور ہی ہو جاتا۔ عاشقین میں جوش و خروش کی لہر دوڑ جاتی اور پروانوں کی طرح اس شمع نورانی کے گرد رقص کرتے۔

غزل نمبر1

یار کی چوکھٹ کے آدب ادا کر لوں
یہ قرض محبت ہے کہیں ایسے نہ قضا کر لوں
اے موت ٹھہر ذرا وہ آتے ہی ہونگے
جو وعدہ تھا وہ عہد وفا کر لوں
دم آخر وہ میرے سامنے بیٹھے ہوں
بس اسی منظر میں جان فدا کر لوں
صد شکر کہ مجھ کو دیدار ہوا ہے
سجدے کی اجازت ہو حمد و ثنا کر لوں

غزل نمبر2

تیرے عشق میں خود کو بھسم دیکھتے ہیں
جدھر بھی دیکھتے ہیں اپنا صنم دیکھتے ہیں
کیا بتاؤں کیسے بتاؤں کیا دیکھتے ہیں
وجد میں جو جو نظارے ہم دیکھتے ہیں
نگاہیں نگاہوں کی ہیں پیام بر
اور دل سے دل کو پیہم دیکھتے ہیں
ندیم خدا کی قسم جھوٹ نہیں کہتا
قدموں میں ان کے ہم ارم دیکھتے ہیں

غزل نمبر3

ابتدائے عشق میں شوق کا طوفان ہوتا ہے
اس دور کا اک اک لمحہ یار پہ قربان ہوتا ہے
اہل دل محبت میں دوئی کو کفر کہتے ہیں
عاشقوں کا کعبہ تو یار کا آستاں ہوتا ہے
محبوب کے قدموں کے پہ جن کے ہوں سرنگوں
اسی کارن خدا بھی ان پہ مہربان ہوتا ہے
میں ساجن کی ایسی داسی جو ترس رہی درشن کو
تڑپت ہوں دن رین پیا چین نہ آوے من کو
میں پیا کی داسی پیا مورے رام
ماتھا مورا چوکھٹ کارن ہتھ کارن پر نام
میں بلہاری ساجن کے جس من میں جوت جدائی
بھول بھیئی جگ کی بتیاں پتیم ایسو بات بتائی
نفی اثبات کی دھونی دوہنی بھیتر مہک مچائی
مرشد مورا کامل اکمل جو من کی کرے صفائی
من مورا بھنورا گھوں گھوں کرے دن رین
دیکھے تو تڑپت ہو نہ دیکھے تو رہے بے چین

غزل نمبر 4

جلا کے آتش عشق میں وہ جلا دیتے ہیں
مریض عشق کو وہ یوں بھی دوا دیتے ہیں

دہلیز محبت پہ سر رکھنا نہیں کھیل طفل ناداں کا
الفت کے راہی تو سر بھی کٹا دیتے ہیں

فقط اقرار محبت پہ نہیں وہ رکھتے بساط
جاں جائے تو جائے عہد نبھا دیتے ہیں

ان کی نگاہ فیض کا عالم ہی نرالا ہے
پل میں بندے کو مولا سے ملا دیتے ہیں

ندیم موتو قبلہ انتا موتو ہو کے کرتے ہیں یاد
جن کے دل الا للّٰہ کی صدا دیتے ہیں

غزل نمبر5

چلے بھی آو ساجن اور انتظار نہیں ہوتا
سانس آخر سانس ہے اس کا اعتبار نہیں ہوتا

دید پیاسی آنکھوں کا کچھ تو بھرم رکھ لو
ان کے بناں تو درد کا بھی اظہار نہیں ہوتا

چاہت ہی محبت کا شہر بساتی ہے
محبت پہ تو کسی کا اختیار نہیں ہوتا

جس دل میں محبت کی رمک تک نہیں ہوتی
وہ دل کسی کا طلب گار نہیں ہوتا

پھول عقیدت کے نشاور نہ ہوں جس تربت پر
ندیم وہ قبر تو ہو سکتی ہے مزار نہیں ہوتا

غزل نمبر 6

تیری پوجا میرا ایمان رہے
کچھ رہے نہ رہے تیری پہچان رہے
جو تیری یاد سے غافل غافل ہو
ایسا دل نہ ہی ایسی جان رہے
میرے جنون کو نہ کوئی سمجھ سکا
میری حالت پہ لوگ پریشان رہے
ندیم تصور جاناں میں ایسا محو رہوں
حیات و موت کا بھی نہ گمان رہے

آٹھواں باب

میں تمہاری طرح بشر ہوں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہہ دو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ معبود تمہارا اکیلا ہے پس سیدھے چلو طرف اس کی اور بخشش مانگو اس سے اور افسوس ہے مشرکوں پر۔ (پارہ نمبر 24 سورۃ حم سجدہ آیت نمبر 6)

اس آیت کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ اے نبیؐ آپؐ لوگوں سے کہہ دیں کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ کیا لوگوں کو آپؐ اپنی طرح کا بشر نظر نہیں آتے تھے یا وہ آپؐ کو اپنی طرح کا نہیں سمجھتے تھے اس آیت کا شان نزول یہی ہے کہ یہودیوں نے لوگوں میں مشہور کیا ہوا تھا کہ جو آپؐ کے پاس جاتا ہے وہ ان کا ہی ہو جاتا ہے وہ جادو کے زور سے اسے اپنا بنا لیتے ہیں اور طرح طرح کی غلط افواہیں پھیلا رکھی تھیں جن کی وجہ سے لوگ ڈر کے مارے آپ کے پاس آنے سے گھبراتے تھے لوگوں کے اس ڈر کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے نبیؐ ان لوگوں سے کہو کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں تم جیسا ہوں مجھ سے ڈرتے کیوں ہو میںؐ تمہاری جنس سے ہوں میرے پاس آؤ میری بات سنو مجھ پر میرے اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود وحدہ لاشریک ہے اس کی عبادت کرو اور اپنے لئے بخشش کی دعا مانگو۔

اس آیت کریم میں اللہ تعالیٰ یہ ظاہر فرما رہے ہیں کہ حضورؐ کی جنس بشر ہے جس میں سب اولاد آدم علیہ سلام برابر ہے لیکن حیثیت ایک نہیں آپؐ کی حیثیت یہ ہے کہ آپ پر وحی آتی ہے جو آپ کے بعد قیامت تک کسی پر نہیں آئے گی۔ جنس ایک ہونے سے حیثیت ایک نہیں ہوتی جیسے عام اندھے پتھر جن سے سڑکیں بنائی جاتی ہزار روپے کا ٹرک مل جاتا ہے ہیرا لعل جواہر یہ بھی پتھر ہیں ان کا ٹرک بادشاہ بھی نہیں خرید سکتا یہ بہت ہی قیمتی ہیں اور غریبوں کو دیکھنے نصیب نہیں حجرا سود بھی پتھر ہے جس

کا بوسہ نبی علیہ صلوہ سلام لیتے تھے اس پتھر کی عظمت کا خود اندازہ کر لیں۔ غور فرمائیں جنس تو سب کی پتھر ہے لیکن حیثیت ایک نہیں ہے ایک جنس کی قیمت یہ ہے کہ ہزار روپے میں ٹرک بھر لیں ہیرے کی حیثیت یہ ہے کہ وہ ہزار روپے میں معولی سا ملتا ہے جو شیشا کاٹنے والی پنسل کی نوک پر لگایا جاتا ہے اور لعل ہزار روپے میں ملنا ناممکن ہے وہ معمولی سا بھی نہیں ملتا بہت قیمتی ہے اور اور حجر اسود ایسا پتھر ہے جس کا نعم البدل دنیا میں نہیں ہے وہ کسی قیمت پر بھی نہیں مل سکتا۔ اسی طرح سب اولاد آدم جنس بشر سے ہیں جس طرح سب پتھروں کی جنس ایک ہے لیکن حیشت ایک نہیں کسی کی بالکل معولی قیمت ہے کسی کی بہت زیادہ قیمت ہے اور کوئی ایسا ہے جس کی مثال نہیں ملتی مثلاً حجر اسود حالانکہ جنس سب کی ایک ہے یعنی پتھر۔

اسی طرح کافر کی جنس بھی بشر ہے۔ مسلمان مومن، ولی، نبیؑ جنس سب کی بشر ہے سب ایک ہی جنس سے ہیں لیکن حیثیت ایک نہیں ہے۔ عام لوگ عام پتھروں کی طرح ہیں مومن ولی اللہ کے مقرب بندے لعل و جواہر کی طرح ہیں اور نبی علیہ صلوۃ سلام حجراسود کی طرح ہیں جس طرح پتھروں میں اس کی مثال نہیں ملتی اس طرح حضورؐ بھی ایسے بشر ہیں کہ ان کی بھی مثال نہیں ملتی نہ کوئی بشر ان جیسا ہوا ہے۔ نہ ہے نہ ہوگا۔ بزرگان دین کی کتابوں میں محمود غزنوی کا ایک مشہور واقعہ درج ہے۔ محمود بہت رحم دل اور نیک سیرت عادل بادشاہ تھا رعایا کا بہت غمغوار اور خدمت گار تھا وہ رات کو اکیلا شہر میں گشت کرتا تھا ایک رات جب وہ شہر میں گشت کر رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ چار آدمی اندھیرے میں کھڑے کچھ مشورہ کر رہے ہیں بادشاہ سمجھ گیا کہ یہ چور ہیں اور چوری کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ ان چوروں نے بھی بادشاہ کو دیکھ لیا وہ سمجھے یہ بھی کوئی چور ہے وہ بادشاہ کو جانتے نہ تھے جب بادشاہ ان کے پاس پہنچا تو ان سے پوچھا تم کون ہو وہ کہنے لگے جو تو وہ ہم۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے چلو سب مل کر چوری کرتے ہیں وہ

راضی ہوگئے اور چوری کے ارادے سے چل پڑے تھوڑی دور جاکر بادشاہ کہنے لگا کہ کسی غریب کا کیا لوٹنا بادشاہ کا خزانہ لوٹتے ہیں وہ چور بہت خوش ہوئے کہ یہ چور تو بہت دلیر ہے سب راضی ہوگئے تو بادشاہ نے کہا پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ ایک آدمی کو اپنا سردار مقرر کرلیں پھر جس طرح وہ کہے اسی طرح کریں کیونکہ بڑی چوری ہے بادشاہ کا خزانہ لوٹنا ہے کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ وہ کہنے لگے سردار کس کو مقرر کریں بادشاہ بولا سب اپنی اپنی خوبیاں بیان کرو جس کی خوبیاں زیادہ اور اعلیٰ ہوں گی اس کو سردار بنائیں گے۔ پہلے آدمی سے بادشاہ نے پوچھا کہ تیرے میں کیا خوبی ہے جو وہ کہنے لگا کہ عمارت جتنی بلند ہو میں کمند ڈال کر اس کے اوپر چڑھ جاتا ہوں دوسرے نے کہا میں کتوں کی بولی جانتا ہوں تیسرا بولا گھر میں جس جگہ خزانہ دفن ہو مجھے خوشبو آ جاتی ہے چوتھے نے کہا کہ جس آدمی کو میں ایک دفعہ دیکھ لوں پھر جب بھی ملے میں پہچان لیتا ہوں بادشاہ نے کہا کہ خوبیاں تو سب میں اچھی ہیں۔ وہ کہنے لگے اب آپ بھی اپنی خوبی بتائیں بادشاہ نے کہا کہ مجھ میں یہ خوبی ہے کہ اگر کوئی آدمی پھانسی پہ چڑھ رہا ہو اور میں داڑھی ہلا دوں تو اسے چھوڑ دیتے ہیں اور رہا کر دیتے ہیں سب نے کہا کہ تمہاری خوبی سب سے اعلیٰ ہے۔ آپ ہمارے سردار ہیں کیوں کہ شاہی خزانہ لوٹنا ہے اگر پھنس گئے تو آپ چھڑا تو لیں گے۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے سیدھے بادشاہ کے محل پہنچے' راستے بادشاہ کو معلوم تھے جاتے ہی پہلے آدمی نے کمند ڈالی چھت پر چڑھے اور اندر اتر گئے کتا بھونکنے لگا بادشاہ نے پوچھا یہ کیا کہہ رہا ہے۔ دوسرا آدمی بولا یہ کہتا ہے کہ ہیں تو چور لیکن مالک بھی ساتھ ہے اب میں کیا کروں۔ اس بات سے چور ڈرے لیکن بادشاہ نے یہ کہہ کر ان کو مطمئن کر لیا مجھے تم لوگوں نے اپنا سردار بنایا ہے اب میں تمہارا مالک ہوں اور میں تم جیسا ہوں یعنی چور ہوں ورنہ خزانے کا مالک تو بادشاہ ہے وہ ہم میں کہاں ہے۔ چور مان گئے اب تیسرے آدمی سے بادشاہ نے پوچھا کہ بتاؤ خزانہ کہاں ہے اس

نے سونگھ کر فوراً بتا دیا کہ خزانہ اس جگہ ہے انہوں نے خزانہ نکالا اور محل سے باہر ہو گئے۔ تھوڑی دور جا کر چوروں نے خزانہ بانٹنے کا مطالبہ کیا تو بادشاہ نے کہا دیکھو شاہی خزانے کی چوری ہے جب بادشاہ کو پتہ چلا تو وہ گھر گھر تلاشی لیں گے اور خزانہ گھروں سے پکڑا جائے گا اور ہم پھنس جائیں گے ایسا کرتے ہیں خزانہ جنگل میں دفن کرتے ہیں اور تم سب اپنے اپنے سرنامے مجھے درج کرا دو اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ جب بادشاہ اور اس کے سپاہی خزانہ ڈھونڈنے میں ناکام ہو جائیں گے تو میں تمہیں اطلاع کروں گا پھر سب آجانا خزانہ تقسیم کرلیں گے سب کو بادشاہ کی رائے پسند آئی۔ خزانہ دفن کیا اپنا اپنا پتہ سردار کو نوٹ کرایا اور خوشی خوشی اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

جب صبح ہوئی تو بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کو بلایا اور حکم دیا جاؤ فلاں جگہ سے خزانہ نکال لاؤ اور ان آدمیوں کو گرفتار کر کے لے آؤ۔ حکم کی تعمیل ہوئی خزانہ خزانے میں ڈال دیا اور چوروں کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں پھانسی دے دو انہوں نے خزانہ چوری کیا ہے۔ جلاد لے کر پھانسی کی طرف چل پڑے وہ بہت پریشان ہوئے کہ ماجرا کیا ہے۔ لیکن سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ جب پھانسی کے قریب پہنچے تو وہ آدمی جو کہتا تھا کہ میں جس آدمی کو ایک دفعہ دیکھ لوں پھر جب بھی ملے پہچان لیتا ہوں تو وہ پیچھے مڑ مڑ کر بادشاہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا تو بار بار ادھر کیا دیکھ رہا ہے؟ وہ کہنے لگا میں آپ کی طرف اس لئے دیکھ رہا ہوں کہ پھانسی بالکل قریب ہے اب داڑھی ہلا دو۔ تاکہ ہمیں نجات مل جائے۔ بادشاہ نے پوچھا تو پہچان لیا اس نے کہا جی ہاں میں نے پہچان لیا کہ آپ ہمارے سردار ہیں۔ بادشاہ ہیں۔ بادشاہ نے کہا اب میرے ساتھ وعدہ کرو کہ دوبارہ چوری نہیں کرو گے۔ تو پھر تمہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ انہوں نے توبہ کرلی اور رہائی مل گئی۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھیں کہ جانوروں نے حضور ﷺ کو پہچان

لیا درختوں نے سجدے کئے' پتھروں نے کلمہ پڑھا اور سجدے کئے۔ فدایان رسولؐ نے پہچان لیا۔ اسلام قبول کیا مال و جان آپؐ پر قربان کیا اوز زندگی میں جنت کی بشارت آئی۔ اللہ ان سے راضی ہوگیا وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ لیکن کفار مکہ اندھے ہی رہے وہ اپنے جیسا آدمی سمجھ کر مخالفت کرتے رہے اور آخر کار جہنم واصل ہوئے۔ ویسے عقلی طور پر بھی دیکھیں تو جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسے بشر یا بڑے بھائی جیسا کہتے ہیں تو اب کس کے بڑے بھائی پر وحی آتی ہے کون ہے جو آسمانوں پر جاسکتا ہے؟ حجر شجر کسے سجدہ کرتے ہیں' کس کے چہرے اور زلفوں کی اللہ قسمیں اٹھاتا ہے؟ قرآن گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو اس کائنات کو بھی پیدا نہ کرتا۔ یہ سب کچھ میں نے تیرے لئے پیدا کیا ہے۔ ذات پاک نے ایسا کس کے بڑے بھائی کے لئے فرمایا ہے۔ غور فرمائیں شیطان نے اپنے آپ کو نبی آدم سے بہتر کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے لعنتی اور جہنمی کردیا اور جو لوگ سید المرسلین امام الانبیاء کو اپنے جیسا کہیں گے ان کا حشر کیا ہوگا۔

مجھ جیسا تم میں سے کوئی نہیں ہوسکتا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لگاتار بغیر سحری کھائے روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسولؐ آپ پے در پے بغیر سحری کھائے روزے رکھ لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مجھ جیسا تم میں سے کون ہوسکتا ہے۔ یعنی تم میں کوئی بھی میری مثل نہیں ہے۔ میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ سحری کا بیان۔ مشکوٰۃ شریف

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ لوگوں کو حکم فرماتے ہیں کہ لیٹ کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ آپؐ سو کر اٹھتے

ہیں بغیر وضو کیئے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ میں تم میں سے نہیں ہوں۔ اس طرح کی بہت احادیث مبارکہ حدیث کی کتابوں میں درج ہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہوسکتے عالم اور جاہل ایک جیسے نہیں ہوسکتے۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام ہماری مثل نہیں ہیں اور اللہ کا یہ فرمانا کہ اے نبیؐ آپ فرمادیں کہ تمہاری مثل بشر ہوں وہ اس غرض سے ہے جس طرح بادشاہ کو چوروں کی اصلاح کی خاطر کہنا پڑا کہ میں بھی تمہارے جیسا ہوں حالانکہ وہ تو مالک تھا چور نہیں تھا اور اگر اس وقت بادشاہ یہ کہتا کہ میں بادشاہ ہوں تو چور فوراً بھاگ جاتے۔ اب بادشاہ چور بن کر چوروں کے ساتھ رہا اور جب تک انہوں نے بادشاہ کو نہیں پہچانا ذلت میں گرتے گئے آخر کار پھانسی کے پھندے تک پہنچ گئے۔ جب اہل نظر نے شناخت کرلیا کہ یہ ہم جیسا چور نہیں یہ تو آقا ہے شناخت ہوتے ہی نجات پاگئے۔ گناہوں سے توبہ کرلی اس طرح نبیؐ کا فرمانا بھی مخلوق کو اپنے قریب کرنے کی غرض سے تھا۔ کہ میرے پاس بیٹھیں گے جب ان کی اصلاح ہوگئی خود مجھے پہچان لیں گے اور نجات پاجائیں گے۔

دنیا کی مذمت اور ترک دنیا

الست بربکم سنیا دل میرے نت قالو بلٰی کو کیندی ہو
حب وطن دی غالب ہوئی ہک پل سون نہ دیندی ہو
قہر پوے تینوں رہزن دنیا تو تاں حق دا راہ مریندی ہو
عاشقاں مول قبول نہ کیتی باہو تو نے کر کر زاریاں روندی ہو

نبی علیہ صلواۃ سلام کا ایک مردہ بکری پر گزر ہوا تو فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ بکری گھر والوں کے ہاں بیکار تھی؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اس کے بیکار ہونے کی وجہ سے اسے پھینک دیا آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری دنیا اس بکری سے بھی زیادہ بے کار ہے اگر اس کے نزدیک دنیا کا درجہ مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتا تو کافروں کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ ملتا۔ آپؐ نے فرمایا دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ جو دنیا سے محبت کرتا ہے اس کی آخرت کا نقصان ہوتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے اس کی دنیا کا نقصان ہوتا ہے اس لئے باقی کو فانی پر ترجیح دے کیونکہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے باہو سلطان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ادھی لعنت دنیا تائیں تے ساری دنیاں داراں ہو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ہو
پیوواں کولوں پتر کو ہاوے بھٹھ دنیا مکاراں ہو
جنہاں ترک دنیا دی کیتی باہو لین باغ بہاراں ہو

حضرت عیسیٰ علیہ سلام نے فرمایا دنیا کو اپنا رب نہ بناؤ ورنہ وہ تمہیں اپنا غلام بنالے گی اور تمہارا ایمان بربار کردے گی نبی علیہ صلواۃ سلام کا فرمان ہے کہ اللہ نے دنیا

سے زیادہ منحوس چیز کوئی اور پیدا نہیں کی جب سے اسے پیدا کیا ہے اس کی طرف نظر نہیں کی۔ ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال اور تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھا کر ختم کر دیا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر کے اللہ کے ہاں باقی رکھا۔ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہیں وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں اس کی وجہ سے وہی دشمنی کرتا ہے جسے علم نہیں وہی حسد کرتا ہے جسے سمجھ نہیں وہی محنت کرتا ہے جسے یقین نہیں۔ دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی وحی جو آدم علیہ سلام پر فرمائی وہ یہی تھی کہ برباد ہونے کیلئے تعمیر کرو۔ مرجانے کے لئے پیدا کرو۔ جو کچھ بھی دنیا میں ہے اس نے برباد ہونا ہے اور مرنا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایسا گروہ پیش ہوگا جس کے اعمال کوہ تہامہ کے برابر ہوں گے انہیں دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا صحابہؓ نے پوچھا کیا وہ نمازی ہونگے آپؐ نے فرمایا نماز روزہ بہت کرتے ہوں گے رات کو برائیاں کریں گے جب ان پر کچھ دنیا پیش ہوگی تو وہ اس پر کود پڑیں گے۔

ایہہ دنیاں زن حیض پلیتی کتنی مل مل دھوون ہو
دنیا کارن عالم فاضل گوشے بہہ بہہ رووَن ہو
جس دے گھر وچ بستی دنیا مٹھی نیند نہ سوون ہو
جنہاں ترک دنیا نوں کیتا باہو راہ حق دے نکل کھلون ہو

فرمان رسول ہے دنیا سے بچ کر رہو یہ ہاروت اور ماروت سے بڑھ کر جادوگر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے دنیا سے نفرت رکھو اللہ تم سے محبت رکھے گا میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کم ترین پر راضی ہوگئے۔ کم تر دنیا پر راضی نہ ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ نے وحی فرمائی اے موسیٰ دنیا کی محبت کی طرف مائل نہ ہونا یہ اس قدر بڑا گناہ کراتی ہے کہ اس سے بڑھ کر دوسرا نہیں ہوتا۔ آپؑ ایک آدمی کے پاس

سے گزرے وہ رو رہا تھا۔ جب واپس آئے تو پھر بھی رو رہا تھا۔ آپ نے عرض کیا اے میرے رب تیرا بندہ تیرے ڈر سے رو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام اس کی آنکھوں کے آنسوؤں کے ساتھ اس کا دماغ بھی بہہ جائے اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ مفلوج ہو کر گر جائیں تو بھی اس کو نہیں بخشوں گا اس لئے کہ یہ دنیا سے محبت کرتا ہے۔

حضرت حسن علیہ السلام فرماتے ہیں ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرے گا جن کے پاس دنیا امانت تھی۔ انھوں نے آگے امانتداروں کو دے دی۔ اس میں خیانت نہ کی پھر ہلکے ہو کر چلے گئے یعنی فوت ہو گئے۔

لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا دنیا ایک گہرا سمندر ہے اس میں کئی لوگ ڈوب گئے اس میں تیری کشتی اللہ سے ڈرنا ہے اس کے اندر کا حصہ اللہ پر ایمان ہے اس کا لنگر اللہ پر توکل ہے اس پر عمل کرنا شاید تو نجات پائے۔ مگر میں تجھے نجات پاتا نہیں دیکھتا۔ تو دنیا کی جس چیز کا مالک بنتا ہے' یاد رکھ تجھ سے پہلے بھی اس کا کوئی مالک تھا۔ اور تیرے بعد بھی اس کا کوئی مالک ہو گا۔ تیرے لئے صرف صبح شام کا کھانا ہے ایک لقمے کی خاطر برباد نہ ہو دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت میں افطار کر دنیا کا اصل زر خواہش ہے اور اس کا نفع آگ ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں دنیا شیطان کی دوکان ہے اس کی دوکان سے کوئی چیز نہ چراؤ۔ ورنہ وہ اس کی تلاش میں آئے گا اور تجھے گرفتار کر لے گا۔

حضرت رابعہ بصریؒ کے پاس کچھ لوگ آئے دنیا کا ذکر کر کے مذمت کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ دنیا کے ذکر سے خاموش رہو اگر تمھارے دلوں میں اس کی عزت اور محبت نہ ہوتی تو اس کثرت کے ساتھ اس کا ذکر نہ کرتے۔ یاد رکھو جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ اس کو بہت یاد کرتا ہے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے ہیں ہم دین کو پھاڑ کر دنیا کی

مزمت کرتے ہیں نہ دین باقی رہتا نہ دنیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو ایک خوبصورت عورت کی صورت میں دیکھا اس کے دائیں ہاتھ پر مہندی لگی ہے اور بایاں ہاتھ خون آلود ہے۔ اور پشت گندگی سے لبریز ہے آپ نے پوچھا اے دنیا یہ کیا صورت بنائی ہے کہنے لگی حضرت یہ میری اصلی صورت ہے دین دار لوگ مجھے پشت کی طرف سے دیکھتے ہیں اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں کہ میں گندی ہوں دنیا دار مجھے سامنے سے دیکھتے ہیں اور مجھ پر عاشق ہو جاتے ہیں کہ وہ میرا مہندی والا ہاتھ دیکھتے ہیں لیکن دوسرے ہاتھ سے میں ان کے ایمان کا خون کردیتی ہوں

دنیا گھر منافق دے یا گھر کافر دے سونہندی ہو
نقش نگار کرے بہتیرے زن خوناں سبھ موہندی ہو
بجلی وانگوں کرے لشکارے سر دے اتوں جھوندی ہو
حضرت عیسیٰ دے سلھ وانگوں باہو راہ جاندیاں نوں کوہندی ہو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا کی مختصر تعریف یہ ہے کہ اس کے حلال پر محاسبہ ہے اور اس کے حرام پر عذاب ہے۔ آپ نے فرمایا دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں جس قدر ایک پر خوش ہونگے دوسری سے اس قدر محرومی ہو گی

دنیا ڈھونڈن والے کتے در در پھرن حیرانی ہو
ہڈی اتے حرص تنہاں دی لڑدیاں عمر وہانی ہو
عقل کوتاہ سمجھ نہ جانن پیون لوٹن پانی ہو
باجھوں ذکر ربے دے باہو کوڑی رام کہانی ہو

ترک دنیا کی تشریح

آج کل لوگ ترک دنیا کی مثالیں اس طرح پیش کرتے ہیں جن کا تصور اسلام میں نہیں

ملتا وہ کہتے کہ تارک دنیا وہ شخص ہے جو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ دے کوئی کاروبار نہ کرے مال و دولت نہ رکھے عزیز و اقارب اور مخلوق خدا سے لا تعلق ہو وہ صحیح تارک الدنیا درویش ہے۔

اس کی مثالیں ہندو جوگیوں بدھ مذہب کے درویشوں اور عیسائی راہبوں میں ملتی ہیں کہ وہ شادی وغیرہ نہیں کرتے نہ ہی کاروبار کرتے ہیں جنگلوں اور پہاڑوں کی غاروں میں بیٹھ کر مجاہدہ نفس کرتے ہیں نہ اچھا کھانا کھاتے ہیں نہ اچھا کپڑا پہنتے ہیں اور نہ ہی مخلوق خدا سے میل جول رکھتے ہیں۔

نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا میں رہبانت لے کر نہیں آیا ہوں میں تمہارے لئے مذہب اسلام یعنی سلامتی کا مذہب لیکر آیا ہوں ہماری بھلائی اس میں ہے ہم قرآن و سنت پر عمل کریں دوسرے مذاہب کے درویشوں کے طریقہ میں کوئی بھلائی نہیں ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح زندگی گزاری ان کے بعد صحابہ اجمعین اور بزرگان دین نے کس طرح سنت نبویؐ پر عمل کیا۔

قرآن پاک میں حقوق العباد کی تعلیم ہے بیوی' بچوں' ہمسائیوں' عزیز' رشتہ داروں کے ساتھ انصاف کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ تجارت کے اصول بتائے گئے ہیں جو انصاف کرسکے۔ چار تک شادیوں کی اجازت ہے زکواۃ فرض ہے' رقم جمع کرے گا تو زکواۃ دے گا۔ خود نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے شادیاں کیں ان کے ساتھ انصاف کرکے دکھایا معاشرے میں ایک فرد کی حیثیت سے زندگی گزاری. تاجر کی حیثیت سے زندگی گزاری۔ نبیؐ معلم' جرنیل' حاکم' آقا غرض ہر حیثیت سے زندگی گزار کر نمونہ پیش کیا۔ آپؐ نے نہ تو بیوی بچوں کو ترک کیا اور نہ ہی جنگل اختیار کیا۔

نبیؐ سے بڑھ کر تارک الدنیا کون ہوسکتا ہے ہم نے بھی اسی طریقہ سے دنیا کو ترک کرنا ہے جس طرح نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ

وقت کے حاکم بھی تھے سپاہی بھی تھے جرنیل اور تاجر بھی تھے ان کی شادیاں بھی تھیں۔ کاروبار اور جائیدادیں بھی تھیں۔ سب کچھ ہوتے ہوئے وہ تارک الدنیا بھی تھے۔ صوفی اور درویش بھی تھے۔ ان کے لئے قرآن پاک میں بشارت آئی کہ میں ان سے راضی ہوں۔ اے نبیؐ انہیں جنت کی بشارت دے دو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں سونے اور چاندی کا محل تھا کائنات کی ہر چیز یعنی انسان چرند پرند' جن' دیو' پری ہوا وغیرہ پر حکومت تھی کیڑے مکوڑوں تک ماتحت تھے نہ اس وقت آپ علیہ السلام کو کوئی دنیا دار کہتا تھا نہ اب کہتا ہے۔

حضور ﷺ کی امت کے بڑے بڑے بزرگ جیسے داتا صاحبؒ خواجہ غریب نوازؒ' غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز' بابا فرید الدینؒ باہو سلطان بایزید بسطامیؒ' خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ' خواجہ جنید بغدادیؒ یہ سب اللہ کے عارف اور کاملین سے تھے۔ سب کے بیوی بچے تھے کاروبار تھے' جائدادیں بھی تھیں' مخلوق خدا کی خدمت کرتے تھے۔ تبلیغ فرمائی ہزاروں لاکھوں لوگ ان سے تعلق کر کے واصل باللہ ہوئے یہ اپنے وقت کے سب سے بڑے عابد زاہد اور تارک الدنیا بزرگ تھے۔ ان کے پاس دنیا کا سب کچھ تھا اور وہ تارک الدنیا تھے۔ ان سب مثالوں سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا روپے پیسے مال جائیداد اور بیوی بچوں کا نام نہیں دنیا کسی اور چیز کا نام ہے۔

ایک واقعہ

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کمانے سے عاری ہوگیا۔ اپنی بیوی سے کہنے لگا میں درویشی اختیار کرتا ہوں۔ دنیا کو ترک کرتا ہوں اور تجھے طلاق دیتا ہوں۔ عورت نے کہا جیسے آپ کی مرضی اس نے طلاق دے دی اور

درویش بن گیا کاروبار چھوڑ دیا۔ جنگل میں رہنا شروع کردیا۔ دن کو شہر میں آتا اور بھیک مانگ کر اپنے کھانے پینے کا بندوبست کرتا اور واپس جنگل میں چلا جاتا۔ عورت نے کسی دوسرے آدمی سے شادی کرلی اسے پہلے سے بھی اچھا گھر مل گیا اور وہ خوشحال زندگی گزارنے لگی۔ ایک دن وہی تارک الدنیا درویش بھیک مانگتے ہوئے اسی عورت کے دروازے پر آگیا اور صدا لگائی "دو اللہ کے نام پر بابا" عورت نے اندر سے آواز سن کر پہچان لیا کہ یہ تو میرا پہلا خاوند ہے۔ باہر آئی تو وہ کھڑا تھا اس نے بھی عورت کو پہچان لیا۔ عورت نے پوچھا سناؤ کیا حال ہے۔ وہ بولا ٹھیک ہے لیکن عورت کو اس کا حال دیکھ کر بہت ترس آیا کہ پھٹے پرانے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے ہے جسم پر میل کچیل ہے برا حال ہے۔ عورت بولی بیٹھو میں آپ کو کھانا کھلاتی ہوں۔ وہ کہنے لگا میرے پاس سب کچھ موجود ہے تو پکادے تو تیری مہربانی' میں کھالوں گا۔ اس نے اپنی تھیلیاں کھولیں آٹا گھی چینی دالیں سب چیزیں نکال کر رکھ دیں۔ عورت نے کہا ایک بات پوچھوں؟ درویش بولا پوچھو۔ وہ کہنے لگی کیا دنیا صرف میرا ہی نام تھا جسے چھوڑ کر تو تارک الدنیا ہوگیا؟ یہ باقی سب کچھ بغل میں دبائے پھرتا ہے کیا یہ دنیا نہیں ہے۔

دوسرا واقعہ

غوث الاعظم پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تجارت کرتے تھے۔ ایک دن ایک آدمی نے خبردی کہ سرکار فلاں جہاز جو آج بندرگاہ پر لگنے والا تھا سمندر میں غرق ہوگیا ہے۔ آپ تھوڑی دیر خاموش بیٹھے رہے پھر فرمانے لگے۔ الحمد للہ۔

تھوڑی دیر بعد ایک دوسرا قاصد آیا اس نے عرض کیا حضرت وہ خبر غلط نکلی جہاز بھنور میں پھنس گیا تھا۔ طوفان ٹل گیا اور جہاز صحیح سلامت بندرگاہ پر لنگر انداز ہوگیا ہے یہ سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اور فرمایا اللہ تیرا شکر ہے۔ اہل مجلس عرض گزار

ہوئے کہ سرکار یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے فرمایا جب جہاز غرق ہونے کا سنا تو ہم نے اپنے دل کو دیکھا اسے ذرا بھی غم نہیں ہوا وہ اللہ اللہ میں لگا رہا اور جب بچنے کی خبر سنی تو بھی اس کی ویسی حالت تھی۔ اس میں خوشی پیدا نہیں ہوئی۔

دنیا کی تعریف

دنیا روپے پیسے اور بیوی بچوں کا نام نہیں۔ دنیا حرص اور لالچ کا نام ہے جس کے دل میں حرص موجود ہے چاہے اس کے پاس ایک پیسہ بھی نہ ہو وہ دنیا دار ہے اسی لئے انبیا علیہم السلام اور اولیا اللہ کرامؒ سب کچھ رکھتے ہوئے بھی دنیا دار نہ تھے کیونکہ ان کے دل میں حرص نہ تھی۔

تارک الدنیا

غوث الاعظمؒ کے فرمان کے مطابق تارک الدنیا وہ شخص ہے جسے دنیا کے آنے کی خوشی نہ ہو اور اس کے جانے کا غم نہ ہو اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق خرچ کرتا ہو اس کے دل میں دنیا کی حرص اور محبت نہ ہو۔

دنیا کی محبت کے نقصانات

جس طرح کشتی پانی کے بغیر نہیں چل سکتی اور یہی پانی اگر کشتی کے اندر داخل ہوجائے تو کشتی کو ڈبو دیتا ہے یعنی پانی جب تک کشتی کے باہر تھا وہ اس کی زندگی تھا اندر دھنسا تو اس کی موت بن گیا تباہی کا سامان اور بربادی کی وجہ بنا۔ اسی طرح زندگی کی کشتی بھی روپے پیسے کے بغیر نہیں چل سکتی۔ مثلاً روز مرہ کی اشیاء اسی سے حاصل ہوتی ہیں کھانے پینے کی چیزیں، پہننے کے کپڑے، دوائی اور ہر طرح کی ضروریات روپے پیسے سے ہی پوری کی جاتی ہیں۔ اس کے بغیر زندگی بسر کرنا ناممکن ہے اور اس کی محبت

اگر دل میں گھر کر جائے تو ایمان کا بیڑا غرق کردیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ دنیا کی محبت دل میں آنے سے سب برائیاں پیدا ہوتی ہیں کیونکہ جس سے محبت ہو اسے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس لئے پھر آدمی زکواۃ دینے سے گھبراتا ہے اور سود لینے کو حرام نہیں سمجھتا۔ خیرات صدقات سے جی چراتا ہے۔ قارون دولت کی محبت میں غرق ہوا اسی کی محبت نے ثعلبہ کو عاشق سے منافق بنا دیا۔ جن کے دل میں اس کی محبت نہیں تھی اللہ رسول ؐ کی محبت تھی اور دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا وہ ابوبکر سے صدیقؓ اور عثمان سے عثمان غنیؓ ہوگئے۔

حدیث نبویؐ ہے کہ سخی اللہ کا دوست ہے چاہے فاسق و فاجر کیوں نہ ہو۔ کنجوس کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ دونوں میں فرق یہی ہے کہ ایک کے دل میں مخلوق خدا کی محبت ہے اور وہ فاسق و فاجر ہونے کے باوجود اللہ کا دوست ہے دوسرے کے دل میں دنیا کی محبت ہے وہ اس کی وجہ سے کبھی جنت میں نہیں جائے گا۔ اللہ نے انسان کے جسم کے باقی اعضاء دو دو بنائے ہیں۔ اور دل ایک بنایا ہے یہ اللہ نے اپنے لئے بنایا ہے اسی لئے اس میں کسی دوسری چیز کی محبت کو گوارہ نہیں فرماتے۔ جس نے دنیا کی محبت کو چھوڑا وہ اس پر حاوی ہوگیا جس نے اختیار کیا وہ غرق ہوگیا۔ دنیا کی محبت دل کو سیاہ کردیتی ہے جب دل سیاہ ہوگیا تو انسان کی روحانی موت واقع ہوگئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت عطا فرمائے اور دنیا کی محبت سے بچائے۔ آمین!

دل کالے کولوں منہ کالا چنگا جے کوئی اس نوں جانے ہو
منہ کالا دل اچھا ہووے تاں دل یار پچھانے ہو
ایہہ دل یار دے پچھے ہووے متاں یار بھی کدی پچھانے ہو
سے عالم چھوڑ مستاں نٹھے باہو جد لگے نین ٹکانے ہو

دسواں باب

مرزائی کافر ہیں کیوں........؟

دنیا میں جتنی مخلوق ہے اس مخلوق میں اول درجہ ہدایت پر نبی علیہ صلواۃ سلام ہیں کیونکہ انہیں غیب سے ہدایت ہوتی ہے ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ حضرات انبیاء کے بعد ہدایت کے دوسرے درجہ پر اولیاء اللہ ہیں انہیں الہام ہوتا ہے۔ نبی علیہ صلواۃ والسلام کو وحی کے سمجھنے میں کبھی غلطی نہیں ہوتی اور نہ ہی شیطان ان کو وسوسہ دیتا ہے ولی اللہ کو الہام کے سمجھنے میں مغالطہ ہو سکتا ہے اس لیے ان کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنے الہام کو قرآن و سنت پر پیش کریں اگر اس کے مطابق ہو تو اس پر عمل کریں یہ اللہ کی طرف سے ہے اگر قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو شیطانی آواز ہے اس پر عمل کرنا کفر ہو جائیگا۔

غیبی آواز سے یقین پیدا ہوتا ہے اسی غیبی آواز یعنی وحی کی وجہ سے نبیوں کے اپنے نبی علیہ سلام ہونے کا یقین ہوتا ہے اگر تمام دنیا ان کی مخالف ہو ایک شخص بھی ان پر ایمان نہ لائے تو بھی ان کا یقین یہی ہوگا کہ میں نبی علیہ سلام ہوں کیونکہ غیبی آواز نے یہی بتلایا ہے۔ ان کے سامنے آسمانی کتاب بھی دکھ دی جائے تو وہ کہیں گے حکم منسوخ ہے مجھے جو حکم خدا سے ملا ہے اب اس پر عمل ہوگا۔

جس طرح پاک آواز غیبی کی وجہ سے اول درجہ ہدایت پر حضرت انبیاء علیہ سلام ہوتے ہیں اسی طرح جنوں اور موکلوں کی ناپاک غیبی آواز کی وجہ سے اول درجے کے گمراہ یہ لوگ ہوتے ہیں جیسے غلام احمد قادیانی و دیگر گمراہ درویش۔ مرزا غلام احمد پڑھا لکھا عالم فاضل آدمی تھا پھر یہ کیسے گمراہ ہوا۔

غیبی آواز نے گمراہ کیا

مرزا غلام احمد کے ساتھ یہ ماجرا ہوا۔ عیسیٰ نامی موکلی فقیر جو کہ سرحد کا رہنے والا تھا وہ کشمیر میں جا کر مر گیا۔ اس کے موکل آزاد ہوگئے۔ مرزا غلام احمد عیسائیوں سے مناظرے اور بحث مباحثہ کرتا تھا کہ تم لوگ جو کہتے ہو کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ سلام کو پھانسی دے دی ہے یہ غلط ہے وہ آسمانوں پر زندہ اٹھائے گئے ہیں وہ قیامت کے قریب زمین پر نازل ہونگے اس طرح کی بحث سے ان کی زبان پر عیسیٰ عیسیٰ کا ورد رہنے لگا اور ہروقت سوچنے سے دل و دماغ میں عیسیٰ کا لفظ ہی رہتا موکلوں کا اس پر گزر ہوا انہوں نے سمجھا کہ یہ شخص اس عیسیٰ کا نام لیتا ہے جس کے ہم موکل ہیں وہ اس پر وارد ہوئے اور آوازیں دینے لگے مرزا غلام احمد نہ موکلوں کو جانتا تھا اور نہ اس موکلی فقیر کو یہ دھوکہ کھا گیا۔ موکلوں کو فرشتے سمجھنے لگا ان کی آواز کو وحی پہلی غیبی آواز جو موکلوں نے اسے دی وہ یہ تھی۔ عیسیٰ مر گیا ہے اس کی قبر کشمیر میں ہے عیسیٰ کی روح تجھ میں آگئی۔ اور تو عیسیٰ ہوگیا ہے۔ یہ آواز سن کر غلام احمد چونکہ عیسیٰ موکلی فقیر کو جانتا نہیں تھا وہ اپنا دماغ عیسیٰ ابن مریم علیہ سلام پر لے گیا کہ ان کے آنے کی جو خبریں ہیں ان کی روح مجھ میں آگئی ہے اور میں عیسیٰ نبی ہوگیا ہوں اور موکل اس کے اپنے پیدا کردہ نہ تھے اس لئے ان کو فرشتہ خیال کیا اور مسیح موعود ہونے کا دعوی کر دیا یعنی دوبارہ آنے والا عیسیٰ۔ حالانکہ روح کا دوبارہ آنا یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔

مردہ کی روح کا دوبارہ آنا یعنی آواگون

حدیث مقدسہ سے ثابت ہے کہ روحوں کے دو مقام ہیں نیک روحیں عالم علین میں رہتی ہیں یہ عرش پر جنت کا مقام ہے فوت ہونے کے بعد نیک لوگوں کی روحیں قیامت

تک اس عالم میں رہتی ہیں گناہگاروں اور کفاروں کی روحیں عالم سجین میں رہتی ہیں یہ دوزخ کا مقام ہے یہ زمین کے نیچے ہے یہاں قیامت تک ان لوگوں کو عذاب ہوتا رہے گا۔ اس مقام سے یہ روحیں نکل نہیں سکتی۔ روح کا دوبارہ آنا یعنی دوسرا جنم یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے جسے وہ آواگون کہتے ہیں چند سال ہوئے انڈیا میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ دہلی میں ایک ہندو لڑکی ہے جو اپنے پچھلے جنم کی باتیں ٹھیک بتاتی ہے کہ اس کا پچھلا جنم کہاں اور کس گھر میں ہوا تھا اس کے رشتہ دار کہاں کہاں کون کون تھے۔ اپنے عقیدہ کو سچ ثابت کرنے کیلئے اس طرح خبریں اڑاتے رہتے ہیں حالانکہ قرآن و حدیث کے مطابق روحوں کے وہی دو مقام ہیں فوت ہونے کے بعد روحیں وہاں رہتی ہیں اور قیامت تک رہیں گی۔

پہلے زمانے میں شیاطین جنہیں موکل بھی کہتے ہیں بعض اشخاص پر حاضر ہوتے تھے اور وہ شیاطین بزرگان دین میں سے کسی بزرگ کا نام بتلاتے۔ حضورؐ سے پہلے زمانہ جاہلیت میں یہ موکل سفق اور سطیح اور اس وقت کے دیگر کاہنوں پر اسی طور آتے تھے اور مخلوق کو دھوکہ دیتے تھے اسی طرح اب بھی یہ شیطان اور موکل لوگوں پر حاضر ہوتے ہیں جب ان سے پوچھا جائے تو اپنا نام کسی بزرگ کا نام بتلاتے ہیں تاکہ لوگ ان کو برا نہ مانیں اور ان کی تعظیم کریں ان کی بات پر اعتقاد لائیں۔ مسائل تصوف اور مضامین مخصوص کا جان لینا شیطانوں کے لئے آسان کام ہے البتہ بعض موکل اس طرح کے تصرف کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو خاص لوگ اس فریب میں نہیں آتے اور بعض موکل اس تصرف کے ذریعے پہلے ارشاد اور تعلیم و تبلیغ کرتے ہیں اس طریقہ سے لوگوں کو اپنی تعلیم اور بزرگی کا قائل کر کے اپنی طرف مائل کرتے ہیں اور اس فریب میں عوام کی مانند بعض خاص لوگ بھی آ جاتے ہیں اور اسی غرض سے وہ موکل اپنا نام بزرگان دین میں سے کس بزرگ کا نام بتلاتے ہیں اور لوگ تسلیم

کر لیتے ہیں کہ ان بزرگوں کی روح اس میں حاضر ہوتی ہے حالانکہ روحوں کے وہی دو مقام ہیں جو اوپر درج ہو چکے ہیں (سیرت فخر العارفین جلد دوم)

عیسیٰ علیہ سلام کا زندہ اٹھایا جانا

اور کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا ہے وہ اللہ کا پیغمبر تھا اور نہ قتل کیا نہ سولی دی لیکن شبہ ڈالا گیا واسطے ان کے۔ اور تحقیق جن لوگوں نے اختلاف کیا بیچ اس کے البتہ بیچ شک کے ہیں نہیں واسطے ان کے ساتھ اس کے کچھ علم مگر گمان کی پیروی کرتے ہیں اور نہ قتل کیا اس کو بریقین۔ بلکہ اٹھا لیا اس کو اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا (سورہ النساء آیت نمبر 157 آیت نمبر 158)

اور آگے اللہ تعالیٰ آیت نمبر 159 میں فرماتے ہیں اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر ایمان لائے گا پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ صاف صاف فرما رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ سلام میرا پیغمبر تھا انہیں نہ ہی کسی نے قتل کیا نہ سولی پہ چڑھایا بلکہ وہ تو شک میں ہے ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ جب یہودی عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور پختہ ارادہ کر لیا وہ کافی آدمی قتل کے ارادے سے آپ علیہ سلام کے پیچھے دوڑے تاکہ آپ علیہ سلام کو پکڑ کر سولی پر لٹکائیں آپ بھاگتے ہوئے ایک مکان میں چھپنے کی غرض سے داخل ہوئے اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے مجھے نجات دے ذات باری تعالیٰ نے آپ کو زندہ جسم و جان سمیت آسمانوں پر اٹھا لیا سب سے پہلے جو شخص اس مکان میں داخل ہوا اس کی شکل عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کر دی جب باقی آدمی پہنچے تو انہوں نے اسے پکڑ لیا کیونکہ وہ بالکل آپ کے ہم شکل تھا اس نے بہت شور کیا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن وہ نہ مانے اور اسے پھانسی دے دی دو چار دن گزرنے کے بعد اس

شخص کے وارثوں نے تلاش شروع کی جب وہ نہ ملا تو پھر سب لوگ شک میں پڑے کہ اسے عیسیٰ عیلہ سلام کی بجائے پھانسی دے دی ہے اور کچھ کہیں کہ نہیں پھانسی عیسیٰ علیہ سلام کو دی ہے اس طرح شک میں پڑ گئے اور یقین کے ساتھ نہیں کہ سکتے تھے کہ پھانسی کسی کو دی ہے۔

مقام غور

اب غور اس بات پر کرنا ہے کہ مرزائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ سلام فوت ہوگئے تھے اور ان کی روح کو اٹھایا گیا تھا روح نے ہی واپس آنا تھا جو مرزا غلام احمد میں آگئی اور وہ مسیح موعود ہوگیا یعنی دو بار آنے والا عیسیٰ عیسائیوں کو دھوکہ ہوا اور مرزائیوں کو بھی وہی دھوکہ ہوا اگر۔ عیسیٰ علیہ سلام فوت ہوتے اور ان کی صرف روح کو اٹھایا جاتا تو ان کا جسم وہاں پڑا ہوتا تو یہودی دوسرے آدمی کو پھانسی کیوں دیتے وہ آپ کا جسد خاکی دیکھ لیتے اور کہتے کہ ڈر کے مارے فوت ہوگئے دوسرے آپ کے ہم شکل آدمی کو پھانسی دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ فوت نہیں ہوئے اور جسم وجان سمیت اٹھائے گئے اور اسی جسم کے ساتھ آپ آسمانوں پر زندہ جاوید موجود ہیں اور اسی جسم و جان سمیت نازل ہوں گے اللہ تعالیٰ عیسائیوں اور یہودیوں کو جھٹلا رہے ہیں کہ یہ تو اپنے شک کی پیروی کررہے ہیں ان کو یقین نہیں کہ پھانسی کس کو دی ہے۔

ظاہر نشانی آیت نمبر 159 میں اللہ تبارک و تعالیٰ پیشگوئی اور ظاہر نشانی بتارہے ہیں کہ اہل کتاب (یعنی عیسائی اور یہودی) سب کے سب آپ کے فوت ہونے سے پہلے ہی ایمان لے آئیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کو گواہی دیں گے کہ یہ لوگ میرے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے تھے۔ اب یہ سن انیس سو ستانوے ہے 1997 عیسوی ابھی تک

یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ سلام فوت ہوگئے ہیں یہ قرآن کے خلاف ہے اور قرآن کی مخالفت کفر ہے کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے فوت ہونے سے پہلے سب اہل کتاب مسلمان ہو جائیں گے اور آپ قیامت کو ان پر گواہ ہونگے لیکن ابھی تک عیسائی کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں اور یہودی بھی کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں

سورۃ مائدہ آیت نمبر 116-- اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں دونوں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ دو معبود بنالو۔ کہے گا پاکی ہے تجھ کو نہیں ہے واسطے میرے یہ کہ کہوں میں وہ چیز جو میرا حق نہیں۔ اگر میں نے ان کو یہ کہا ہوگا تو تو جانتا ہوگا کیونکہ تو میرے دل کی بات جانتا ہے اور میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا تحقیق تو غیب جاننے والا ہے۔

سورۃ آل عمران آیت نمبر 55 جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور اٹھانے والا ہوں تجھ کو طرف اپنی اور پاک کر دونگا کافروں سے اور تیری پیروی کرنے والوں کو کافروں پر قیامت تک غالب کر دونگا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ سے وعدہ فرما رہے ہیں کہ میں تجھے اٹھانے والا ہوں تیرا دشمن زمین پر کوئی نہیں رہے گا اور تیرے ماننے والوں کو قیامت تک کافروں پر غلبہ دے دوں گا۔ اب جو عیسائی ہیں وہ آپ کے پیرو نہیں ہیں اوپر والی آیت میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ سلام سے سوال فرما رہے ہیں کہ کیا تو نے ان لوگوں کو کہا تھا کہ میں اور میری والدہ دونوں معبود ہیں۔ اور تیرا اللہ تعالیٰ تم لوگ تین خدا مانو جس طرح عیسائی کہتے ہیں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ باری تعالیٰ یہ بات میں کیسے کہہ سکتا تھا کیونکہ یہ میرا حق نہیں۔ میں نبی تھا۔ خدا نہیں تھا اگر میں ایسی بات کہتا تو تیرے علم میں ہوتا۔ کیونکہ تو دلوں کی بات بھی جانتا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی آپ کے پیرو نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے آپ کی تعلیم کے

خلاف عقیدہ کر لیا تھا اور ابھی تک اسی غلط عقیدہ پر قائم ہیں یہ آپ کے اٹھائے جانے سے لیکر واپس آنے تک کے عیسائی ہیں جو گمراہ اور کافر ہیں۔ جب عیسیٰ دوبارہ نازل ہونگے تو سب اہل کتاب ایمان لے آئیں گے اور مسلمان ہوجائیں گے۔ یہ بشارت ان مسلمانوں کے متعلق ہے پھر قیامت تک وہ کافروں پر غالب رہیں گے۔ ابھی تک عیسائی غالب ہیں جو تین خدا مانتے ہیں یہ ظاہر ثبوت ہے کہ عیسیٰ ابھی تک نازل نہیں ہوئے۔

دجال کا بیان

1۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے دجال کی خبر دی ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہیں اس کے متعلق سمجھ نہ آئے مسیح دجال ٹھگنے قد کا پھڈا مڑے ہوئے بالوں والا اور کانا ہے اس کی آنکھ مٹی ہوئی ہے نہ ابھری ہوئی اور یہ اندر کو دھنسی ہوئی ہے اگر پھر بھی تم کو شک پڑ جائے تو یاد رکھو تمہارا رب کانا نہیں۔ (مشکواۃ۔ ابو داؤد)

2۔ ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے نبی علیہ صلواۃ والسلام نے فرمایا دجال مشرق سے نکلے گا جس کا خر اسان ہے بہت سی قومیں اس کی پیروی کریں گی ان کے چہرے تہہ با تہہ ڈھال کی طرح ہونگے۔ (مشکوہ ترمندی)۔

3۔ نبی علیہ صلواۃ والسلام نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی اختیار کریں گے ان پر سیاہ چادریں ہونگی۔ شرح السنہ۔ (مشکوہ شریف۔)

4۔ نبی علیہ صلواۃ والسلام نے فرمایا دجال کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ وہ ایک اعرابی کے پاس آئے گا اور کہے گا اگر میں تیرے اونٹ زندہ کر دوں تو جان لے گا میں تیرا رب ہوں وہ کہے گا کیوں نہیں (یعنی مان لوں گا کہ تو ہمارا رب ہے) پھر ایک آدمی اس کے پاس آئے گا جس کا بھائی یا باپ مرگیا ہوگا دجال کہے گا مجھے بتلاؤ اگر میں تمہارے

باپ یا بھائی کو زندہ کردوں کیا تو نہیں جانے گا کہ میں تیرا رب ہوں وہ کہے گا کیوں نہیں۔ (یعنی مان لے گا کہ تو میرا رب ہے) شیطان اس کے بھائی اور باپ کی صورت بنا دیں گے۔ (مشکواۃ۔ احمد)

امام مہدی علیہ سلام

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ صلواۃ والسلام نے فرمایا دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک ہوگا اس کا نام میرے نام پر ہوگا اور باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا وہ زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ اس سے پہلے ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ مہدی میری عترت اولاد فاطمہؓ میں سے ہوگا۔ (ابو داود مشکواۃ)

آپ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہے روشن پیشانی بلند بنی والا ہوگا۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا جیسا کہ اس سے پہلے ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ سات برس زمین میں حکومت کرے گا۔ سنت نبویؐ کے مطابق عمل کریں گے سات سال رہیں گے پھر فوت ہونگے مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (ابوداوٗد مشکوہ)

قادیانیوں کے عقائد

عیسیٰ ابن مریم فوت ہوچکے ہیں ان کی قبر کشمیر میں ہے ان کی روح مرزا میں آگئی وہ عیسیٰ ہیں حضرت محمدؐ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی عیسیٰ اور امام مہدی ہیں لاہوری گروپ مجدد مانتے ہیں باقی عقائد وہی ہیں سائنس اور اس کی ایجادات کو مسیح دجال کہتے ہیں مثلاً ریل گاڑی ہوائی جہاز ٹی وی ریڈیو اور ٹیلی فون وغیرہ

تبصرہ ان کے عقائد قرآن وحدیث کے خلاف ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ سلام ابھی تک آسمانوں پر زندہ ہیں وہ اپنے جسم و جان سمیت زمین پر نازل ہونگے شادی کرینگے بچے ہوں گے چالیس سال زمین پر حکومت کریں گے سب اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے وہ دجال کو قتل کریں گے مقام لدھ پر اور اگر سائنس دجال ہے تو مرزا کے ہاتھ سے اس کی موت واقع کیوں نہ ہوئی بلکہ اس کے مرنے کے بعد سائنس کو زیادہ ترقی حاصل ہوئی ٹی وی وغیرہ اس کے بعد ایجاد ہوئے عیسیٰ علیہ سلام اور امام صاحب دو شخصیتیں ہیں امام صاحب حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہونگے یعنی سید ہوں گے اور قادیانی مرزا ہے یعنی مغل۔ عیسیٰ علیہ سلام فوت ہوں گے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن ہونگے۔(مشکوہ) جبکہ مرزا قادیاں میں اور عیسیٰ کی قبر کشمیر میں بتاتے ہیں۔ دجال خدائی دعویٰ کرے گا مردہ زندہ کرے گا سائنس کی کس ایجاد نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ریل گاڑی یا ہوائی جہاز نے کس کے اونٹ زندہ کیے ہیں جبکہ دجال اونٹ زندہ کرے گا جو مرچکے ہوں گے اور اس وہ طرح کی شعبدہ بازی سے لوگوں کو اپنا قائل کرے گا۔ دجال کانا ہوگا اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہوگا جبکہ یہ چیزیں یعنی سائنس کی ایجادات نہ کافر ہیں نہ مسلمان ہیں اس جماعت کی کوئی نشانی بھی قرآن و حدیث کے مطابق نہیں انہوں نے جان بوجھ کر کفر اختیار کیا ہوا ہے۔ اللہ ان کے کفر سے مسلمانوں کو بچائے آمین ثم آمین۔ مسلمانوں کے تمام فرقے متفق ہیں۔

آج جولائی انیس سو ستانوے عیسوی ہے اور آج تک مسلمانوں کے سب فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ سلام ابھی تک آسمانوں پر زندہ ہیں ان کا نزول ہوگا امام مہدی علیہ سلام ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔ امام صاحب کا ظہور پہلے ہوگا وہ زمین پر حاکم ہونگے ان کے دور حکومت میں عیسیٰ علیہ سلام نازل ہونگے۔ امام مہدی علیہ سلام ان کو نماز پڑھانے یعنی امامت کرانے کا کہیں گے لیکن عیسیٰ علیہ سلام پیچھے نماز پڑھیں

گے۔ (مشکوہ) مسلمانوں اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب ایک نبیؑ تمہارے پیچھے نماز پڑھے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ (یعنی امام مہدی) مشکوہ۔ ان دونوں ہستیوں کی آپس میں ملاقات ہوگی امام صاحب حاکم ہونگے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اطاعت کریں گے عیسیٰ علیہ السلام نبی کی حیثیت سے نہیں ولی اللہ کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھیں گے اور لوگوں کو پڑھائیں گے۔

امام صاحب فوت ہونگے تو عیسیٰ علیہ السلام پوری دنیا کے حاکم ہونگے امام صاحب کے سامنے دجال کو مقام لدھ پر قتل کریں گے اور آپ کی بدعا سے اللہ یاجوج ماجوج کو ہلاک کریں گے۔ امام صاحب کے وقت میں قحط ہوگا بے ایمان لوگ دجال سے رزق حاصل کریں گے صاحب ایمان لوگوں کو بھوک نہیں لگے گی اللہ کے ذکر سے سیر ہوں گے۔ (مشکواۃ) آج بھی کوئی فرقہ اپنے پیر اپنے باپ یا کسی عالم کو امام مہدی کہے یا عیسیٰ علیہ السلام کہے یا کسی فوت شدہ آدمی کو ایسا کہے تو وہ بھی قادیانیوں کا فرقہ ہے اور قادیانی مرتد اور کافر ہیں۔

اسلام کا اصل قرآن و حدیث ہے دین اللہ اور اس کے رسول کا ہے اللہ کے احکام اور سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہونے کا نام دین اسلام ہے دین اسلام میں اللہ کے کسی نبی یا رسول کی توہین کفر ہے۔

مرزا غلام احمد مرتد و کافر ہے اس کی اپنی مشہور کتابوں سے حوالہ جات

1۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس لئے اپنے تئیں نیک نہ کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا بد نتیجہ ہے۔ (ست بچن

حاشیہ صفحہ 172)

2۔ مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ جلد سوم)

3۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح صفحہ65)

4۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں زناکار اور کیسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پزیر ہوا۔ (ضمیر انجام آتھم حاشیہ صفحہ نمبر7)

5۔ اور مریم نے اپنے تئیں ایک مدت تک نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل نکاح کر لیا۔ (کشتی نوح صفحہ 16)

6۔ حضرت مریم کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح گھومنا پھرنا اسرائیلی رسم کی پختہ شہادت ہے بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے۔ (ایام الصلح اردو صفحہ 72)

7۔ اللہ نے مجھے کہا اے میرے بیٹے سن۔ (بشریٰ جلد نمبر1)

8۔ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں تیرا ظاہر ہونا میرا ظاہر ہونا ہے تو میرے لئے میرے بیٹے کی طرح ہے۔ تو ہمارے پانی سے ہے (تزکرہ)

9۔ پس جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیرالمرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ 265)

10۔ خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا۔

11۔ میری وحی کے مقابلہ میں حدیث مصطفیٰؐ کوئی شے نہیں۔ (اعجاز احمدی صفحہ 56)

اس طرح کے بے شمار کفر کے کلمات مرزا غلام احمد کزاب و مرتد کی کتابوں میں موجود ہیں۔ کتابوں کے نام باب کے آخر میں درج ہیں ان میں تفصیل دیکھ سکتے ہیں۔

گیارہواں باب

امام مہدی علیہ اسلام کا ظہور اور حضرت عیسیٰ کا نزول کب اور کیسے ہوگا

احادیث مبارکہ کی معتبر کتب میں سب حالات واقعات درج ہیں بخاری شریف مسلم شریف ابوداود ترمذی آسانی کیلئے مشکواۃ شریف میں دیکھے جاسکتے ہیں ان کتابوں میں تفصیل کے ساتھ سب حالات درج ہیں نبی علیہ صلواۃ والسلام نے امام مہدی علیہ سلام کی سب نشانیاں اور نزول عیسیٰ علیہ سلام کے بارے سب کچھ مفصل بیان فرمایا ہے ان سب احادیث مقدسہ کو ترتیب دے کر حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے پیش گوئی فرمائی ہے جس سے ہر عام و خاص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ کن حالات میں ان ہستیوں کا ظہور اور نزول ہوگا حالات اسقدر واضح ہونگے کہ کسی کو بھی دھوکا نہیں ہوگا ساری امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب اہل کتاب پہچان لیں گے اور پیروی اختیار کرلیں گے جس طرح قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی یہود و نصاریٰ آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح مادہ جانور اپنے بچے کو پہچانتی ہے یہ جان بوجھ کر کفر کرتے ہیں اور آپ کو تسلیم نہیں کرتے آپ فکر نہ کریں

اس طرح یہ لوگ جو نبی یا امام مہدی یعنی خلیفہ ہونے کا اعلان کرتے رہتے ہیں یہ نبی کے فرمان کے مطابق تیس جھوٹے یعنی کذاب نبی یا خلیفہ ہونگے پھر اصلی ظاہر ہونگے تو یہ لوگ بھی جان بوجھ کر کفر کرتے ہیں حالانکہ ان دونوں ہستیوں کے متعلق واضح نشانیاں ہیں جنہیں دیکھ کر اہل ایمان تصدیق کریں گے اور جن کے اندر کفر موجود ہے وہ ایسے کذابوں کو تسلیم کرتے رہتے ہیں

امام مہدی علیہ سلام کے ظہور کے وقت حالات اس طرح ہونگے کہ دو کافر حکومتیں آپس میں لڑیں گی ایک حکومت کا ساتھ مسلمان دینگے جنگ مشرق سے شروع ہوگی پھر مغرب میں اور بعد میں جزیرہ عرب کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گی جس حکومت کا ساتھ مسلمان دیں گے وہ جنگ لے گی علاقے تقسیم کرتے وقت کسی علاقہ پر

گیارہواں باب

جگھڑا ہو گا مسلمان کہیں گے کہ یہ علاقہ ہم لیں گے اور کافر کہیں گے کہ یہ علاقہ ہمارا ہے لڑائی پھر شروع ہو جائے گی اب ساری دنیا کے کفار ایک طرف ہوں گے شکست خوردہ کافر بھی ان کے ساتھ مل جائیں گے وہ کہیں گے ہم نے اپنی بدسلوکی کی وجہ سے مسلمانوں کو یہ عروج دیا ہے بہت بڑی غلطی کی ہے اب سب مل کر ان کا مقابلہ کرو انہیں ختم کرو زبردست خون ریز جنگ ہوگی سو آدمیوں میں سے ایک آدمی بچے گا باقی مارے جائیں گے کفار کا پلہ بھاری ہو گا۔ مسلمانوں کے سب حاکم مارے جائیں گے اور حاکم بننے کے لئے تیار بھی کوئی نہیں ہوگا۔ بچے بچائے مسلمانوں کے لیڈر خانہ کعبہ شریف میں جمع ہونگے تاکہ کسی کو اپنا امیر مقرر کریں اور کفار کے ساتھ صحیح طریقہ سے جنگ ہو سکے اس وقت کفار فوجیں عرب کو گھیرے ہوئے ہوں گی صرف عرب کا علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں ہوگا باقی مسلمان ممالک ختم ہوچکے ہوں گے اور سربراہ قتل ہوچکے ہونگے اب یہ لیڈر مشورہ کریں گے کہ کس آدمی کو امیر بنائیں جسے بھی کہیں گے وہ انکار کرے گا کوئی بھی امیر بننا قبول نہیں کرے گا۔ اس وقت امام مہدی علیہ السلام کعبہ شریف کا طواف فرما رہے ہوں گے سب لیڈروں کی نظر آپ پر پڑے گی وہ کہیں گے کہ یہ اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں ان سے عرض کریں ہوسکتا ہے یہ امیر بننا قبول کرلیں وہ متفق ہوکر آپ سے عرض کریں گے کہ حضرت مسلمان قوم پر مشکل وقت ہے اور ان کا حاکم بھی کوئی نہیں ہے کفار کے ساتھ زبردست جنگ ہو رہی ہے اور کفار نے عرب کو گھیر رکھا ہے ایسے مشکل وقت میں قوم کو آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ آپ قبول فرمالیں گے اور ساری قوم پر خلیفہ مقرر ہوں گے۔ خلیفہ مقرر ہوتے ہی ساری دنیا میں اعلان ہوجائے گا کہ امام مہدی علیہ سلام کا ظہور ہوگیا ہے آپ کا نام سنتے ہی قوم میں جوش و خروش پیدا ہوجائے گا آپ کے تصرف سے مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوجائیں گے بڑا بڑا اسلحہ بے کار ہوجائے گا۔ جہاں دو چار مسلمان بھی ہوں

گے جو پہلے چھپے ہوئے ہوں گے۔ وہ بھی لڑنا شروع کردیں گے اور کفار کو قتل کریں گے۔ اللہ کی طرف سے امام صاحب کے صدقے میں اسقدر رحمت اور مدد ہوگی کہ درخت اور پتھر آواز دیں گے کہ ہمارے پیچھے کافر چھپا ہوا ہے اسے قتل کرو۔ مسلمان اسے قتل کریں گے بہت جلد فتح نصیب ہوگی۔ کفار کے کئی لشکر زمین میں غرق ہوجائیں گے جنگ ختم ہوگی امام صاحب حاکم ہوں گے۔

جنگ کئی سال رہنے کی وجہ سے قحط ہوجائے گا کیونکہ جنگ میں غلہ پیدا نہیں ہوگا۔ اس قحط میں امام صاحب سے بدظن ہوجائیں گے کہ امام صاحب نے ہمیں بھوکے مار دیا۔ اہل ایمان کو بھوک اور پیاس محسوس نہیں ہوگی وہ اللہ کے ذکر سے سیر ہوں گے۔ اس دوران خبر مشہور ہوجائے گی کہ مسیح و دجال نکل آیا ہے اور مخلوق کو کھانا دیتا ہے ساری دنیا کے شیطان اور بے ایمان لوگ اس کے ساتھ ہوجائیں گے اور اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے چلتی ہیں۔ وہ کہیں گے کہ اصلی امام مہدی تو یہ ہے جو کھانا کھلاتا ہے مردے زندہ کرتا ہے' اسی طرح شعبدہ بازی دکھاتا ساری دنیا میں چکر لگائے گا مکہ شریف اور مدینہ شریف کی فرشتے حفاظت کریں گے اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے ان پر فرشتے پہرہ دیں گے وہ دجال کا رخ شام کی طرف کردیں گے۔ ان دونوں شہروں میں دجال داخل نہ ہو سکے گا۔ دجال اپنے کام میں مصروف ہوگا تو خبر مشہور ہوگی کہ عیسیٰ علیہ سلام ابن مریم سفید مینار پر نازل ہوئے ہیں وہ فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اتریں گے ان کا سانس حد نظر تک جائے گا۔ اترتے ہی دجال کا پوچھیں گے کہ وہ کہاں ہے؟ امام صاحب بتائیں گے کہ وہ مقام لدھ پر موجود ہے۔ آپ اس کا پیچھا کریں گے آپ کا سانس جس شیطان کو لگے گا آگ لگتی جائے گی کچھ مریں گے اور باقی بھاگ جائیں گے۔ دجال بھی چھپنے کے لئے بھاگے گا لیکن آپ اس کو

چھپنے نہیں دیں گے۔ دجال کو قتل کرکے لوگوں کے سامنے لائیں گے اور بتائیں گے کہ یہ مسیح دجال تھا جسے تم لوگ امام کہتے تھے اور کچھ تمہارے اسے خدا مانتے تھے تو وہ لوگ مسلمان ہوجائیں گے اور توبہ کرلیں گے۔ اس وقت سب اہل کتاب مسلمان ہوجائیں گے کچھ وقت آپ امام صاحب کی پیروی میں بسر کریں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پورا ہوگا۔ کہ مسلمانو اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب ایک نبیؑ تمہارے پیچھے نماز پڑھے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہیں گے کہ آپ نماز پڑھائیں یعنی امامت فرمائیں لیکن آپ پیچھے نماز پڑھیں گے۔

امام صاحب سات سال حکومت کریں گے پھر آپ کا وصال ہوجائے گا۔ مسلمان آپ کا جنازہ پڑھیں گے اب عیسیٰ علیہ السلام مسند خلافت پر متمکن ہوں گے یعنی مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔ آپ نبی کی حیثیت سے نہیں حضورؐ کی امت کے ولی اللہ کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے۔ آپ شادی بھی کریں گے بچے بھی ہوں گے۔ آپ کے وقت میں خوشحالی ہوجائے گی۔ رزق میں بہت برکت ہوگی عورتوں کی کثرت ہوگی ایک مرد پچاس عورتوں کا کفیل ہوگا وہ ساری اس کی بیویاں نہیں ہوں گی۔ مختلف رشتوں سے منسوب ہوں گی یعنی اس مرد کی ماں ماسی پھوپھی بہنیں بیٹیاں وغیرہ

رزق کی برکت اس قدر ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ پوری قوم کو کافی ہوگا۔ گائے کا دودھ بڑے قبیلے کو پورا ہوگا اور ایک بکری کا دودھ ایک خاندان کو کافی ہوگا۔ اسی طرح خوشی وقت گزر رہا ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے حکم ہوگا کہ کوہ طور کی طرف اپنے ساتھیوں کو لے جاؤ یاجوج ماجوج نکل آئے ہیں وہ مخلوق کو کھائیں گے۔ دریاؤں کا پانی پی لیں گے پیچھے آنے والے گیلی ریت چاٹیں گے کہ کبھی یہاں پانی تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے کہ باری تعالیٰ ان سے

ہمیں نجات عطا فرما۔

یاجوج ماجوج کے گلے میں ایک بیماری پیدا ہوگی جس سے وہ ساری قوم مرجائے گی زمین میں ان کی چربی اور گوشت کے سڑنے سے بدبو پھیل جائے گی پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ پرندے بھیجیں گے جن کی گردنیں اونٹوں کی طرح ہوں گی وہ ان کی لاشوں کو اٹھا اٹھا کر سمندر میں پھینکیں گے پھر بارش ہوگی جو زمین کو دھو کر پاک صاف کردے گی۔ پھر بچے بچائے لوگ امن کی زندگی گزاریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی کے چالیس سال بسر فرما کر فوت ہوں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن ہوں گے آپ کے وصال کے بعد بقیہ قیامت کی علامات کا اظہار ہوگا۔

ایک ہوا چلے گی جس سے اہل ایمان کی بغلوں میں ایک بیماری پیدا ہوگی اور وہ فوت ہوجائیں گے پھر سورج کا مغرب سے نکلنا جس سے توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ آگ کا مشرق سے نکلنا اور عرفات تک جانا۔

جب ایمان والے لوگ دنیا سے ختم ہوجائیں گے تو دہریہ قسم کے کافر زمین میں رہ جائیں گے وہ کسی کو بھی نہیں مانیں گے جنگ سے بہت خوفزدہ ہوں گے وہ مشورہ کریں گے کہ ایسا کام کریں کہ زمین پر کبھی جنگ نہ ہو۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ تمام عبادت گاہیں ختم کردیں یہی سارے فساد کی جڑ ہیں پھر وہ بت خانوں گرجوں اور مسجدوں کو توڑنا شروع کردیں گے۔ سب سے آخر میں خانہ کعبہ شریف کی چھت پر چڑھ کر ایک پتھر اکھاڑیں گے۔ تو اللہ کی ذات قہر میں آجائے گی اور اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ صور پھونک دو۔ صور پھونکتے ہی زلزلہ شروع ہوجائے گا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا جس سے زمین پھٹنے لگے گی' پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگیں گے' آسمان ٹوٹ کر گرنے لگے گا' جنگل کے جانور آبادیوں کی طرف دوڑیں گے اور آدمی

گیارہواں باب

جنگل کی طرف بھاگیں گے کہ کہیں پناہ مل جائے لیکن پناہ کی جگہ کہیں نہیں ملے گی۔
ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ کل نفس ذائقة الموت

پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ زمین و آسمان کو پیدا فرمائیں گے زمین بالکل ہموار ہوگی چالیس سال زمین پر بارش فرمائیں گے بارش کے بعد جس طرح زمین سے سبزہ پیدا ہوتا ہے بالکل اسی طرح اسرافیل علیہ السلام کے دوبارہ صور پھونکنے سے مردے زمین سے نکل نکل کر کھڑے ہو جائیں گے اور حشر کا سامان ہوگا قیامت ختم ہو چکی ہوگی اور حشر کا دن جو کہ پچاس ہزار برس کا ہوگا شروع ہو جائے گا۔ سورج نزدیک ہوگا گرمی بہت زیادہ ہوگی۔ اپنے اعمال کے مطابق ہر کوئی پسینے میں غرق ہوگا۔

اللہ کا تخت قبلہ اول بیت المقدس میں ایک پتھر جو اب بھی موجود ہے اس پر سجے گا اللہ تعالیٰ اس پر بیٹھ کر سب مخلوق کا حساب لیں گے۔ اللہ کے تخت کے دائیں طرف دستر خوان بچھے گا۔ اہل جنت کو مچھلی کے کباب سے مہمانی دیں گے۔ اہل دوزخ کو پیاسے ہانکیں گے۔ نیک لوگوں کو زیارت خداوند کریم کس طرح ہوگی یہ پیچھے تصور شیخ کے باب میں گزر چکا ہے۔

تفصیل کے لئے مشکوٰۃ شریف' بخاری شریف' مسلم اور باقی احادیث کی کتابوں میں باب الفتن' لڑائیوں کا بیان' نزول عیسیٰ علیہ السلام' دجال کا خروج اور علامات قیامت کے مضامین میں دیکھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی مرتد و کذاب کی مشہور کتابوں کے نام جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضرت محمد ﷺ' حضرت علی علیہ السلام اور قرآن و حدیث کی توہین لکھی گئی ہے۔ ان کے کفر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

1۔ ازالہ اوہام 2۔ اعجاز احمدی 3۔ ملفوظات احمدی 4۔ ایک غلطی کا ازالہ 5۔ تحفہ گولڑویہ 6۔ خطبہ الہامیہ 7۔ تذکرہ و آئینہ کمالات 8۔ حقیقتہ الوحی 9۔ ست بچن

گیارہواں باب

10- نور القرآن 11- بشریٰ بحوالہ قادیانی مذہب 12- ضمیمہ انجام آتھم 13- براہین احمدیہ طبع لاہور 14- چشمہ مسیحی 15- ایام الصلح 16- توضیح المرام 17- نسیم دعوت 18- مکتوبات احمدیہ 19- نزول المسیح 20- دافع البلاء 21- ضمیمہ براہین احمدیہ 22- آئینہ 23- حقیقت الرویا 24- اونولا بصار 25- نجم الھدیٰ 26- نور الاسلام 27- آئینہ صداقت از مرزا بشیر الدین محمود 28- کلمتہ الفصل مرزا بشیر احمد 29- اشتہار واجب الاظہار تریاق القلوب 30- انوار خلافت 31- فتاویٰ احمدیہ 32- برکات خلافت 33- ملائکتہ اللہ

ضرورت کے مطابق قادیانیت کا تعارف میں نے کردیا ہے۔ تفصیل کی کتاب ہذا میں گنجائش نہیں ہے جو شخص اپنے پہلو میں معمولی سا بھی نرم گوشہ ان کے متعلق رکھتا ہو تو ان کتب کا مطالعہ کرے جو اوپر درج ہیں۔ روز روشن کی طرح مرزائیوں کا کفر ظاہر ہوجائے گا۔ آخر میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی بارگاہ اقدس میں عرض ہے کہ امت مسلمہ کو سمجھ اور عقل سلیم عطا فرماویں۔ آمین ثم آمین

بارھواں باب

تصوف و طریقت

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ علم کیلئے عقل کی ضرورت ہے بخاری شریف باب العلم

دوسری حدیث پاک ہے اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے۔ بخاری باب العلم

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ صلوٰۃ والسلام سے دو طرح کا علم حاصل کیا، ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ دیا جائے۔ (بخاری۔ باب العلم)

حسنؓ سے روایت ہے کہا علم دو ہیں ایک علم دل میں ہے یہ علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہے یہ ابن آدم پر اللہ کی حجت ہے۔ مشکوٰۃ شریف علم کا بیان۔
حضرت علی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا قرآن پاک کے علاوہ بھی آپ کے پاس کوئی علم ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا سب کچھ اسی میں ہے لیکن سمجھ جسے اللہ عطا فرمائیں۔ سمجھ اس کی خاص عنایت ہے۔ (مشکوٰۃ)
چند دھوبی دریا پر کپڑے دھو رہے تھے ان کو دیکھ کر عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کپڑے صاف کرنا جانتے ہو میرے پاس آؤ میں تمہیں دلوں کو پاک کرنا سکھا دوں وہ آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کے حواری کہلائے۔

نبی علیہ صلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ آدمی کے جسم میں ایک گوشت کا مچہ ہے وہ پاک ہو جائے تو سارا جسم پاک ہو جاتا ہے وہ غلیظ ہو جائے تو سارا جسم غلیظ وہ گوشت کا مچہ آدمی کا دل ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ تصوف اور طریقت کے علم کا انکار کرتے ہیں یہ ان کی کم علمی ہے وہ

صرف ظاہری علم جو کہ کتابوں میں موجود ہے اسے ہی مانتے اور جو علم نبی ﷺ سے سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے اس کا انکار کرتے ہیں۔ جس طرح شریعت کا علم ظاہر جسم کی پاکیزگی سیکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ کپڑے کو کس طرح پاک اور صاف کرنا ہے وضو کیسے کرنا غسل کا کیا طریقہ ہے حرام کیا ہے حلال کیا ہے؟ یہ سب چیزیں سیکھانے والا ایک علم ہے اور نبی علیہ الصلواۃ والسلام کا فرمان مبارک ہے کہ علم دو ہیں تو دوسرا علم باطنی پاکیزگی سیکھاتا ہے وہ علم دل میں ہے جسے تصوف کہتے ہیں۔ تصوف دلوں کو پاک کرنے کا علم ہے۔ جو نبیؐ سے لے کر آج تک بزرگان دین میں سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔ جس طرح جسم پانی سے پاک ہوتے ہیں اور دل اللہ کے نور سے پاک کئے جاتے ہیں۔ نور سے دلوں کو پاک کرنے کے علم کو تصوف کہتے ہیں جس طریقہ سے پاک کئے جاتے ہیں۔ اس طریقہ کو طریقت کہتے ہیں۔ مثلاً مجاہدہ نفس وغیرہ

دلوں کو پاک کرنے کے علم کا نام تصوف کیوں رکھا

عیسیٰ علیہ السلام پر اول جو لوگ ایمان لائے وہ آپ کے حواری کہلاتے تھے' اور نبی علیہ الصلواۃ والسلام پر جو لوگ ایمان لائے وہ صحابی کہلاتے ہیں وہ سب لوگ جو ایمان لائے اور حضورؐ کی زیارت کی وہ صحابی تھے پھران صحابہ کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ کو صرف صحابہ کہتے تھے۔ دوسرا گروہ جنہوں نے درویشی اختیار کی اور دنیاوی کاروبار ترک کرکے اللہ پر توکل کرکے مسجد نبوی شریف میں بیٹھ گئے حضورؐ کے ارشادات سنتے اور فقر و فاقہ کی زندگی گزارتے تھے انہیں اصحاب صفہ کہتے تھے وقت گزرتا گیا صحابہ دنیا سے رخصت ہوگئے دوسری نسل کو صحابی نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ انہوں نے نبی علیہ الصلواۃ والسلام کی زیارت نہیں کی تھی انہوں نے صحابہؓ کی زیارت کی تھی تو ان کو تابعی کہنے لگے ان کے بعد آنے والے لوگ جنہوں نے ان کی زیارت

کی تھی (یعنی تابعی کی) وہ تبع تابعین کہلائے۔
جب یہ لوگ بھی گزر گئے تو دانشمند لوگ مل کر بیٹھے کہ اب آئندہ نسل کو کیا کہہ کر پکاریں کیونکہ یہ تینوں نام اب کسی کو نہیں دے سکتے تھے۔ اس وقت سوچ سمجھ کر ان بزرگ لوگوں نے تین نام رکھے عوام الناس کے لئے مسلمان کا نام دیا کہ یہ مسلمان قوم ہیں حالانکہ صحابہ بھی مسلمان تھے لیکن انہیں صحابی کہتے ہیں کیونکہ صحابی ہونا عام مسلمان سے بہت افضل ہے کیونکہ ہر صحابی مسلمان ہی ہے اور صحابی رسولؐ بھی ہے۔ لیکن ہر مسلمان صحابی نہیں ہوسکتا۔ پہلے طبقہ کا نام مسلمان اور دوسرا طبقہ جنہوں نے ظاہری علم حاصل کیا وہ علما یا مولوی کہلانے لگے تیسرا طبقہ جنہوں نے فقیری درویشی اختیار کی اور صحاب صفہ کے طریقہ پر چلے وہ لوگ صوفی کہلائے۔ وہ قلبی علم جو ان لوگوں کو نصیب تھا وہ صفہ کی نسبت سے تصوف کہلایا اور جس طریقہ سے اس پر عمل کیا جاتا ہے وہ طریقت کہلاتی ہے۔

ایک مثال طریقت اور شریعت کے فرق کو آپ اس مثال سے سمجھ سکتے ہیں کہ ایک آدمی بازار میں جارہا ہے ابلیس اسے وسوسہ دیتا ہے کہ چوری کرلے یا خوبصورت عورت جارہی ہے اسے دیکھ لے۔ اب وہ آدمی یہ دونوں کام نہیں کرتا کہ لوگ دیکھ رہے ہیں کیا کہیں گے کہ اچھا بھلا شریف آدمی ہے چوری کرتا ہے یا عورتوں کو دیکھتا ہے خواہ مخواہ بدنامی ہوگی یا خوف خدا کی وجہ سے یہ کام نہیں کرتا کہ اللہ ناراض ہوں گے ایسا کرنے سے اس شخص نے شریعت کا حق ادا کردیا اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے لیکن طریقت کا حق اس طرح ادا نہیں ہوتا ایسے آدمی کو ہم طریقت کا بندہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ طریقت اور تصوف یہ ہے کہ اس کے قلب کی اس قدر صفائی اور پاکیزگی ہو کہ اس کے دل میں ایسے خیالات بھی پیدا نہ ہوں مجاہدہ نفس کے ذریعے کے ذریعے دل حیوانی شہوات اور لذات سے پاک ہوجائے کیونکہ ارادے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور

گناہ باہر ہیں نیکیاں بھی باہر ہیں۔ جب دل پاک ہوجائے گا تو ارادے پاک پیدا ہوں گے۔ دل کس طرح پاک ہوگا تصوف کے ذریعے' اسی علم سے مخلوق برگزیدہ ہوتی ہے اور اللہ کی معرفت حاصل کرتی ہے۔ ذات کے قرب میں پہنچنے کا دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

ابو ہریرہؓ کی روایت کہ دوسرا علم اگر میں پھیلاؤں تو لوگ میرا گلہ کاٹ دیں گے وہ علم تصوف ہے اللہ کی معرفت کا علم ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ علم بادشاہوں کے حالات تھے یعنی یزید وغیرہ کے ظلم کے بارے میں تھا کہ وہ اس طرح ظلم کریں گے اور اگر ابو ہریرہؓ ان باتوں کو ظاہر کرتے تو بنو امیہ کے لوگ انہیں قتل کردیتے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ نبی علیہ الصلواۃ والسلام کا فرمان اور علم پوری امت کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے کسی مخصوص وقت تک نہیں۔ یہ علم تصوف یعنی معرفت کا علم ہے بادشاہوں کے بارے میں نہیں۔ علم معرفت اللہ کا بھید اور راز ہے جب بھی کوئی اسے ظاہر کے گا تو وہ اسے قتل کیا جائے گا بالکل اسی طرح جو شخص اللہ کا راز ظاہر کرلے اللہ بھی پھانسی دیتے ہیں۔ جس طرح شاہ منصور رحمتہ اللہ علیہ سے اللہ کا راز ظاہر ہوا تو پھانسی پہ لٹکائے گئے۔ شاہ شمس رحمتہ اللہ علیہ سے بھید الٰہی کھلا تو کھال کھینچوائی گئی اس طرح کے سینکڑوں واقعات کتابوں میں درج ہیں۔

دوسری روایت حضرت حسنؓ سے ہے وہ کھلم کھلا علم تصوف پر دلیل ہے کہ یہ دلوں کا علم ہے اور نفع بخش علم ہے کیونکہ اس سے آدمی پاک ہوکر جنت کا حق دار ہوجاتا ہے اور رضا الٰہی حاصل کرلیتا ہے اللہ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے جبکہ دوسرا علم صرف زبان تک ہے وہ حلق سے نیچے نہیں اترتا وہ مولویوں کا علم ہے جو دنیا کمانے کے کام آتا ہے۔ شریعت کا علم ذریعہ معاش ہے یہ علم پڑھ کر لوگ اس سے روزی کماتے ہیں اور تصوف و طریقت کا علم ذریعہ نجات ہے۔

اللہ بزرگی و برتر سے دعا ہے کہ سب مسلمانوں پر کرم و رحم فرمائیں اور دین میں سمجھ عطا فرمائیں کیونکہ پڑھنا کسب ہے اور سمجھ عطا ہے۔ پڑھنے سے سمجھ نہیں آتی جب تک وہ ذات کبریا اپنے حبیب مصطفیٰ کے طفیل عنایت نہ فرمائیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تیرھواں باب

نبیوں کے علم کے وارث علماء

مولوی لوگ کہتے ہیں کہ نبیوں کے علم کے وارث ہم ہیں یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کا علم کسب ہے اور نبیوں کا علم عطا ہے۔ کسب عطا کے برابر نہیں ہو سکتا۔ انبیاء کے علم کے وارث وہ لوگ ہوں گے جنہیں انبیاء کی طرح علم عطا ہوا ہو وہ اولیاء کرام ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ اسی طرح علم عطا کرتے ہیں جس طرح انبیاء کرام کو عطا کیا ہے۔ (سورۃ کہف)

موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کی ملاقات سے اس علم کا ثبوت ملتا ہے۔ خضر علیہ السلام کسی مدرسے میں پڑھنے نہیں گئے اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ یہ کتاب پڑھ لو میں بھی اسی سے پڑھتا ہوں بلکہ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور آپ نے اس کا اظہار فرمایا جس سے موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے اور صبر نہ کر سکے اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ ولایت اور عطائی علم دونوں کا اظہار فرما رہے ہیں۔

انبیاء علیہ السلام کو اللہ وحی کے ذریعے علم عطا کرتے ہیں اور اولیاء کرام کو الہام کے ذریعے عطا کرتے ہیں انبیاء علیہ السلام سے معجزات کا اظہار ہوتا ہے اور اولیاء کرام سے کرامات کا اظہار ہوتا ہے۔ نبیوں کو اللہ کی معرفت اور معراج نصیب ہوتی' یہی نعمت اولیاء کرام کو بھی نصیب ہوتی ہے نبی اللہ کے دوست ہوتے ہیں اولیاء اللہ کا معنی بھی اللہ کا دوست ہے۔ نبوت اللہ کا انعام ہے کوئی عبادت اور محنت سے نبی نہیں بن سکتا۔ اسی طرح ولایت بھی اللہ کا انعام ہے اپنی محنت اور عبادت سے ولی اللہ بھی کوئی نہیں بن سکتا۔ انعام والے بندے کون ہیں؟ اللہ نے خود نشاندہی فرمائی ہے۔

"پس یہ لوگ جن پر میرا انعام ہوا ہے نبی ہیں صدیق ہیں شہید اور صالحین ہیں یہ لوگ بہت اچھے دوست ہیں۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 69)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبیوں کے علم کے وارث وہی لوگ ہوں گے

جن پر نبیوں کی طرح انعام ہوا ہو یعنی صالحین بھی اولیا کرام ہی ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء کرام جن میں علامہ ابن جوزی اور مولانا جلال الدین رومیؒ کی مثالیں موجود ہیں کہ اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود یہ بزرگوں سے مرید ہوئے مولانا روم صاحب خود فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس طبریزے نہ شد

علامہ ابن جوزی اپنے وقت کا بہت بڑا عالم تھا مدت تک غوث الاعظمؒ کی مخالفت کرتا رہا جب اللہ نے ہدایت عطا فرمائی تو آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور تائب ہوئے۔ یہ دونوں عالم اپنے وقت کے تمام علماء کے استاد تھے قرآن و حدیث کے علم میں اپنی مثال آپ تھے لیکن نبیوں والے علم کے محتاج تھے جس محتاجی کو دور کرنے کے لئے بزرگوں سے رجوع کیا اور علم لدنی جو سینہ بہ سینہ نبی علیہ الصلواۃ والسلام سے چلا آرہا ہے اسے حاصل کیا جب علم لدنی نصیب ہوا تو پہلا علم جو مدرسوں سے حاصل کیا تھا۔ ہیچ نظر آنے لگا اور یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ پہلے ہم عالم ہی نہیں تھے حالانکہ قرآن و حدیث کا علم بہت پڑھے ہوئے تھے۔ جب سے بزرگوں کی غلامی اختیار کی ہے اس وقت سے علم نصیب ہوا ہے اب ہم عالم ہیں۔ خود غوث الاعظمؒ بغداد شریف کے سب سے بڑے مدرسے سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ابوسعید بن مبارک مخزومیؒ سے مرید ہوئے جو کہ کسی بھی مدرسے کے فارغ التحصیل نہیں تھے بے شمار ایسے بزرگ ہیں جو امی تھے پڑھے ہوئے بالکل نہیں تھے۔ بزرگوں سے مرید ہوئے ان کی صحبت میں رہے اور ولایت نصیب ہوئی بہترین تبلیغ کی جس سے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ فیض یاب ہوئے قصہ مختصر نبیوں کے علم کے وارث مولوی لوگ نہیں اولیاء کرام ہیں۔

بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل علما

نبی علیہ الصلواۃ والسلام کا فرمان ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہوں گے یہ بھی اولیاء کرام کے بارے میں ہے جس طرح نبیوں نے تبلیغ کی ہے اس طرح صرف اولیاء کرام نے تبلیغ کی ہے کیونکہ کسی نبی علیہ السلام نے تبلیغ کی تنخواہ نہیں وصول کی اور علماء حضرات نماز پڑھانے خطبہ دینے اذان کہنے اور دوسری جگہ جلسوں میں تقریریں کرنے کی اجرت لیتے ہیں پہلے رقم طے کرتے ہیں پھر تبلیغ کرتے ہیں جبکہ ایسا کسی نبی علیہ السلام نے نہیں کیا کہ کسی قوم سے طے کیا ہو کہ اتنی رقم لوں گا اور پھر تبلیغ کروں گا۔ تو ایسے لوگ نبیوں کی مثل نہیں ہوسکتے نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے بزرگ صحابہ کو نبیوں کی مثل فرمایا ہے۔ امیر معاویہ ابوسفیان اور عمرو بن عاص وغیرہ کو نہیں فرمایا۔ جیسے آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فرمایا کہ تو مثل ابراہیم ہے۔ اور حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ تو مثل موسیٰ ہے اور فرمایا عمرؓ کی زبان اللہ کی زبان ہے یعنی اللہ آپ کی زبان پر کلام کرتا ہے اور حضرت علیؓ کو فرمایا تو میرا بھائی ہے ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا بھائی ہارون' حضرت سلیمانؓ فارسی کو فرمایا کہ تو اہل بیت سے ہے اور فرمایا کہ اگر میرا دین ثریا میں بھی پہنچ جائے تو سلیمانؓ کے خاندان کے لوگ اسے وہاں سے بھی کھینچ لیں گے۔ نبی علیہ السلام زمین پر اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے نبی کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا شخص نبی کے مقابلہ میں خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد ہوگا۔ نبی علیہ الصلواۃ والسلام سے ام المومنین حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ میرا والد تو بہت نرم طبیعت ہے ان کی بجائے حضرت عمرؓ کو آپ خلیفہ مقرر فرمائیں تو آپ نے فرمایا نہ زمین والے اور نہ آسمان والے صدیقؓ کے علاوہ کسی کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے تو خلیفہ اول آپ ہی ہوئے۔ آپ نے عمرؓ کو مقرر فرمایا۔ عمرؓ نے عثمانؓ و علی علیہ السلام کو مقرر فرمایا آپ کے بعد خلافت ملوکیت میں بدلی تو خلافت علیحدہ ہوگئی اور بادشاہیت علیحدہ

ہوگئی۔ حضرت علی علیہ السلام نے خلافت حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو عنایت فرمائی جو کامل و اکمل اللہ کے ولی تھے اور مثل انبیا بنی اسرائیل تھے اسی طرح یہ خلافت کا سلسلہ اولیاء کرام میں ابھی تک چلا آرہا ہے اور یہ لوگ دین کی خدمت کرتے آرہے ہیں۔

حکایت ملتان شریف کے مشہور زمانہ بزرگ حضرت شمس سبزواریؒ کا قصہ مشہور ہے جو اس طرح ہے۔ ملتان کے راجہ کا لڑکا فوت ہوگیا۔ راجہ نے شہر کے سب مولویوں کو بلایا اور اس حدیث کے بارے میں پوچھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہوں گے وہ کون سے علماء ہیں؟ سب مولویوں نے کہا کہ وہ علما ہم ہیں۔ راجہ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے تھے اور مردوں کو زندہ کردیتے تھے آپ بھی ان کی مثل ہیں۔ میرا لڑکا زندہ کردیں ورنہ میں سب کو پھانسی دے دوں گا اب علماء حضرات بہت حیران اور پریشان ہوئے۔ مولویوں میں سے ایک شاہ شمسؒ کو جانتا تھا اس نے راجہ سے عرض کی کہ ہمیں مہلت دی جائے۔ راجہ نے کہا ٹھیک ہے مہلت لے کر وہ مولوی صاحب سیدھے شاہ صاحب کے آستانہ عالیہ پر پہنچے اور سارا ماجرا کہہ سنایا اور مجبوری بیان کی کہ اگر آپ یہ مہربانی نہیں فرماتے تو سینکڑوں علماء کی بیویاں بیوہ اور بچے یتیم ہوجائیں گے۔ آپ نے فرمایا تم لوگوں نے یہ دعویٰ ہی کیوں کیا کہ ہم ہیں مثل انبیاء بنی اسرائیل۔ سیدھا کہہ دیتے کہ ہمیں کیا معلوم جاکر تلاش کرتے پھرو۔ مولوی صاحب کہنے لگے ہم سمجھے شاید راجہ ایسے لوگوں کا وظیفہ مقرر کرنے والا ہے ہم لالچ میں پھنس گئے۔

آپ شفقت فرمائیں اور ہم لوگوں کو تختہ دار سے بچائیں۔ آپ مولوی کے ساتھ چل پڑے راجہ کے دربار میں پہنچے۔ لڑکا لٹایا ہوا تھا آپ نے فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھو لیکن لڑکا نہیں اٹھا۔ آپ کی طبیعت میں جوش پیدا ہوا اور فرمایا میرے حکم سے اٹھو

لڑکا زندہ ہوگیا اور کلمہ پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ علماء حضرات نے اعتراض کیا کہ یہ تو کفر کا کلمہ ہے کہ میرے حکم سے اٹھو یہ نہیں کہنا چاہئے تھا۔ پہلا کلمہ صحیح تھا کہ اللہ کے حکم سے اٹھو یہ بات ان کی سمجھ سے باہر تھی کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ شاہ شمس رحمتہ اللہ علیہ کی زبان پر کلام کررہے تھے یہ خود اللہ نے فرمایا کہ میرے حکم سے اٹھو اور لڑکا زندہ ہوگیا۔

اگر مولوی مثل انبیاء بنی اسرائیل ہوتے تو یہ کام ان سے ہوتا اور اس کام کا شاہ شمس سبزواری سے ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اولیاء کرام ہی مثل انبیاء بنی اسرائیل اور نبیوں کے علم کے وارث ہیں' مولوی نہیں۔

حکایت ولی تراش عراق کے مشہور بزرگ ہوئے ہیں کہ جسے بھی توجہ سے دیکھا ولی کردیا اس لئے ولی تراش مشہور ہوئے یعنی ولی بنانے والے' ایک دن ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ بنی اسرائیل میں ایسے ولی ہوئے ہیں جن کی صحبت سے کتا جنتی ہوگیا۔ کیا حضورؐ کی امت میں ایسے ولی ہیں۔ یہ سن کر آپ کی طبیعت میں جوش پیدا ہوا سامنے کتا جارہا تھا آپ نے کتے کو توجہ دی اور فرمایا یہ کتا جنتی ہے جب تک وہ کتا زندہ رہا ساری بستی کے کتے روٹیاں لاکر اس کے سامنے رکھتے جب وہ تقسیم کرتا تو پھر کھاتے اس کی طرف پیٹھ نہیں کرتے تھے جب وہ دوسری بستی میں جاتا تو اس بستی کے کتے اس چھوڑنے جاتے اور اگلی بستی کے کتے اسے لینے آتے جب وہ مرا تو آپ نے اس کے کفن اور دفن کا حکم فرمایا کہ صحاب کہف کے کتے کی طرح یہ بھی جنتی ہوگیا ہے لہٰذا اسے باقاعدہ کفن دے کر دفن کیا۔

آپ کے دربار شریف کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک دن ایک مرد اور عورت اپنے جوان بیٹے کو آپ کے پاس لائے لڑکا جوان تھا اور پیدائشی اندھا تھا وہ دونوں پختہ ارادہ کرکے آئے کہ اگر آج ہمارے بیٹے کی نظر ٹھیک نہ ہوئی تو ہم دونوں دربار میں ٹکریں

مار مار کر مر جائیں گے گھر واپس نہیں آئیں گے۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ بیٹھے تھے انہوں نے اپنا ماجرا عرض کیا۔ آپ سن کر فرمانے لگے وہ تو عیسیٰ علیہ السلام تھے جو مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ میں کوئی عیسیٰ ہوں جو مردے کو زندہ کردوں۔ اس طرح فرمایا اور اٹھ کر چل دیئے۔ میاں بیوی اٹھے اور دیوار میں ٹکریں مارنے لگے کہ ہم مر جائیں گے اپنے اکلوتے بیٹے کو اندھا لے کر واپس نہیں جائیں گے آپ وہیں رک گئے آپ کی زبان پر کلمہ جاری ہوا کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے میں کرتا تھا اب بھی میں کردوں گا۔ آپ واپس آئے اور لڑکے کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا وہ بینا ہوگیا۔ اس کے والدین بہت خوش ہوئے۔ حاضرین نے دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے پہلے آپ نے فرمایا میں کوئی عیسیٰ ہوں جو مردہ زندہ کردوں پھر فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتا تھا میں کرتا تھا اب بھی میں کردوں گا آپ نے فرمایا پہلا کلمہ تو میں نے کہا تھا کہ پیدائشی نابینا تو مردے کے موافق ہے اور مردے زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا میں یہ کام نہیں کرسکتا یہ کہہ کر میں چل پڑا دوسرا جملہ اللہ نے میری زبان پر کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ نہیں کرتے تھے اس وقت بھی ان کے ذریعے میں (یعنی اللہ) ہی مردوں کو زندہ کرتا تھا آپ کیوں بھاگ رہے ہیں اب بھی میں کردوں گا اور مجھے علم دیا کہ اس لڑکے کی بینائی میں نے آپ کے لعاب میں رکھ دی ہے آپ اپنا لعاب دہن لگائیں یہ بینا ہوجائے گا۔ سو ہوگیا۔

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی دن سے کلام فرماتے تھے جس دن آپ پیدا ہوئے۔ اسی دن اپنی ماں کی پاکیزگی بیان کی اور اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے کتاب لے کر آیا ہوں۔ یہ زمین پر آپ کا پہلا معجزہ تھا کہ پیدا ہوتے ہی تبلیغ شروع کردی اور یہ واقعی مخلوق کے لئے حیران کن بات تھی ورنہ بچہ دو تین سال میں معمولی بولنا شروع کرتا ہے۔

دہلی کا مشہور واقعہ ہے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ' خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اول تھے۔ آپ کے پاس بہت عقیدت مند زیارت کی غرض سے حاضر ہوتے اور فیض و برکت حاصل کرتے۔ دہلی کے سب سے بڑے مولوی صاحب جو وقت کے قاضی بھی تھے آپ سے بہت حسد کرتے۔ حسد اس بات پر کرتے کہ میں اتنا بڑا مولوی ہوں اور وقت کا قاضی بھی ہوں میرے پاس اتنے لوگ نہیں آتے جتنے ان کے پاس آتے ہیں۔ اسی حسد کی وجہ سے مولوی صاحب نے ایک فاحشہ عورت کو لالچ دے کر خواجہ صاحب پر زنا کا الزام لگوا دیا۔ (نعوذ باللہ) عورت حاملہ تھی کچھ رقم لے کر اس نے خواجہ صاحب پر الزام لگادیا کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے یہ خواجہ صاحب کا حمل ہے۔ بات بادشاہ تک پہنچی بادشاہ نیک آدمی تھی اس نے کہا مجھے یقین نہیں آتا یہ کام خواجہ صاحب کا نہیں ہوسکتا لیکن مولوی صاحب بضد تھے۔ آخر کار یہ طے ہوا کہ اجمیر شریف سے خواجہ غریب نوازؒ کو بھی بلایا جائے کیونکہ یہ ان کے خلیفہ ہیں اور سب معززین دہلی کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے اور سب کے سامنے شاہی دربار میں فیصلہ ہو۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو انہوں نے کہا کہ خواجہ غریب نواز خواجہ بختیار کاکیؒ کی صفائی دے دیں۔ اس بات پر خواجہ غریب نوازؒ فرمانے لگے یہ فیصلہ صحیح نہیں ہے لوگ بعد میں کہیں گے پیر نے مرید کی صفائی دے دی اور یہ ان کی مجبوری تھی جان چھڑانے کے لئے ایسا کیا۔ آپ نے فرمایا صحیح فیصلہ یہ ہے کہ اس عورت کو بلایا جائے مولوی بولے وہ نہیں آسکتی اس کی گود میں دو دن کا بچہ ہے آپ نے فرمایا اسی بچے کی ضرورت ہے شاہی انتظام کے تحت بچے سمیت عورت کو لایا گیا خواجہ صاحب نے توجہ دے کر بچے سے کہا کہ تم سارا ماجرا سنا دو۔ دو دن کا بچہ ماں کی گود سے کہنے لگا میری ماں جھوٹ کہتی ہے۔ خواجہ صاحب پر الزام ہے یہ بالکل پاک ہیں میں فلاں آدمی کا نطفہ ہوں۔ ساری مخلوق حیران تھی کہ دو دن کا بچہ کلام کررہا ہے۔

مولوی صاحب نے اپنا جرم قبول کرلیا کہ حسد کی وجہ سے میں نے یہ جرم کیا ہے۔ معافی کا خواستگار ہوا۔ خواجہ صاحب نے معاف فرما دیا۔

حدیث پاک سے ثبوت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے بہتر گروہ ہوئے تھے میری امت کے تہتر گروہ ہوں گے جن میں ایک گروہ حق پر ہوگا باقی جہنمی ہوں گے۔

اب مسلمانوں کے جتنے گروہ ہیں ہر فرقے میں بڑے بڑے عالم موجود ہیں کوئی فرقہ ایسا نہیں جس میں کوئی عالم نہ ہو ہر فرقے سے ایک ایک عالم لیا جائے تو تہتر عالم ہوئے جن میں سے ایک عالم جنتی اور بہتر (72) دوزخی' جن علماء میں اتنی بڑی تعداد دوزخیوں کی ہو وہ مثل انبیاء بنی اسرائیل نہیں ہوسکتے کیونکہ نبی علیہ السلام سارے کے سارے اعلیٰ جنت کے درجوں میں ہوں گے۔

نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا جس سے علم کی بات پوچھی گئی پھر اس نے اس کو چھپالیا قیامت کے دن آگ کی لگام پہنایا جائے گا۔ (احمد' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی علم حاصل کرے اور اس علم سے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کی بجائے دنیا کا مال و اسباب حاصل کرے وہ قیامت کے دن جنت کی بو تک نہ پائے گا۔ (مشکواۃ باب علم)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کی رسم رہ جائے گی ان کی مسجدیں آباد ہوں گی۔ حقیقت میں ہدایت سے خالی ہوں گے ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں ان کے نزدیک سے فتنہ نکلے گا اور ان میں لوٹ آئے گا۔

حاصل کلام اس طرح کی بے شمار احادیث کتابوں میں درج ہیں یہ مولویوں کے حالات ہیں کہ علم حاصل کرتے ہیں اس علم سے روزی کماتے ہیں اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کرتے ہر فرقے کا مولوی اپنے عقائد کی حدیثیں بیان کرتا ہے جن حدیثوں سے ان کا عقیدہ جھوٹا ثابت ہوتا ہے اسے چھپاتا ہے ایسے علماء کو آگ کی لگام قیامت میں پہنائی جائے گی اور یہی علماء زمین پر بدترین مخلوق ہیں اس قسم کے علماء نبیوں کے علم کے وارث نہیں ہوسکتے نہ ہی مثل انبیاء بنی اسرائیل ہیں بلکہ نبیوں کے علم کے وارث اور مثل انبیاء بنی اسرائیل اولیاء کرام ہیں جو زمین پر نبیوںؑ کے بعد بہترین مخلوق ہیں اور اللہ کے انعام یافتہ بندے ہیں بلاحساب جنتی ہیں۔ قیامت کے دن نہ ان لوگوں کو ڈر ہوگا نہ خوف اور نہ ہی غمگین ہوں گے اور یہ لوگ نبیوں کی طرح مخلوق کی شفاعت کریں گے ان لوگوں کو یعنی اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نبیوں کی طرح علم عطا کرتے ہیں۔ (سورۃ کہف)

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ نبیوں کے علم کے وارث اور بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل اولیاء کرام ہی ہیں۔

چودھواں باب

کونسا فرقہ حق پر ہے........؟

آخری بیماری کے دنوں میں وصال مبارک سے چند دن پہلے سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیؐ نے فرمایا کہ قلم اور کاغذ لاؤ میںؐ کچھ وصیت لکھوادوں۔ اس وقت صحابہ کرامؓ کافی تعداد میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے گھر کے لوگ بھی موجود تھے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ ہمارے لئے قرآن پاک کافی ہے۔ یہ سن کر سرکار خاموش ہوگئے کیونکہ آپؐ کا فرمان ہے کہ عمرؓ کی زبان اللہ کی زبان ہے آپؐ سمجھ گئے کہ عمرؓ کی زبان پر یہ اللہ نے کلام فرمایا ہے کہ آپؐ فکر نہ کریں آپ کی امت کے لئے قرآن کافی ہے۔ اس میں مکمل دین ہے۔ ایک دفعہ سرکار دو جہاں نے فرمایا میںؐ آپ لوگوں میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں جب تک اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ دو چیزیں قرآن اور اہل بیت ہیں۔ حدیث نبویؐ ہے آپؐ نے فرمایا میری اہل بیت کشتی نوح کی مانند ہے۔

اہل بیت سے مراد اولیاء کرام ہیں لوگ اس سے مراد سید لیتے ہیں جبکہ کتنے سید چور ڈاکو اور گمراہ ہیں۔ فرمان رسولؐ ہے کہ سلمان فارسیؓ میری اہل بیت سے ہے اور حضرت سلمان فارسی نہ عرب کے رہنے والے ہیں نہ قریشی ہیں نہ ہاشمی ہیں۔ رشتہ داری کے حساب سے حضورؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے آپ کو ولایت نصیب تھی۔ حضورؐ کے سچے عاشق غلام اور صحابی تھے اس لئے آپؐ نے ان کو ایسا فرمایا مزید فرمایا کہ اگر میرا دین ثریا میں بھی چلا گیا تو سلمان کے خاندان کے لوگ اسے وہاں سے بھی کھینچ لیں گے۔ اس سے مراد بھی اولیاء کرام ہیں نہ کہ سلمانؓ فارسی کے رشتہ دار، کیونکہ بزرگوں کے شجرے نسبتی نہیں پیر سے پیر کا شجرہ ہے نسبتی شجرے ہوتے ہیں۔

اب ہم نے ہر فرقے کو قرآن و سنت پر پیش کرنا ہے جو فرقہ قرآن و سنت کے مطابق ہے وہی فرقہ حق پر ہے جو اس کے خلاف ہے وہ فرقہ گمراہ اور جہنمی ہے۔

قرآن پاک میں بیعت رضوان کا واقعہ موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے نبیؐ جن لوگوں نے درخت کے نیچے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی انہوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے میں ان سے راضی ہوگیا ہوں۔ دوسری جگہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بشارت فرمائی کہ جن لوگوں نے میرے راستے میں ہجرت کی وہ جنتی ہیں۔ مہاجرین اور انصار جنتی ہیں۔ بدری صحابی جنتی ہیں' عشرہ مبشرین جنتی ہیں' حدیبیہ میں جو شامل ہوچکے ہیں وہ بھی جنتی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اب غور فرمائیں جن صحابہ کرامؓ نے ہجرت مدینہ کی وہی بدر کے غزوہ میں بھی شامل ہیں اہل مدینہ انصار ہیں۔وہ بھی بدری ہیں۔ عشرہ مبشرین بھی وہی ہیں۔ وہی بیعت رضوان میں شامل ہیں۔ جن لوگوں کے لئے اتنی دفعہ جنتی ہونے کی بشارت آئے اللہ اور اس کا رسولؐ جن لوگوں کو جنتی فرمائیں اور بار بار جنتی فرمائیں تو جو فرقہ ان لوگوں کو برا کہے اور دوزخی کہے (نعوذ باللہ) ایسا فرقہ کبھی بھی حق کا فرقہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسا فرقہ صریحاً قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث کی مخالفت گمراہی ہے۔

زکوٰۃ فرض ہے جو فرقہ کہے کہ ہماری فقہ میں زکوٰۃ معاف ہے ہم پر فرض نہیں یا اور کسی حیلے بہانے سے زکوٰۃ کا انکار کرے وہ فرقہ بھی حق پر نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے قطعی فیصلہ فرمایا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والا کافر ہے۔ (سورۃ حم سجدہ آیت 7)

جو فرقہ ولایت کا انکار کرتا ہے اب ان کے متعلق قرآن پاک میں دیکھتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ دعا کا طریقہ بتا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ان لوگوں کا راستہ مانگو جن پر میرا انعام ہوا ہے اور انعام والے بندوں کی خود نشاندہی فرمائی ہے۔

انعام والے بندے نبیؐ صدیق شہید الصالحین (سورۃ نساء آیت 69)

اس سورت میں فرماتے ہیں "اطاعت کرو اللہ کی اللہ کے رسولؐ کی اور صاحب حکم کی جو

تم میں سے ہو۔ (سورۃ نساء آیت 59)
دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ کونو مع الصادقین سچے لوگوں کے ساتھ لگے رہو۔
حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو میرے ولی سے جھگڑا کرتا ہے وہ مجھے جنگ کا چیلنج کرتا ہے میرا بھی اسے اعلان جنگ ہے وہ میرے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہوجائے۔ (بخاری شریف)
پس ایک بندے کو ہمارے بندوں سے پایا جس کو ہم نے اپنی رحمت سے علم سکھایا تھا۔ (سورۃ کہف آیت 65)
جس دن ہم ہر جماعت کو ہم ان کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے (سورۃ بنی اسرائیل آیت 71)
یہ تمام قرآنی آیات اولیاء کرام کے بارے میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان اولیاء اللہ لاخوف علیهم ولاهم یحزنون○ کہ میرے ولیوں کو قیامت میں نہ ڈر خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

امت کے ثواب کا بیان

میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی جو ان کی مخالفت کرے گا ان کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آئے وہ اس حالت پر ہوں گے۔ (مشکواۃ)

اب جو لوگ اولیاء کرام کا انکار کرتے ہیں وہ دراصل قرآن و حدیث کا ہی انکار ہے۔ مندرجہ بالا قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اولیاء کرام حضورؐ کی امت میں قیامت تک موجود رہیں گے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پہلے زمانے میں بزرگ ہوتے تھے اب نہیں ہیں اس طرح کا عقیدہ رکھنے والے دونوں

فرقے حق کے فرقے نہیں ہیں۔

علم غیب کا انکار کرنے والا فرقہ

قرآن پاک میں اللہ رب العزت ذوالجلال فرماتے ہیں کہ تمہارا نبی غائب کا علم جانتا ہے اور بتانے میں کنجوسی بھی نہیں کرتا۔ (سورۃ تکویر آیت نمبر 23)

سورۃ جن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اللہ اپنا غیب کا علم پیغمبروں میں جس کو چاہے اس پر ظاہر کرتا ہے۔"

شفاعت کا بیان مشکوٰۃ شریف

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دوزخ سے نکلنے والے آخری دوزخی اور آخری جنتی کو جانتا ہوں۔

اسی طرح اور بہت سی احادیث ہیں جن سے نبیوں کو علم غیب ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور خود نبی ﷺ تو نبیوں کے سردار ہیں اور سب سے زیادہ علم آپؐ کو اللہ نے عطا فرمایا۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ حضورؐ علم غیب جانتے تھے اس کا مفصل بیان علم غیب کے باب میں آئے گا۔ اب جو فرقہ حضورؐ کے علم غیب پر اعتراض کرے وہ قرآن و حدیث کی مخالفت کرتا ہے قرآن و حدیث کی مخالفت گمراہی ہے۔ ایسے عقائد رکھنے والا فرقہ بھی حق پر نہیں ہو سکتا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نور و کتاب مبین میں نے روشن کتاب اور نور یعنی حضرت محمد ﷺ تمہاری طرف بھیجا' اب جو فرقہ حضورؐ کے نور ہونے کا انکار کرے تو وہ اللہ کی کتاب کی مخالفت کررہا ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ نے صاف فرمایا

ہے کہ حضورؐ نور ہیں تو ایسا عقیدہ رکھنے والا فرقہ بھی حق پر نہیں ہو سکتا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبیؐ کہہ دو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے۔ اس میں آپؐ کی جنس بشر اوز حیثیت وحی فرمائی ہے اس حیثیت کا بشر قیامت تک کوئی نہیں آئے گا کیونکہ اب قیامت تک کسی پر وحی نہیں آئے گی جو گروہ آپؐ کو اپنے جیسا بشر یا بڑے بھائی جیسا بشر یا گاؤں کے چوہدری جیسا کہے گا وہ فرقہ گمراہ ہے ان کا عقیدہ باطل ہے کیونکہ کسی کے بھائی باپ یا چوہدری پر وحی نہیں آتی ایسا فرقہ بھی حق پر نہیں ہو سکتا۔

عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں وہ اپنے جسم و جان سمیت نازل ہوں گے پیدا نہیں ہوں گے اور جو فرقہ کسی ایسے آدمی کو جو پیدا ہوا ہو عیسیٰ ابن مریم کہے تو وہ فرقہ گمراہ ہے۔

باب نزول عیسیٰ علیہ السلام مشکواۃ شریف

عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے سفید مینار پر نازل ہوں گے دو زرد کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ امام مہدی علیہ السلام زمین پر اللہ کا خلیفہ ہوں گے ان کے علاوہ جو کسی دوسرے شخص کو خلیفۃ اللہ کہے وہ فرقہ بھی مرتد ہے۔ جیسے قادیانیوں کا لاہوری گروپ وہ مرزا کو امام کہتے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔ (قرآن) وہ سفید مینار پر نازل ہوں گے۔ (ترمذی) امام مہدی علیہ السلام حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں پیدا ہوں گے۔ یہ دو شخصیتیں ہیں جو فرقہ یہ کہے کہ یہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں تو وہ فرقہ بھی قرآن و حدیث کی مخالفت کرتا ہے اور ایسا کہنا گمراہی ہے یہ فرقہ بھی بہتر دوزخی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔

قرآن پاک میں ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو لعنتی فرمایا ہے اور اسے راندہ درگاہ کیا ہے اس کی گمراہی کی وجہ سے اس پر غضب کیا لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈالا اور فرمایا آخرت میں تجھے اور تیرے ساتھیوں کو جہنم میں ڈالوں گا۔ اب جو فرقہ شیطان کو حق پر سمجھے اور اسے اللہ کا عاشق اور مواحد کہے تو وہ فرقہ بھی شیطانی گروہ ہے اور حق کا فرقہ نہیں ہوسکتا۔

شیطان کو آدم علیہ السلام سے بغض تھا جس وجہ سے جہنمی ہوا۔ آدم علیہ السلام نبی تھے ان سے بغض رکھنے والا شیطان جہنمی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبیوں کے نبیؐ ہیں سید المرسلین ہیں ان سے بغض رکھنے والا فرقہ بھی کبھی جنتی نہیں ہوسکتا جیسا کہ نبیؐ نے فرمایا۔ میری امت میں اختلاف اور تفرقہ ہوگا ایک گروہ ہوگا جو اچھا کہیں گے برا کریں گے قرآن پڑھیں گے وہ ان کی گردنوں کے ذخرہ سے آگے نہیں بڑھے گا دین سے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے دین کی طرف نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ تیر اپنی سوفار کی طرف لوٹ آئے وہ بدترین مخلوق میں سے ہیں خوشحالی ہے اس شخص کے لئے جو ان کو قتل کرے اور وہ اس کو قتل کریں وہ اللہ کی کتاب کی طرف بلائیں گے حالانکہ ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ان سے جو لڑائی کرے گا وہ ان سے اللہ کے زیادہ نزدیک ہوگا انہوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا سر کا منڈانا' وہ ہمیشہ خروج کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخر مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا جب تم ان کو ملو قتل کرو وہ بدترین آدمیوں اور جانوروں کے ہیں۔

حق پر فرقہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے صراط مستقیم یعنی سیدھا راستہ ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر میرا انعام ہوا ہے۔ اور گمراہی کا راستہ ان لوگوں کا راستہ جن پر میہ

غضب ہوا ہے۔ (سورۃ فاتحہ)

انعام والے بندے نبی صدیق شہید صالحین ہیں۔ (سورۃ نساء آیت 69)
اب قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ صدیق پیدا ہو گا اب ولایت کا زمانہ ہے اور یہ اللہ کے انعام والے بندے ہیں جس فرقہ میں ولایت کی پیدائش ہو رہی ہے وہی فرقہ حق پر ہے۔ اولیاء کرام شروع سے آج تک فرقہ اہل سنت و الجماعت میں ہی پیدا ہوئے ہیں مثلاً داتا صاحبؒ بابا فرید الدین گنج شکرؒ باہو سلطانؒ و دیگر اولیاء کرام سب اسی فرقہ میں پیدا ہوئے ہیں اور یہی فرقہ حضورؐ کے بعد صحابہ اجمعین سے لے کر آج تک موجود ہے۔ باقی فرقے بعد میں پیدا ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں کوئی فرقہ سو سال پہلے کوئی دو سو سال پہلے کوئی چار سو سال پہلے پیدا ہوا۔ جب بھی کوئی شخص گمراہ ہوا اس نے گمراہ فرقہ پیدا کر دیا وہ ہدایت والے فرقہ سے علیحدہ ہو گیا اور انہوں نے اپنا علیحدہ نام رکھ لیا۔ عام آدمی کی سمجھ کے لئے یہ کافی ہے کہ دین نبی ﷺ کی طرف سے ہماری طرف رہا ہے وہی فرقہ حق پر ہے جو اس وقت سے چل رہا ہے جو فرقہ بعد میں پیدا ہوا ہے وہ کبھی بھی حق پر نہیں ہو سکتا کیونکہ پہلے لوگ حق پر تھے بعد میں گمراہ ہوئے ہیں اور بعد میں ہی گمراہ فرقے پیدا ہوئے ہیں۔ داتا صاحبؒ کی کتاب کشف المحجوب میں بھی آپؒ نے اس فرقہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ امام غزالیؒ اور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتابوں میں فرقہ اہلسنّت و الجماعت کو ہی حق پر فرمایا ہے۔

اہل سنت فرقہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت فرقہ ہیں والجماعت نہیں ہیں ایسا کہنے والا فرقہ بھی گمراہ فرقہ ہے کیونکہ والجماعت کا مطلب ہے اولیاء کرام تو اولیاء کرام کا انکار قرآن و حدیث کا انکار ہے۔ حضورؐ کے بعد صحابہؓ اور صحابہؓ کے بعد تابعی پھر تبع تابعین اور ان کے بعد اولیاء کرام یہ سارے والجماعت میں آتے ہیں کیونکہ ان

لوگوں نے کچھ کام دین میں رائج فرمائے ہیں جن کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثبوت نہیں لیکن سرکار دو جہاں کا منشا مبارک تھا کہ یہ کام اس طرح ہو لیکن کسی ڈر کی وجہ سے آپؐ نے نہیں کیا جس طرح بیس تراویح روزانہ باجماعت رمضان شریف میں پڑھنا۔ آپؐ کو یہ عمل بہت پسند تھا لیکن آپؐ نے یہ عمل پورا مہینہ باجماعت اس لئے نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ تراویح فرض نہ فرمادیں۔ یہ سوچ کر کہ اگر یہ فرض ہوگئیں تو امت تنگ ہوگی اس لئے آپؐ نے کبھی جماعت کے ساتھ کبھی اکیلے کبھی آٹھ کبھی بارہ اور کبھی بیس اور کبھی کوئی بھی نہ پڑھی ناغہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ آپؐ کی طبیعت مبارک کو سمجھتے تھے تو آپؓ نے بیس تراویح باجماعت مکمل رمضان شریف میں مقرر فرمائیں کیونکہ اب ان کے فرض ہونے کا خطرہ نہیں تھا وحی بند ہوچکی تھی اس لئے حضرت عمرؓ نے حضورؐ کی منشا مبارک کے مطابق بیس تراویح باجماعت کا طریقہ رائج فرمایا۔

صحابہ کرامؓ اول ہدایت والے لوگ تھے ان کے فرمان کے مقابلہ میں کسی دوسرے آدمی کی بات کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ صحابہ کرامؓ کے فرمان یا عمل کو ٹھکرانا ان سے بغض کی علامت ہے نبیؐ کا فرمان ہے کہ عمرؓ سے بغض رکھنے والے کافر یا منافق ہوگا مومن نہیں ہوسکتا۔

قصہ مختصر حق پر فرقہ صرف اور صرف اہل سنت والجماعت ہے جو نہ نبیؐ سے بغض رکھتے ہیں اور نہ ہی صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرام سے بغض رکھتے ہیں بلکہ یہ لوگ اولیاء کرام کے عاشق ہیں اور قرآن و حدیث سے ثبوت ہے کہ بزرگوں کی محبت اللہ رسولؐ کی محبت ہے۔

پندرھواں باب

اولیاء کرام نے قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر کیوں نہیں لکھی؟

1۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اگر اپنے کسی بندے کی بھلائی چاہتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا کردیتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

2۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے ایسا سوال کیا گیا جسے وہ جانتا ہے اور اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ (ترمذی شریف)

3۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم ایک ہی دفعہ نہیں اٹھالیں گے بلکہ علماء کی وفات کے ساتھ ساتھ اٹھاتے جائیں گے یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے چنانچہ ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

4۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم لوگوں کو اس حالت پر نہ پاؤں کہ وہ اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور میرا کوئی حکم اسے سنایا جائے تو یہ کہنے لگے کہ مجھے تو معلوم نہیں ہم تو جو چیز قرآن کریم میں پائیں گے اسی کی اتباع کریں گے۔ (ترمذی باب العلم) حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضرتؐ سے حدیث لکھنے کی اجازت مانگی۔ تو آپؐ نے اجازت نہیں دی۔

5۔ حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد اتنی بلیغ نصیحت فرمائی کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور دل کانپنے لگا ایک شخص نے عرض کیا یہ تو رخصت ہونے والے کی وصیت ہے آپ ہمیں کیا وصیت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تم لوگوں کو تقویٰ اور سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں

خواہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا خبردار نئی چیزوں سے بچنا کیونکہ یہ گمراہی کا راستہ ہے لہٰذا اگر کسی پر ایسا وقت آجائے تو اسے چاہئے کہ میرے اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑے تم لوگ اسے دانتوں سے مضبوطی سے پکڑلو۔

6۔ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کرنے سے بچو مگر اس چیز کو کہ تم کو اس کا علم ہے جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنالے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

7۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف جھوٹ منسوب نہ کیا کرو اس لئے جس نے ایسا کیا وہ دوزخ میں جائے گا۔ (ترمذی شریف)

8۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس نے قرآن میں اپنی عقل سے کہا پس چاہئے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں کرلے۔ (مشکواۃ)

9۔ جندبؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن میں اپنی عقل سے کہا صحیح واقع ہوا پس تحقیق اس نے خطا کی۔ (ابوداؤد۔ مشکواۃ)

10۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغالطہ دینے سے منع کیا۔ (ابوداؤد۔ مشکواۃ)

11۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا ہے دین میں سمجھ رکھنے والا شخص اگر اس کی طرف محتاج ہوا جائے تو وہ نفع دیتا ہے اگر اس سے بے پروائی کی جائے تو وہ بھی اپنی جان کو بے پرواہ کرلیتا ہے۔ (مشکواۃ علم کا بیان)

12۔ زیاد بن حدیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا تو جانتا ہے کہ اسلام کو کونسی چیز گرا دیتی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اسے گرا دیتا ہے عالم کا پھسلنا منافق کا

جھگڑنا کتاب اللہ کے ساتھ اور گمراہ سرداروں کا حکم کرنا۔

ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھیں تو صاف سمجھ آرہا ہے کہ اولیاء کرام نے قرآن پاک کی تفسیر کیوں نہیں لکھی۔ کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ جس نے اپنی عقل سے قرآن میں کچھ کہا یعنی اپنی عقل سے ترجمہ وغیرہ کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے علم نہیں دیا تھا۔ تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ جس طرح یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے یا الہامی طریقے سے نازل فرمائی ہے اسی طریقے سے اس کا مطلب بھی جس شخص کو الہام فرمائیں وہ شخص قرآن کو صحیح سمجھے گا ورنہ اپنی عقل سے اس کا مطلب غلط بیان کرے گا جس طرح علماء ظاہر نے کیا کہ اپنی عقل سے سب نے علیحدہ علیحدہ مطلب بیان کیا ایک ہی قرآن کے کتنے ترجمے کئے اور امت مسلمہ میں تفرقہ پیدا کردیا اور کتنے فرقے بنا دیئے اگر اللہ علم دیتے تو سب ایک مطلب بیان کرتے وہ صحیح ہوتا اور کوئی فرقہ پیدا نہ ہوتا دوسری حدیث میں سرکار مدینہ فرمارہے ہیں کہ جس نے قرآن میں اپنی عقل سے کہا اور صحیح کہا۔ تحقیق اس نے خطا کی۔ اب اس حدیث پاک میں تو حضورؐ اپنی عقل سے صحیح ترجمہ کرنے کو بھی غلطی فرمارہے ہیں اور علماء کرام نے جان بوجھ کر یہ غلطی کی کہ نہ جانتے ہوئے بھی اپنی عقل سے ترجمے کئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن پاک کا ایک ہی مطلب ہے انہوں نے مختلف ترجمے کئے جو صحیح نہیں ہوسکتے۔ اولیاء کرام خطاکار نہیں ہوتے اس لئے انہوں نے یہ خطا نہیں کی۔

عالم کا پھسلنا اسلام کو گرا دیتا ہے یعنی خراب اور کمزور کردیتا ہے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرکے ایک نیا فرقہ بنا دیتا ہے اس وقت جتنے فرقے ہیں سب بڑے بڑے علما نے ہی بنائے ہیں وہ قرآن سے ہی مغالطہ دیتے ہیں اور نبی کریمؐ نے مغالطہ دینے سے منع فرمایا ہے۔

خلاصہ کلام

حدیث نمبر پانچ میں رسول کریم ﷺ وصیت فرما رہے ہیں کہ میرے بعد بہت اختلافات ہوں گے نئی نئی چیزیں ہوں گی اور وہ گمراہی کا راستہ ہے ان سے بچنا اور جب ایسا وقت آجائے تو آپ کو چاہیے کہ میری سنت اور خلفا راشدین کی سنت پر عمل کریں اور اس کو مضبوطی سے پکڑیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا حضورؐ نے قرآن پاک کی تفسیر لکھی یا لکھوائی یا کسی صحابیؓ کو لکھنے کا حکم فرمایا۔ حالانکہ آپؐ صاحب قرآن تھے آپؐ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں۔ اس کے باوجود آپؐ نے قرآن کی تفسیر نہیں لکھی اور نہ ہی کسی صحابیؓ سے لکھوائی۔

آپؐ کے بعد خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرین جو کہ سارے بزرگ صحابہؓ تھے اور جنت کی بشارت مل چکی تھی اللہ کے مقبول بندے تھے انہوں نے بھی قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی حالانکہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے صحبت یافتہ تھے عالم تھے صوفی تھے درویش تھے اللہ کے ولی تھے ان سے کرامات کا اظہار ہوا۔ حضورؐ کے بعد ساری مخلوق سے بڑھ کر بزرگ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج شناس تھے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود انہوں نے قرآن کی تفسیر نہیں لکھی۔ کتابیں لکھیں ہیں ان کے فرمانات موجود ہیں۔ اولیاء کرام نے بھی اسی لئے قرآن پاک کی تفسیر اور ترجمے نہیں لکھے کہ جو کام رسول خداؐ نے نہیں کیا اور نہ کرنے کا حکم دیا بلکہ منع فرمایا اور نہ ہی خلفاء راشدین نے کیا اور نہ کرنے کا حکم دیا۔

صحابہ کرامؓ کی سنت کے مطابق بزرگان دین نے بھی مخلوق کی ہدایت کے لئے کتابیں لکھیں جس طرح داتا صاحب کی کشف المحجوب سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کی

ہشت بہشت، غوث پاکؓ کی فتوح الغیب، امام غزالی کی سو کے قریب کتابیں جن میں سے زیادہ مشہور کیمیائے سعادت، احیاء العلوم، منہاج العابدین وغیرہ ہیں۔ اس طرح کی بے شمار کتابیں بزرگان دین نے تحریر فرمائی ہیں جن سے مخلوق خدا ہدایت حاصل کر کے خدا رسیدہ ہورہی ہے اور ان بزرگوں کی کتابوں سے کوئی گمراہ فرقہ پیدا نہیں ہوا۔ بزرگان دین کو اللہ علم عطا فرماتے ہیں یہ لوگ ناطق قرآن ہیں یعنی بولنے والے قرآن، ان سے مخلوق ہدایت اور نور ایمان حاصل کرتی ہے ان کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے لوگ برگزیدہ ہوجاتے ہیں یہ لوگ اللہ کے انعام یافتہ بندے ہیں۔ چونکہ اولیاء کرام کوئی کام سنت نبویؐ کے خلاف نہیں کرتے اس لئے انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی۔

سولھواں باب

انبیاء علیہ السلام کا علم غیب

انبیاء علیہ سلام کے علم کے بارے میں مسلمانوں کے تمام فرقے متفق نہیں ہیں کچھ فرقے کہتے ہیں کہ نبیوں کو علم غیب نہیں تھا اللہ کے سوا علم غیب کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی اللہ نے کسی کو غیب کا علم دیا ہے اہل سنت و الجماعت فرقہ کے لوگ اس چیز کے قائل ہیں کہ اللہ نے اپنے نبیوں کو یہ علم عطا فرمایا تھا اب قرآن و حدیث سے دیکھتے ہیں کہ کیا نبی علیہ سلام بلم غیب جانتے تھے اور خاص کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ سیدالمرسلین ہیں نبیوں کے نبیؐ ہیں کیا آپؐ غیب کا علم جانتے تھے۔

اول نبی آدم علیہ سلام میں جب ان کو پیدا کرنے. کا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں اعلان فرمایا تو فرشتوں نے مخالفت کی کہ باری تعالیٰ ہم تیری حمد و ثنا کیلئے کافی ہیں آدم علیہ سلام اور اس کی اولاد تو زمین میں فساد پھیلائیں گے قتل و غارت کریں گے' بدامنی پھیلائیں گے ایک دوسرے کا حق ماریں گے اس لئے آپ ایسی مخلوق کو پیدا نہ فرمائیں رب ذولجلال نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ سلام کو پیدا فرمایا۔ سجدہ تعظیم کروایا۔ یہ سب کچھ زمین پر ہوا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ' آدم علیہ السلام کو جنت میں لے گئے اور فرشتوں سے پوچھا کہ ان چیزوں کے نام بتاؤ وہ چیزیں فرشتے روزانہ دیکھتے تھے لیکن ان کے نام نہیں جانتے تھے یہ فرشتوں کے علم کا امتحان تھا اور آدم علیہ سلام کے علم کا اظہار تھا فرشتوں نے انکار کیا کہ ہم ان چیزوں کے نام نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پوچھ لو آدم علیہ سلام سے ہم نے سکھا دیا۔ آدم علیہ سلام نے سب چیزوں کے نام بتا دیے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انبیاء علیہ سلام کو علم صرف وحی یعنی جبرائیل علیہ سلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔ لیکن اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ وحی کے بغیر بھی اللہ تعالیٰ علم عطا فرما دیتے ہیں کیونکہ جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ ہم ان چیزوں کے نام نہیں

جانتے۔ اگر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ آدم علیہ سلام کو علم عطا فرماتے ہیں تو پہلے جبرائیل علیہ سلام کو علم ہو جاتا اور آپ بتا دیتے کہ ان چیزوں کے کیا نام ہیں۔ لیکن جبرائیل علیہ سلام کو علم تک نہ ہوا اور آدم علیہ سلام کو اللہ تعالیٰ نے الہامی طریقے سے علم عطا فرما دیا اللہ تعالیٰ نبیوں اور ولیوں کے دلوں میں القاء کر دیتے ہیں اور یہ لوگ جان لیتے ہیں اور کسی دوسرے کو پتہ نہیں چلتا کہ اس شخص کو کیا علم دیا گیا ہے۔ جس کی دوسری مثال سورۃ کہف قرآن پاک میں ہے۔ کہ خضر علیہ السلام کو اللہ علم دے رہے ہیں اور موسیٰ علیہ سلام کو معلوم نہ ہو سکا۔

دوسرا ثبوت

یہاں تک کہ جب آئے اوپر میدان چیونٹیوں کے کہا ایک جیونٹی نے اے چیونٹیوں داخل ہو گھروں اپنوں میں نہ کچل ڈالے تم کو سلیمان علیہ السلام اور لشکر اس کا اور وہ نہ جانتے ہوں پس مسکرایا ہنستا ہوا بات اس کی سے اور کہا اے رب میرے توفیق دے مجھ کو یہ کہ شکر کروں میں نعمت تیری کا جو نعمت رکھی ہے تو نے اوپر میرے۔ (سورۃ نمل آیت نمبر 18-19)

چیونٹی کی آواز تو قریب سے بھی کوئی آدمی نہیں سن سکتا اور سلیمان علیہ سلام دور سے سن رہے ہیں یہ اللہ نے آپ کو علم عطا فرمایا تھا اور آپ اس علم کا شکر ادا کرنے کی توفیق طلب فرما رہے ہیں حالانکہ نبی علیہ سلام تو اللہ کا ہر وقت شکر ادا کرتے ہیں اور اللہ کے شکر گزار بندے ہوتے ہیں یہ آپ کی عاجزی ہے کہ مولا کریم اور توفیق عطا فرما تاکہ میں اس نعمت کی جو کہ بہت بڑی نعمت ہے یعنی خاص علم اس کا اور زیادہ شکر ادا کروں۔

تیسرا ثبوت

وہ ہے جاننے والا غیب کا پس نہیں خبردار کرتا اوپر غیب اپنے کے کسی کو مگر جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبروں میں سے یعنی اللہ تعالیٰ پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے ان پر اپنا غیب کا علم ظاہر کر دیتا ہے اس آیت مبارک سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو غیب کا علم عطا کرتے ہیں۔ (سورۃ جن آیت نمبر 26-27)

چوتھا ثبوت

اور نہیں صاحب تمہارا دیوانہ اور البتہ دیکھا ہے اس نے اس کو بیچ کنارے ظاہر کے اور نہیں وہ اوپر غیب کی بات کے بخیل۔ (سورۃ تکویر آیت 24-23-22)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیات جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں ہیں ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ ہمارے صاحب نبی علیہ الصلواۃ السلام ہیں نہ کہ جبرائیل علیہ السلام صاحب مالک کے معنوں میں آتا ہے امت کا مالک نبیؐ ہوتا ہے نہ کہ فرشتہ اس وقت کافر نبیؐ کو دیوانہ اور مجنوں کہتے تھے نہ کہ جبرائیل علیہ السلام کو۔ دوسری آیت نمبر 23 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو مشرقی کنارے پر ان کی اصلی حالت میں دیکھا ہے اماں عائشہؓ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام زمین سے آسمان تک اور جنوب سے شمال تک پوری مشرقی جانب روکے ہوئے تھے ان کے چھ سو پر تھے ان کی اصلی صورت میں نبیؐ نے دو دفعہ دیکھا۔ عام حالتوں میں جبرائیل علیہ السلام کبھی بدو کی صورت میں اور کبھی کسی صحابی کی صورت میں آتے تھے۔ آیت نمبر 24 میں اللہ تبارک و تعالیٰ صاف فرما رہے ہیں کہ حضرت محمدؐ غیب کی باتیں جانتے ہیں اور بتانے میں کنجوسی بھی نہیں فرماتے تمام مفسرین جن کے عقائد صحیح ہیں اس پر متفق ہیں کہ اس آیت کا یہی مطلب ہے۔

حدیث پاک سے ثبوت

عبدالرحمٰن بن عائش سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کو نہایت اچھی صورت میں دیکھا پس فرمایا ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس چیز میں گفتگو کررہے ہیں میں نے کہا تو خوب جانتا ہے پس اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی سردی اپنے سینے میں پائی۔ میں نے جان لی وہ چیز کہ آسمانوں اور زمین میں تھی اور اسی طرح دکھلایا ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہت آسمانوں اور زمین کی تا کہ ہوجاوے وہ یقین کرنے والوں سے۔ (مشکوٰۃ شریف باب آداب مساجد)

اس حدیث مبارکہ سے بھی واضح ثبوت ملتا ہے کہ نبی ﷺ وہ سب کچھ جانتے ہیں جو کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ان کو بھی میں نے آسمانوں اور زمین کا علم عطا فرمایا تھا تاکہ وہ عین الیقین ہوجائیں۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہ السلام علم غیب جانتے ہیں

قرآن و حدیث سے واضح طور پر ثابت ہے کہ نبی غیب کا علم جانتے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا نبیوں کا علم عطائی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے اور اللہ کی ذات کا علم ذاتی ہے۔ جو کوئی نبیوں کے علم غیب کا انکار کرے وہ غیب کا علم نہیں جانتے تھے تو یہ قرآن و حدیث کا انکار ہے۔

امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ جس چیز کا ثبوت قرآن و حدیث سے مل جائے اس میں عقلی دلیل دینا یعنی عقلی دلیلوں سے اسے جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرنا کفر ہے۔ جس طرح حضرت محمدؐ کا علم غیب جاننا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس کو کوئی

شخص اپنی عقلی دلیل سے کوئی واقعہ پیش کر کے جھٹلائے تو وہ قرآن کی مخالفت کر رہا ہے قرآن کی مخالفت کفر ہے۔

کیونکہ حضورؐ کے متعلق تو ذات باری تعالیٰ نے کھلم کھلا فرمایا ہے کہ تمہارا صاحب علم غیب جانتا ہے اور تمہیں بتانے میں بخیل بھی نہیں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن و حدیث کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

زیارت قبور

قبروں کی زیارت، اختلافی مسئلہ ہے کچھ علماء اس حق میں ہیں کہ قبروں کی زیارت کرنی چاہئے اور کچھ منع کرتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے زیارت قبور سے منع بھی فرمایا تھا اور بعد میں اجازت فرما دی تھی کیونکہ آپؐ کا فرمان ہے کہ میرا حکم میرے حکم کو منسوخ کرسکتا ہے اس لئے بعض موقعوں پر شروع ایام اسلام میں آپؐ نے کچھ کام کئے اور بعد میں منسوخ کردے اور کچھ کام ایسے تھے جن سے پہلے منع کیا اور بعد میں اجازت فرما دی جس کام کے کرنے اور نہ کرنے کے حکم حدیث پاک سے ملتے ہوں تو اس کا فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے بلکہ سوچ و بچار اور بزرگان دین کے عمل کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے۔

حدیث مبارکہ سے زیارت قبور کا ثبوت

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی آپؐ رو پڑے اور ان لوگوں کو رلایا جو آپؐ کے گرد تھے۔ فرمایا میںؐ نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ اس کے لئے مغفرت طلب کروں مجھے اجازت نہیں دی گئی اور میں نے اجازت طلب کی کہ ان کی قبر کی زیارت کروں میرے لئے اجازت دی گئی۔ قبروں کی زیارت کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔ (مسلم، مشکواۃ، زیارت قبور کا بیان)

اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ خود اجازت فرما رہے ہیں اور اللہ کا رسولؐ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کررہا ہے اور رو رہا ہے اس سے بڑھ کر قبروں کی زیارت اور زیارت کے طریقے کا ثبوت اور کیا ہو آخر میں سرکار مدینہؐ خود حکم فرما رہے ہیں کہ قبروں کی زیارت کیا کرو موت کو یاد دلاتی ہیں۔

دوسری حدیث پاک بریدہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تعلیم دیتے تھے کہ جس وقت قبرستان کی طرف نکلیں کہیں سلام ہے تم پر اے گھر والو مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے۔

تیسری حدیث پاک بریدہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب ان کی زیارت کرو۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف)

چوتھی حدیث پاک عائشہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ ﷺ کی باری جس وقت میرے ہاں ہوتی رات کے آخر میں قبرستان کی طرف نکلتے فرماتے سلامتی ہو تم پر اے ایماندار قوم آئی ہے تمہارے پاس وہ چیز کہ تم وعدہ دیئے جاتے تھے کل تک ڈھیل دیئے گئے تھے اور ہم اگر اللہ نے چاہا تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع الغرقد والوں کو بخش دے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ باب زیارت قبور)

عورت کا قبر کی زیارت کرنا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں اس گھر میں داخل ہوتی تھی جس گھر میں رسول اللہ ﷺ مدفون تھے اس حال میں کہ اپنا کپڑا اتار کر رکھتی تھی اور کہتی سوائے اس کے نہیں میرا خاوند اور میرا باپ ہے۔ جب ان کے ساتھ عمرؓ دفن کیئے گئے اللہ کی قسم میں نہیں داخل ہوئی مگر جس وقت کہ اپنے کپڑے باندھے ہوئے یعنی پردہ کرکے حضرت عمرؓ سے حیا کرتے ہوئے۔ (احمد۔ مشکوٰۃ)

اس حدیث پاک سے کتنے مسائل حل ہوئے ہیں ایک عورتوں کا قبر پر جانا ثابت ہوا کیونکہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بھی عورت ہیں اور بار بار اپنے والد اور اپنے شوہر کی قبر پر جاتی ہیں تو عورتوں کا قبرستان جانا حضرت عائشہؓ کی سنت ہوئی۔ ام المؤمنین

حضرت عائشہؓ کوئی عام عورت نہیں ہیں پاک ہستی ہیں جن کی پاکیزگی اور بزرگی خود اللہ کی ذات مقدسہ نے قرآن پاک سورۃ نور میں بیان فرمائی ہے۔ ایسی بزرگ ہستی سے جو کام ثبوت ہو وہ غلط یا گناہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت عائشہؓ س یہی ثبوت ہے کہ جب آپ مکہ شریف گئیں تو اپنے بھائی کی قبر پر بھی حاضری دی۔ دوسرا مسئلہ یہ بھی حل ہوگیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بزرگ اور پیغمبر فوت ہوکر مٹی ہوجاتے ہیں۔ اس حدیث پاک سے ان کی یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ اگر بزرگ فوت ہوکر مٹی ہوجاتے ہیں تو ام المومنین حضرت عائشہؓ کا حضرت عمرؓ سے حیا کرنا اس کا کیا مطلب ہوا؟ ام المومنین کے فرمان پاک سے صاف ظاہر ہے کہ آپؓ حضرت عمرؓ سے دفن ہونے کے بعد پردہ فرما رہی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگ اپنی قبروں میں بھی زندہ ہیں اور آنے جانے والوں کو دیکھتے ہیں اس لئے آپ پردہ فرماتی تھیں اور حیاء کرتی تھیں۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مرد اور عورتیں سب قبروں کی زیارت کرسکتے ہیں کیونکہ خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قبرستان میں جاتے تھے اور دعا فرماتے تھے لوگوں کو تاکید اور اجازت فرماتے ہیں کہ قبرستان جایا کرو اور ان کے لئے دعا کرو اور خود ان سے عبرت حاصل کرو کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور حدیث نمبر 3 سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں کہ میں نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب میں اجازت دیتا ہوں۔

قبر کی زیارت سے گناہ معاف ہوتے ہیں

محمدؒ بن نعمان سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کے بعد کی اس شخص کے اس دن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ (شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف، باب زیارت قبور)

اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام مسلمانوں کے متعلق فرما رہے ہیں کہ جس نے بھی اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کی اس کے اس دن کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ یہ تو ایک عام گناہگار مسلمان کی قبر کی زیارت کی فضیلت ہے تو جو شخص اللہ کے دوست کامل ولی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کے کتنے گناہ معاف ہوتے ہوں گے۔ ذرا غور فرمائیں کہ سرکار مدینہ کے فرمان کے مطابق قبروں کی زیارت سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور یہ نیکی کا کام ہے۔ جو لوگ اس نیکی کے کام سے مخلوق کو روکتے ہیں خود فیصلہ کریں کہ وہ مسلمان ہیں یا شیطان۔ ایسے لوگ مسلمان تو ہو نہیں سکتے کیونکہ مسلمان ہمیشہ مسلمان کا ہمدرد ہوتا ہے کبھی اپنے مسلمان بھائی کی نیکی برباد نہیں کرتا۔ شیطان' مسلمانوں کا کھلم کھلا دشمن ہے ہر نیکی کے کام میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے نیکی سے روکنا شیطان کا کام ہے۔ جو لوگ مزارات کی زیارت سے مسلمانوں کو منع کرتے ہیں وہ شیطان کے ساتھی ہیں ایسے شیطانوں کے شر سے اللہ اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین!

مزار پاک کی زیارت سے مسلمانوں کی بخشش ہوجاتی ہے

حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن عمر العمری نے کہا سنا میں نے سعید المقبری سے کہتے تھے کہ فرمایا رسول پاک ﷺ نے جس نے میری زیارت کی میرے وصال کے بعد پس گویا اس نے زیارت کی میری حالت حیات میں اور جو میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ (انتھی وفاء الوفاء جلد دوم صفحہ 400 تصحیح العقائد صفحہ 32)

دوسری حدیث پاک حضرت سعیدؓ سمعانی سے مروی ہے انہوں نے حضرت سیدنا علی علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک اعرابی ہمارے پاس آیا جب کہ تین دن ہوئے ہم

حضور پاک ﷺ کو دفن کر چکے تھے اس نے اپنے آپ کو قبر پر ڈال دیا اور قبر پاک کی مٹی لے کر سر پر ملنے لگا اور عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہؐ آپؐ کے قول کو ہم نے سنا اور آپؐ نے اللہ اور ہم نے آپؐ سے حاصل کیا اور جو چیز آپؐ پر اتاری گئی اس میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی اپنے نفسوں پر ظلم کر کے آپؐ کے پاس آئے اور اللہ سے مغفرت چاہے تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں حاضر ہوا ہوں تاکہ آپؐ میری مغفرت فرمائیں۔ قبر سے آواز آئی کہ بے شک تجھے بخش دیا گیا۔ (وفا الوفاء ۔ تصحیح العقائد)

ان دونوں احادیث مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ جس نے بھی روضہ رسولؐ کی زیارت کی اس کی بخشش ہوگئی کیونکہ نبی ﷺ قیامت کے دن اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ دوسری حدیث پاک سے خلاصہ بات سمجھ آرہی ہے کہ اعرابی کو سرکار مدینہ روضہ اقدس سے آواز دے رہے ہیں تجھے بخش دیا۔ جو شخص بھی صحیح عقائد کے ساتھ روضہ رسولؐ کی زیارت کرتا ہے اس کی بخشش ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے فرمانات سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ جو لوگ ایام حج میں مسجد نبوی شریف کی زیارت کی غرض سے یا چالیس نمازوں کی ادائیگی کے لئے جاتے ہیں اور روضہ رسولؐ کی زیارت کی نیت نہیں کرتے وہ اس انعام سے قطعی محروم رہیں گے۔ اللہ ایسی بد بختی سے بچائے۔ آمین!

اولیاء کرام کی زیارت سے علم حاصل ہوتا ہے اور بخشش ہوجاتی ہے۔

سورۃ کہف قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرما رہے ہیں کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور علم حاصل کرو۔ مناقب حضرت خواجہ اویسؒ قرنی میں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے معتبر صحابہ کو دعا کیلئے بھیج رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان کی دعا سے میری امت کی کثیر تعداد بخشی جائے گی۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ اولیاء

کرام کے پاس جانے سے ان کی صحبت میں رہنے سے علم حاصل ہوتا ہے اور بخشش نصیب ہوتی ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت کی بہتری حاصل ہوتی ہے۔ جن لوگوں سے اسقدر فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کا ادب کس قدر ہونا چاہئے۔ یہ سجدہ تعظیم کے باب میں گزر چکا ہے کہ اولیاء کرام اور انبیاء کرام کی دست بوسی قدم بوسی اور سجدہ تعظیم قرآن و حدیث سے ثبوت ہے۔ بزرگان دین یعنی اولیاء کرام کا اس پر عمل رہا ہے اگرچہ مولوی لوگ ادب کی مخالفت کرتے ہیں ان کی سمجھ سے باہر ہے کہ بزرگوں کا ادب کیوں ہوتا ہے ان کا کیوں نہیں ہوتا مریدوں میں ادب مراتب طے ہونے سے آتا ہے پڑھنے لکھنے سے ادب پیدا نہیں ہوتا چونکہ علماء حضرات کے مراتب اللہ کے ہاں بلند نہیں ہوتے یعنی ان کو اللہ کی معرفت نصیب نہیں ہوتی اس لئے ان میں ادب پیدا نہیں ہوتا۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسقدر ادب زندگی میں ہوگا اسی قدر بعد وصال بھی ہوگا۔

حدیث نمبر 1۔ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضورؐ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا جب کہ وہ مردہ تھے اور نبی ﷺ رو رہے تھے کہ آپؐ کے آنسو حضرت عثمانؓ کے چہرہ پر تھے۔ (ابو داؤد' ترمذی شریف' ابن ماجہ)

حدیث نمبر 2۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر مکان سے جو مسخ میں تھا آئے یہاں تک کہ گھوڑے سے اتر کر مسجد میں داخل ہوئے اور کسی سے کلام نہ کیا حضرت عائشہ کے یہاں تشریف لائے تو حضورؐ کا قصد فرمایا آپؐ بردیمانی اوڑھا دیئے گئے تھے آپ نے

حضورؐ کا چہرہ کھولا آپؐ کی طرف جھکے پس آپؐ کو بوسہ دیا اور روئے۔ (رواہ البخاری والترمذی)

حدیث نمبر 3۔ ابودرداؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ بیت المقدس فتح کرکے واپس لوٹے اور جابیہ پہنچے تو حضرت بلالؓ نے کہا کہ مجھے شام میں رہنے دیں امیر المؤمنین نے ایسا ہی کیا اس کے بعد راوی نے وہاں پہنچنے اور دریا میں اترنے کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ پھر حضرت بلالؓ نے حضورؐ کو خواب میں دیکھا آپؐ فرماتے ہیں اے بلال یہ کیا ظلم ہے تیرے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تو میری زیارت کو آئے اس خواب کو دیکھ کر آپ بہت خوفزدہ ہوئے اور راحلہ پر سوار ہوکر مدینہ طیبہ کا قصد کیا جب مدینہ پہنچے تو روضہ اطہر پر حاضر ہوئے قبر شریف کے پاس پہنچ کر روئے اور اپنا چہرہ قبر شریف پر ملنے لگے اتنے میں حضرت امام حسن و حسین علیہم السلام تشریف لائے حضرت بلالؓ ان دونوں کو لپٹانے اور چومنے لگے۔ (وفاء الوفا شریف)

حضرت امام حنبلؒ کا بوسہ قبر کے بارے میں فرمان

عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت امام احمد بن حنبل سے پوچھا اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو حضور انور ﷺ کے منبر کو مس کرتا ہے اور بوسہ دیتا ہے اور قبر مبارک کے ساتھ بھی یہی کرتا ہے یعنی بوسہ دیتا ہے اور اس میں خدا سے ثواب کی امید کرتا ہے آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ (وفا الوفا شریف)

مزار مبارک کا احترام بمطابق حیات طیبہ

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے خلیفہ ابو جعفر سے فرمایا اے امیرالمؤمنین اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں اپنی آواز بلند نہ کرو اللہ تعالیٰ نے قوم کو ادب سکھایا کہ تم اپنی

آوازوں کو حضورؐ کی آواز پر بلند مت کرو۔ ایک قوم کی مدح فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو حضورؐ کے پاس پست رکھتے ہیں اسے موجب تقویٰ قرار دیا اور ایک قوم کی برائی بیانکی اور ارشاد کیا بے شک وہ لوگ جو کہ حجروں کے عقب سے پکارتے ہیں اکثر جاہل ہیں۔

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا حضورؐ کی حرمت و عزت جس طرح زندگی میں تھی ویسی ہی بعد میں ہے ابو جعفر نے قبول کر کے سرخم کردیا اور کہا اے ابوعبداللہ میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا حضورؐ کی طرف منہ کر کے امام صاحب نے فرمایا تو اپنے منہ کو اس ذات سے جو تیرے لئے وسیلہ اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کے لئے قیامت میں وسیلہ ہے کیوں منہ پھیرتا ہے بلکہ تو ان کی طرف متوجہ ہو اور انہیں کو شفیع بنا۔ پس وہ اللہ سے تیری شفاعت کریں گے۔ (علامہ قاضی عیاضؒ کی شفا شریف)

زیارت قبور نبی علیہ الصلواۃ والسلام کی سنت ہے

مذکورہ بالا احادیث نبویہؐ اقوال و اعمال صحابہؓ کرام اور بزرگان دینؒ یعنی اولیاء کرام سے یہ بات بخوبی ثابت اور واضح ہوچکی ہے کہ قبور کی زیارت ثواب کا کام ہے نبی پاک ﷺ کی سنت ہے عورتوں کے لئے ام المومنین اماں عائشہؓ کی سنت ہے صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرام کا اس سنت پر ہمیشہ عمل رہا ہے۔ وہ تمام بزرگ صحابہ اور بزرگان دین اسی عقیدہ سے مزارات کی زیارت کرتے تھے کہ اس عمل سے گناہ معاف ہوتے ہیں مراتب بلند ہوتے ہیں فیض و برکت نصیب ہوتی ہے۔ اور آدمی صالح اعمال کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے اور اسی طرح فیض و برکت نصیب ہوتی ہے۔ جس طرح ان بزرگوں سے زندگی میں حاصل ہوتی تھی۔ مزرات کا ادب بھی اسی طرح ضروری ہے۔ جسطرح ان بزرگوں کا زندگی میں ادب ہوتا تھا۔ یعنی عام مسلمانوں کی قبر پر السلام علیکم یا اہل القبور کہنا کافی ہے۔ جس بزرگ کی زندگی میں دست بوسی اور قدم بوسی روا

تھی اس کے مزار پاک کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا یہ باعث برکت و نجات ہے۔

اٹھارواں باب

صاحب قبر کو اپنی مصیبت کے وقت پکارنا

1۔ تحقیق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پیر میں موچ آگئی ان سے کہا گیا کہ جو تمہیں تمام انسانوں میں زیادہ محبوب ہو اسے یاد کرو۔ پس انہوں نے بلند آواز سے کہا یا محمدؐ (شفا شریف)

2۔ حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کا مشہور شعر کتاب استیعاب میں درج ہے۔ آپؓ نے فرمایا یا نبیؐ اور آپؐ کے دونوں ساتھیوں کا روضہ کیا ہماری مدد نہیں کریں گے کیا ہماری فریاد نہیں سنیں گے۔

3۔ علامہ حصن حصین .سند صحیح حدیث نقل فرماتے ہیں جب کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا اہم ضرورت پیش آئے تو کہے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

مندرجہ بالا حدیث نبویؐ اور صحابہ کرامؓ کے قول و فعل سے یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مصیبت کے وقت بزرگوں کو پکارنا صحیح ہے اور حضورؐ کے فرمان کے مطابق ہے۔ صحابہ کرامؓ کا اس پر عمل رہا ہے اگر ایسا کرنا شرک یا بدعت ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان عالی شان جو کہ اوپر تیسرے نمبر پر درج ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

اللہ کے بندے اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام اور اولیاء کرام رحمتہ اللہ اجمعین کو مشکل کے وقت پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا سنت رسولؐ اور سنت صحابہ کرامؓ ہے۔ بزرگان دین کا آج تک اس پر عمل ہے۔ ان لوگوں کو اللہ نے مخلوق کی مدد کرنے کی توفیق اور اختیار عطا فرمایا ہے دیئے ہوئے اختیار کا استعمال کبھی شرک نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ایسے لوگوں سے مانگنا شرک ہے۔ اگر ایسا کہنا شرک ہوتا تو سرکار مدینہ یہ کبھی نہ فرماتے کہ یا عباد اللہ اعینونی حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو کہ معتبر اور

بزرگ صحابی ہیں یا محمدؐ کہہ کر تکلیف سے نجات حاصل کرتے ہیں دوسرے صحابی حضرت نابغہ تینوں بزرگوں کے مزارات سے مخاطب ہیں اور عرض کررہے ہیں کہ یا محمدؐ اور دونوں ساتھیوں کے مزار ہماری فریاد سنیں اور ہماری مدد کریں۔

اب غور فرمائیں کہ اگر مزار یا صاحب مزار کو مدد کے لئے پکارنا شرک ہوتا تو یہ صحابہؓ کرام ایسا عمل بالکل نہ کرتے کیوں کہ صحابہؓ اول ہدایت پر ہیں ان کا نقش قدم ہمارے لئے مشعل راہ ہے صحابہ کرامؓ کی بزرگی اور بخشش کی پیش گوئی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمائی ہے حوالہ جات پیچھے گزر چکے ہیں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مصیبت کے وقت اپنے بزرگوں کو پکارنا اور ان کا مدد کرنا

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ پاکپتن شریف اپنے پیرو مرشد شہباز طریقت حضرت بابا فرید الدین شکر گنجؒ کے مزار اقدس پر حاضری دیگر قافلے کے ساتھ واپس دہلی جارہے تھے کہ راستے میں ڈاکو آگئے اور قافلے کو لوٹنا شروع کردیا قافلے والے شور کرنے لگے اور اللہ سے مدد مانگنے لگے خواجہ محبوب الٰہیؒ نے نبی کریمؐ کی حدیث پاک کے مطابق جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مصیبت کے وقت اللہ کے بندوں کو مدد کے لئے پکارو۔ یا فرید یا فرید یا فرید پکارا۔ ایک دم ایک آدمی گھوڑے پر سوار آیا اور محبوب الٰہی کو قافلہ سے علیحدہ کھڑا کر کے یہ کہہ کر غائب ہوگیا کہ آپ یہاں کھڑے رہیں آپ کو کوئی نہیں چھیڑے گا آپ وہاں کھڑے رہے ڈاکو قافلہ لوٹ کر چلے گئے اور آپ ان کے شر سے محفوظ رہے اس دن آپؒ اس حدیث پاک کے متعلق عین الیقین ہوگئے آپ فرماتے ہیں کہ اس دن سے میں روزانہ ایک تسبیح یا فریدؒ کی کرتا ہوں اس طرح کے بیشمار واقعات تزکرہ اور سیر کی کتابوں میں موجود ہیں۔

حضرت عمرؓ کا پکارنا یا ساریۃ الجبل

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمرؓ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک شخص کو امیر بنایا جس کا نام ساریہ تھا آپؓ خطبہ دے رہے تھے کہ آپؓ نے پکار کر کہا۔ یاساریتہ الجبل اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑ لشکر سے قاصد آیا کہنے لگا اے امیرالمومنین جب ہم دشمن سے ملے تو ہماری شکست ہوئی ایک پکارنے والے نے پکارا اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑ ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ نے ان کو شکست دی۔ (بھیقی۔ دلائل النبوۃ۔ مشکواۃ شریف کرامات کا بیان)

اللہ کے بندوں کو دور سے پکار کر مدد طلب کرنا یا ان کا کسی کی مدد کرنا

قرآن پاک اور حدیث پاک سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے پر مہربان ہوتے ہیں اور انعام فرمانا چاہتے ہیں تو اسے اپنے کسی مقبول بارگاہ بندے کے پاس بھیجتے ہیں مثال کے طور پر قرآن پاک سورہ کہف میں موسیٰ علیہ سلام اور خضر کا واقعہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولوالعزم رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرما رہے ہیں کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور علم حاصل کرو۔ موسیٰ علیہ سلام گئے اور علم حاصل کیا اب لوگ کہتے ہیں کہ پیروں کے پاس کیا لینے جاتے ہو ان کے پاس کیا رکھا ہے بندے سے مانگنا شرک ہے ایسا کہنے والے صریحاً قرآن پاک کی مخالفت کر رہے ہیں قرآن پاک کی مخالفت گمراہی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام دور و نزدیک حیات و ممات ہیں یکساں ہیں

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ صحابہ کرامؓ نبی علیہ صلواۃ سلام کو حیات طیبہ کے بعد بھی مدد کیلئے پکارتے تھے اور مصیبتوں سے نجات حاصل کرتے تھے ۔ حضرت عمرؓ نے اپنے سپہ سالار ساریہ کو دور سے پکار کر اس کی مدد کی اور اس کی شکست کو فتح میں بدل دیا۔

اللہ کے بندوں کو پکارنا اللہ کو پکارنا ہے ان سے محبت اللہ سے محبت ہے
حدیث پاک من ر آنی فقد راء الحق نبی علیہ صلواۃ سلام نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا
قرآن پاک (اے محمدؐ) مٹھی بھر خاک تم نے نہیں پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔ (سورۃ انفال)
بیشک وہ لوگ جو تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر ہے۔ (سورۃ فتح)
اے ایمان والو اللہ اوراس کے رسولؐ سے آگے نہ بڑھو۔ (سورۃ حجرات)
اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبیؐ کی آواز سے اونچا نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تمھارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو اور جو لوگ اپنی آوازوں کو نبیؐ کے پاس پست رکھتے ہیں وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے پرہیز گاری کیلئے منتخب کر لیا ہے اور ان کے لئے اجر عظیم ہے۔ (سورۃ حجرات)
اب غور فرمائیں نبی فرما رہے ہیں کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے جو ریت پھینکی میں نے پھینکی جس نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی میرے ہاتھ پر بیعت کی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی بے ادبی سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں مزید اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو میرے محبوب کی اطاعت کرو۔ خلاصہ بات یہ ہے کہ آپؐ کے افعال کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں یعنی جو کچھ بھی نبیؐ کرتے ہیں اللہ کرتا ہے اورجو سلوک مخلوق حضورؐ سے کرتی ہے وہ بھی اللہ سے ہی کرتی ہے جیسے بیعت کرنا فرمایا اسی طرح حضورؐ سے محبت کرنا بھی اللہ سے محبت کرنا ہے اور آپؐ کو پکارنا اللہ کو پکارنا ہے کام اللہ تعالیٰ خود کرتے ہیں اور نام اپنے بندے کا کرتے ہیں

حدیث قدسی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو میرے ولی سے دشمنی رکھتا ہے وہ مجھے جنگ کا چیلنج کر رہا ہے وہ میرے ساتھ لڑنے کیلئے تیار ہو جائے (متفق علیہ۔ مشکواۃ' بخاری شریف ۔ ذکر کا بیان جلد اول ص ۴۹۱)

ذات باری تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ ولیوں کا دشمن خدا کا دشمن' ان کا دوست اللہ کا دوست

پورے باب کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ کے بندوں کو پکارنا مدد طلب کرنا ان سے محبت کرنا انکی اطاعت کرنا بزرگوں کا مصیبت ٹال دینا مدد کرنا عین قرآن و سنت اور حدیث پاک و بزرگان دین کے قول و فعل کے مطابق ہے یہ کہ کسی طرح بھی شرک بدعت یا گمراہی نہیں ہے بلکہ ایسا کہنے والے خود جاہل اور گمراہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے جاہلوں کی گمراہی کے شر سے محفوظ فرمائیں۔ آمین!

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی
مرد نظر کرے جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

میاں محمد بخشؒ

حیات و ممات یکساں ہے

قرآن پاک سے پہلا ثبوت۔ جو خدا کی راہ میں قتل کیئے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔ (سورۃ بقرہ)

1۔ اور نہ گمان کرنا ان کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مرا ہوا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس وہ روزی دیے جاتے ہیں بڑے مگن ہیں اس پر جوان کو اللہ نے دیا ہے۔ اپنے فضل سے۔ (آل عمران)

مندرجہ بالا آیات قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے شہدائے کرام کی یہ شان بیان فرمائی ہے کہ وہ

مردہ نہیں زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق یہ خیال بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں۔

وفات کے بعد حیات کا احادیث مبارکہ سے ثبوت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ بیہقی۔ وفاالوفا۔ (جلد دوم صفحہ 405

2۔ ابن شہابؓ اور اوس بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک زمین انبیائے کرام کے جسد کو نہیں کھاتی فرمایا تحقیق زمین پر خدا نے نبیوں کے جسد کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ)

3۔ ابوحریرہؓ سے روایت ہے جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا میں اس کو سنتا ہوں اور جس نے دور رہ کر درود پڑھا وہ مجھ پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ (وفاء الوفا جلد دوم صفحہ 404)

4۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا بیشک میرا علم بعد وفات بھی ایسا ہے جسا زندگی میں تھا۔ (بیہقی فی حیات الانبیاء)

5۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا مجھ پر تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں جب میں اچھی بات دیکھتا ہوں تو اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور جب بری بات دیکھتا ہوں تو خدا سے تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ انتہی وفاء الوفا جلد دوم صفحہ 406

6۔ عبداللہ بن عمرؓ العمری سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری زیارت کی میرے وصال کے بعد پس گویا اس نے زیارت کی میری حالت حیات میں اور جو میری زیارت کرے گا قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ انتہی وفا الوفاء جلد دوم صفحہ 400)

پچھلے علماء کا اس مسئلہ میں عقیدہ

حافظ سیوطیؒ اپنی کتاب تنویر میں لکھتے ہیں حضورؐ یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں آپؐ کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی انبیاء کرام کو اپنی قبروں سے نکلنے اور تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا ہے دنیا میں بھی اور عالم بالا یعنی آسمانوں میں بھی۔

علامہ قسطلانی امام احمد امام محمد وغیرہم

فرماتے ہیں کہ حضور پاکؐ کی حیات و وفات میں کوئی فرق نہیں آپ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں ان کی حالتوں ان کی نیتوں ان کے ارادوں ان کے دلوں کے خیالات تک کو پہچانتے ہیں اور یہ سب آپؐ پر روشن ہے جس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں ۔(مافی مواہب لدنیہ جلد دوم صفحہ 387)

شرح مسلک میں ہے

حضور تیری حاضری تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے احوال اور مقام کوچ سے بھی واقف ہیں اور اس کو جانتے ہیں۔ ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط مستقیم میں لکھا ہے بے شک شہداء بلکہ تمام مسلمان جس وقت مسلمان ان کی زیارت کریں اور ان پر سلام بھیجیں تو وہ پہچانتے اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (وفاء الوفا جلد دوم صفحہ 405)

نبی کریمؐ نے فرمایا جمعہ کے دن اور رات کو درود شریف کثرت سے بھیجا کرو کیونکہ باقی دنوں میں ملائکہ تمہارا درود پاک پہنچاتے ہیں لیکن جمعہ کے دن اور رات کو میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔ اللہ رب العالمین ہیں حضورؐ رحمتہ العالمین ہیں۔

تمام جہانوں کے پالنے والی اللہ کی ذات ہے وہ سب جہانوں کی مخلوق کو اپنی

رحمت سے رزق پہنچاتے ہیں کیڑے کو پتھر کے اندر روزی دیتے ہیں۔ درند چرند کیڑے مکوڑے جن وانس سب کو اپنی رحمت سے پالتے ہیں۔ خشکی میں سمندر میں فضا میں ہر جگہ موجود مخلوق کو رزق دیتے ہیں اور یہ روزی دینے کا عمل رحمت سے ہوتا ہے غضب سے نہیں ہوتا غضب سے تو اللہ تعالیٰ برباد کرتے ہیں اور مخلوق کو غرق کر دیتے ہیں۔ اللہ سب جہانوں کا رب ہے اور حضورؐ سب جہانوں کی رحمت ہیں۔ کیونکہ سب جہان مالک کی رحمت سے آباد ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ اے میرے محبوب میں نے تجھے سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے تو جس جگہ رب العالمین موجود ہیں وہاں رحمتہ العالمین بھی موجود ہیں اللہ کی یہ صفت ذاتی ہے اور حضورؐ کی عطائی ہے اللہ نے یہ صفت اور توفیق عطا فرمائی ہے۔ (حضرت قبلہ عالم پیر احمد میاں قدس اللہ سرہ العزیز)

معتبر صحابہؓ سے یا محمدؐ مدد پکارنے کے مزید ثبوت

حضرت خالد بن ولیدؓ کا مقابلہ جب مسیلمہ کذاب سے ہوا تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمان بہت ہی کم تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے جب حضرت خالد بن ولیدؓ اور اور ان کے ساتھیوں نے جو ثابت قدم تھے دیکھا کہ حالت نازک ہے تو انھوں نے صحابہ کے طریقے کے مطابق پکارنا شروع کیا۔ چنانچہ ہر صحابی کی زبان پر یا محمدؐاہ محمدؐاہ جاری تھا اور یا محمدؐ پکارنے کا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کی شکست فتح میں بدل گئی مسیلمہ کذاب ہلاک ہوا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ نمبر 324 جلد نمبر 6 - ابن اثیر صفحہ 2,152 طبری 3,250

جنگ یرموک میں کفار کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی اور مسلمانوں کی تعداد صرف ستائیس ہزار ان میں ایک سو بدری صحابی تھے تعداد کی کمی کی وجہ سے بار بار پیچھے

ھٹنا پڑتا اور فتح کی کوئی صورت نظر نہ آتی ایسی مایوسی کے عالم میں سب صحابہؓ نے حضورؐ کو مدد کیلئے پکارا چنانچہ ہر صحابی کے لبوں پر یہ نعرہ تھا یا محمدؐ یا منصور امتک۔ یا محمدؐ یا منصور امتک یا محمدؐ یا منصور امتک۔ یعنی یا محمدؐ امت کو فتح دینے والے اپنی امت کی خبر لیجئے۔ اس نعرہ کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایسا زبردست حملہ کیا کہ میدان جنگ کا نقشہ بدل گیا حضورؐ نے مدد فرمائی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کسی بھی صحابی نے نہ فرمایا کہ اے حضورؐ کے صحابیو تم نے حضورؐ کو مدد کیلئے پکار کر شرک کیا ہے حالانکہ ان میں اکثر بزرگ صحابہ تھے جن کے جنتی ہونے کی بشارت قرآن پاک میں موجود ہے۔ (ناسخ التواریخ و واقدی)

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں قحط پڑگیا ایک عرصہ تک بارش نہ ہوئی تو ایک صحابی نے حضورؐ کے روضہ انور پر حاضری دی اور عرض کی۔ یارسول اللہ اپنی امت کے لئے اللہ سے بارش مانگئے ورنہ وہ ہلاک ہوجائے گی۔ پس حضورؐ اس صحابی کو خواب میں ملے اور فرمایا عمرفاروقؓ کے پاس جا ان کو میرا سلام کہہ اور ان کو بارش کی بشارت دے۔ البدایہ والنہایہ صفحہ 92,7

قطب وقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ فرماتے ہیں۔ یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے۔ اے حبیب کبریا فریاد ہے سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل۔ اے میرے مشکل کشا فریاد ہے۔ (گلزار معرفت)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نزدیک یاعلی یاعلی یاعلی پکارنا

پکار علی کو جن کی ذات مظہر عجائب ہے جب تو انھیں پکارے گا تو انھیں اپنے دکھوں اور مصیبتوں میں اپنا مدد گار پائے گا پریشانی اور رنج ابھی دور ہوتا ہے آپ کی مدد سے یاعلی۔ یاعلی۔ یاعلی۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۱۳۸ جواہر خمسہ

حضور غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا فرمان

جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دور ہو۔ جو سختی میں میرا نام لے وہ سختی دور ہو۔ اور جو کسی حاجت میں اللہ کی طرف مجھے وسیلہ پکڑے وہ حاجت پوری ہو اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجے پھر عراق شریف یعنی بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جاتے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت پوری ہو۔ بھجتہ الاسرار۔ خلاصۃ امفاخر۔ نزہتہ الخاطر۔ تحفہ قادریہ۔ زبدۃ الآثار۔ یہ کتابیں شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ امام ابو الحسن نورالادین امام عبد للہ بن اسد یافعی مکی علامہ علی قاری مکی۔ ضاحب مرقاۃ شرح مشکوۃ کی ہیں مطالعہ فرمائیں۔

اسی وجہ سے بڑے بڑے مشائخ کرام سلسلہ قادریہ یہ وظیفہ پڑھتے تھے اور پڑھتے رہیں گے۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ

دوسرے سلاسل کے بزرگوں سے ثبوت ہے کہ وہ بھی اپنے بزرگوں کے نام کا وظیفہ کرتے تھے اور مشکل کے وقت انہیں پکارتے تھے اور مدد حاصل کرتے تھے جیسا کہ خواجہ محبوب الہی ' حضرت نظام الدین اولیاء کا واقعہ پیچھے گزر چکا ہے۔ اب بھی بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار اقدس پر یہی نعرہ گونجتا ہے حق فرید۔ یا فرید۔ پورا نعرہ اس طرح ہے یہ نعرہ علی احمد صابرؒ جو کسی تعارف کے محتاج نہیں انہوں نے لکھا تھا اور فرمایا تھا کہ بہشتی دروازہ سے یہی نعرہ لگاتے ہوئے گزرو۔

اللہ محمد۔ چار یار۔ حاجیؒ خواجہؒ قطبؒ فریدؒ۔ حق فریدؒ یا فریدؒ

ایک اعتراض

معترضین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں فرمایا ہے کہ ایاک نعبد و

ایاک نستعین اس کا مطلب ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ جب باری تعالیٰ خود فرمار ہے ہیں کہ مجھ سے مدد مانگو تو پھر یا محمدؐ مدد یا علی مدد یا کسی اور ہستی کو مدد کیلئے پکارنا صاف شرک ہے۔

جواب اس طرح آدھی آدھی آیات سنا کر مخلوق کو دھوکہ دیتے ہیں جس طرح گمراہ درویش جو نماز نہیں پڑھتے وہ بھی قرانی آیت پیش کرتے ہیں جو کہ نشہ کے بارے میں ہے۔ مت جاؤ قریب نماز کے جب تم نشہ کی حالت میں ہو۔ وہ بھی پوری آیت نہیں سناتے صرف اتنا کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں.کہ نماز کے قریب نہ جاؤ اور اگلا حصہ نہیں پڑھتے اس طرح سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کر دیتے ہیں۔

اسی طرح سورۃ فاتحہ بھی اس آیت پر ختم نہیں ہوئی اس کی اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ یا محمدؐ مدد یا علی مدد اور یا غوث اعظم کہنے کی تعلیم فرمار ہے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا دے ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ یعنی آسان لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے اللہ فرماتے ہیں کہ میری عبادت کرو اور مجھ سے مدد مانگو تاکہ میں تمہیں اپنے بندوں کا راستہ دکھا دوں جن پر میں نے انعام فرمایا ہے وہی سیدھا راستہ ہے اللہ کے انعام والے بندے کون ہیں۔ نبیؑ ہیں صدیقؓ ہیں شہداء اور صالحین ہیں۔ (قرآن) سورۃ النساء آیت نمبر69)

صدیق شہداء اور صالحین صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرام ہیں ان کا راستہ اور طریقہ یہی تھا کہ وہ مشکل کے وقت یا محمدؐ یا علی یا غوث اعظمؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پکارتے تھے۔ اور وہ سب اللہ کے مقبول بارگاہ بندے تھے ان لوگوں کو مشرک کہنے والا خود مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور دیگر اس طرح کے معتبر صحابہ کرامؓ ایسے اولوالعزم اور بزرگ لوگ تھے کہ جن کے متعلق قرآن

حکیم اور حدیث پاک میں بشارتیں موجود ہیں کہ یہ سب لوگ جنتی تھے ان کے بعد شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ غوث الثقلین، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بابا فرید الدین شکر گنجؒ اور خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء صابر صاحبؒ سب اللہ کے مقرب بندے تھے ان کا نقش قدم عین دین ہے۔ ان کا طریقہ بھی یہی تھا جیسا کہ پیچھے درج ہوچکا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے بزرگوں سے ثبوت ہے۔ عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے۔ کتاب ہذا میں مزید ثبوت اور لمبی بحث کی گنجائش نہیں۔ تفصیل کے لئے ان بڑی کتابوں کا مطالعہ کریں جن کے حوالہ جات پیچھے درج ہیں۔

عقلی دلیل ہر عقل مند آدمی یہ بات آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ عربی تھے اور عربی ان کی مادری زبان تھی۔ سورۃ فاتحہ بھی عربی میں ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ سب صحابہؓ نمازی تھے۔ تو کیا ان بزرگ صحابہؓ کو ایاک نعبد و ایاک نستعین کا مطلب سمجھ نہ آیا۔ چودھویں اور پندرھویں صدی کے علماء کو ہی اس آیت کی سمجھ آئی؟ ایسا نہیں ہے قرآن و حدیث کو وہی صحیح سمجھے گا جسے نبی علیہ الصلواۃ والسلام کی روح سے قرب نصیب ہوگا۔ صحابہؓ کرام حضورؐ کے صحبت یافتہ تھے اور فنا فی الرسولؐ کی منزل پاچکے تھے۔ جیسا کہ صدیق اکبرؓ سے ثبوت ہے کہ کسی صحابی نے ایک بات صدیق اکبرؓ سے پوچھی اور بعد میں حضورؐ سے پوچھی تو نبیؐ نے وہی جواب دیا۔ جو صدیقؓ نے دیا تھا یہ قرب روحی سے تھا ورنہ صدیق اکبرؓ نے وہ بات اس سے پہلے سرکارؐ سے پوچھی ہوئی نہیں تھی۔ اس طرح قرآن و حدیث کا مطلب صحابہ کرامؓ وہی سمجھے جو اللہ رسولؐ کے نزدیک تھا اور آج کل کے علما اس کے خلاف سمجھتے ہیں جو کہ حق نہیں۔ صحابہ کرامؓ اول ہدایت یافتہ لوگ تھے کیونکہ انہوں نے سب کچھ حضور سرکار دوجہاںؐ سے دیکھا اور سنا تھا۔ وہ بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ کیونکہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی

پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے اس لئے صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں آج کل کے علماء کی بات نہیں مانی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حق بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

پیر پیغمبر یا ماں باپ کے نام پر بکرا ذبح کرنا

دوسرا اعتراض

معترضین ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ "مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ کسی کھانے والے پر یہ حلال نہیں مردار' لہو سور کا گوشت اور جس پر غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو حرام ہیں۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر 146)

جواب مردار لہو اور سور کا گوشت حرام ہے اس پر تو سب فرقے متفق ہیں۔ آیت کے اگلے حصے پر وہابی دیو بندی اور اہل حدیث غیر مقلد اختلاف کرتے ہیں وہ غیر خدا کا نام پکارنے سے یہ مطلب لیتے ہیں کہ جو لوگ کہہ دیتے ہیں قربانی کا بکرا غوث پاک کی گیارھویں کا بکرا یا پیر مرشد یا نبیؐ کے نام کا بکرا۔ اس طرح کہنے سے بکرا حرام ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے یہ آیت ذبح کے بارے میں ہے کہ جب کوئی جانور ذبح کرو تو بسم اللہ اللہ اکبر تین مرتبہ پکارو اور تکبیر کردو۔ ذبح کے وقت اگر کوئی شخص بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے اپنے پیر پیغمبر یا اپنے ماں باپ یا کسی کا بھی نام پکارتا ہے اور چھری چلا دیتا ہے تو وہ جانور حرام ہو گیا۔ پیر اور پیغمبر یا ماں باپ کے نام پر چھوڑا ہوا بکرا جو بسم اللہ اللہ اکبر تین بار پڑھ کر صحیح جگہ چھری چلا کر ذبح کیا تو وہ عین حلال ہے معترضین اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں کیونکہ اللہ واسطے کا رکھا ہوا بکرا جس پر کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ کے نام کا ہے خیرات کریں گے اسے ذبح کے وقت پیٹ میں چھری مار کر یا سر میں ڈنڈا

مار کر ہلاک کردیا جائے تو گیا وہ حلال ہے۔ ایسی حالت میں وہ حلال جانور حرام ہوگیا کیونکہ ذبح کے وقت اس پر بسم اللہ اللہ اکبر تین بار نہیں پکارا اور چھری بھی صحیح جگہ نہیں چلائی حالانکہ پورا سال اس پر اللہ کا نام پکارا گیا ذبح کے وقت نہیں پکارا تو حرام ہوگیا۔ اسی طرح پیر یا پیغمبر یا کسی بھی مسلمان کے نام کا چھوڑا ہوا بکرا جو بسم اللہ اللہ اکبر تین بار پڑھ کر ذبح کیا خیرات کی اس کا ثواب فوت ہونے والوں کو بخشا یہ سب کچھ صحیح ہے اس کو کھانا حلال ہے۔ صحابہ کرامؓ اور نبیؐ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

صحابہ کرامؓ سے ثبوت

جب مکہ فتح ہوا تو مشرکین مکہ نے بتوں کے نام پر جانور چھوڑے ہوئے تھے۔ جس طرح ہندو بھی مندر یا بتوں کے نام پر گائیں چھوڑ دیتے ہیں بالکل اسی طرح انہوں نے بھی لات منات عزیٰ ہبل اور ببل کے نام پر گائے اور بکریاں وغیرہ چھوڑ رکھی تھیں جب صحابہؓ کرام کا شہر پر قبضہ ہوگیا تو ان جانوروں کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کس کے جانور ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ جانور بتوں کے نام منت کے جانور ہیں صحابہؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ ان جانورں کا کیا کیا جائے۔ رحمت اللعالمینؐ نے فرمایا ان کا کیا کرنا ہے۔ ذبح کرو اور کھاؤ۔

غور فرمائیں کہ بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور تو حرام نہیں ہوتا سرکار دوعالمؐ فرما رہے ہیں کہ ذبح کرو اور کھاؤ تو پیر اور پیغمبر کے نام پر چھوڑا ہوا جانور کس طرح حرام ہوجائے گا۔ یہ سب ان کی سمجھ کا فتور ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ کے صدقے سب مسلمانوں کو سمجھ اور ہدایت عطا فرمائیں۔ آمین!

عقائد باطلہ خیالات فاسدہ اور حسد و بغض سے دل و دماغ پاک صاف رہیں۔
حضور انور سید عالم ﷺ کی محبت اور پیر و مرشد کا عشق تمام امور پر غالب ہو
کتاب و سنت اور بزرگان دین کے نقش قدم پر زندگی گزرے۔
میری یہ تالیف جسے میں نے عامتہ المسلمین کی واقفیت کے لئے لوجہ اللہ مرتب
کیا ہے اس سے مسلمانوں کو صحیح فوائد نصیب ہوں۔
تالیف کتاب و طباعت میں جن احباب نے میری معاونت فرمائی وہ دولت دارین
سے مالا مال ہوں۔

تمت بالخیر

پیر غلام نبی چشتی جہانگیری

، انیسواں باب

ختم شریف

فرض عبادات کی تین اقسام ہیں۔ 1۔ جسمانی عبادت جس کا تعلق انسان کے جسم سے ہے۔ مثلاً نماز روزہ اور قرآن پاک کا سننا یہ فرض ہیں۔ تلاوت قرآن پاک تسبیح و تہلیل دعا اور استغفار کرنا سنت و نفل ہے۔ 2۔ دوسری قسم مالی عبادت ہے جس کا تعلق مال سے ہے جیسے زکواۃ فرض ہے' صدقہ اور خیرات وغیرہ سنت و نفل ہیں۔ 3۔ تیسری قسم کی عبادت وہ ہے جس کا تعلق دونوں سے ہے۔ مثال کے طور پر حج کعبہ' اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پہنچ کر جسم کے ساتھ بھی ارکان ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح ختم شریف کا تعلق بھی دونوں قسم کی عبادات سے ہے اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور جسمانی عبادت سے تلاوت قرآن پاک بھی کی جاتی ہے۔ پھر ان دونوں عبادات کا ثواب فوت ہونے والوں کو پہنچایا جاتا ہے جس کا ثبوت قرآن پاک حدیث مبارک اور بزرگان دین یعنی اولیاء کرام کے عمل سے ملتا ہے۔

سنت نبویؐ کے مطابق اس کا مختصر طریقہ یہ ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر تین دفعہ سورۃ اخلاص ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی ہے اور اس کا ثواب جس کو پہنچانا مقصود ہو بخشا جاتا ہے۔

اس کا نام ختم کیوں ہے؟

سورۃ اخلاص کی فضیلت کے بارے میں نبیؐ نے فرمایا کہ یہ تہائی قرآن ہے۔ تین دفعہ سورۃ اخلاص (یعنی قل ھواللہ) مکمل پڑھنے سے ختم قران پاک کا ثواب ملتا ہے اور ختم شریف میں سورۃ اخلاص لازمی تین دفعہ پڑھی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اس کا نام ختم رکھا گیا۔

کھانا سامنے رکھ کر ختم پڑھنا سنت رسولؐ ہے

ملا علی قاری فتاویٰ الاوزجندی میں نقل فرماتے ہیں۔

حدیث نمبر 1 حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ فرزند رسولؐ کی وفات کا تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ حضورؐ کے پاس خشک کھجور اور دودھ لائے جس میں جو کی روٹی تھی اس کو حضورؐ کے سامنے رکھا۔ حضورؐ نے اس پر فاتحہ اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیرے اور حکم دیا کہ اسے لوگوں میں تقسیم کردو۔

حدیث نمبر 2 حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو بھوک نے بہت ستایا تو صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ کھانے کی چیزیں ختم ہوگئی ہیں سب لوگ بھوک سے پریشان ہیں اجازت ہو تو سواری کے اونٹ ذبح کرلیں۔ آپؐ نے اجازت فرمادی۔ صحابہؓ چھریاں وغیرہ لے کر چل پڑے آگے سے حضرت عمرؓ ملے۔ آپؓ نے فرمایا اس کام میں جلدی نہ کرو میں حضورؐ سے عرض کرتا ہوں۔ آپ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ سرکار ریگستان کا سفر ہے راستہ بہت لمبا اور دشوار گزار ہے اگر سواری کے اونٹ ذبح کرلئے تو سفر بہت مشکل ہوجائے گا۔ حضورؐ سمجھ گئے کہ عمرؓ کیا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے اپنا رومال مبارک بچھایا اور فرمایا جو کچھ کسی کے پاس بچا ہے وہ لے آؤ۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ میں سے کوئی مٹھی بھر کھجوریں کوئی روٹی کا ٹکڑا اور کوئی ستو اور چنے وغیرہ لایا تو وہ اتنا جمع ہوا جتنا بکری کا نوزائیدہ لیٹا ہوا بچہ (یعنی دو کلو کے برابر اندازہ یا اس سے بھی کم) تو حضورؐ نے ان چیزوں کو سامنے رکھ کر دعا فرمائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا اپنے اپنے توشہ دان بھرلو۔ سب نے اپنے توشہ دان بھر لئے اور وہ چیزیں اتنی ہی تھیں۔ ذرا بھی کم نہ ہوئیں۔ (جبکہ لشکر ہزاروں کی تعداد میں تھا)

حدیث نمبر 3 حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو میری والدہ ام سلیم نے کھانا بطور ہدیہ میرے ہاتھ حضورؐ کی خدمت میں بھیجا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ حضورؐ سے میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا کہ اس موقع پر یہی کچھ ہے۔ اسے قبول فرمائیں۔ جب میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا انسؓ اسے رکھ دو اور فلاں فلاں کو بلا میں بلاتا گیا۔ حتیٰ کہ تین سو آدمی ہو گئے۔ تو میں نے دیکھا حضورؐ نے وہ کھانا اپنے سامنے رکھا اور جو چاہا پڑھا پھر کھانے میں اس قدر برکت ہوئی کہ سب لوگ شکم سیر ہوئے۔ آپؐ نے مجھے فرمایا باقی کھانا لے جا میں بقیہ کھانا دیکھ کر اندازہ نہ کر سکا کہ جو میں لایا تھا وہ زیادہ تھا یا یہ زیادہ ہے۔ (بخاری مسلم متفق علیہ)

اب غور فرمائیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر قرآن یعنی ختم شریف پڑھنے سے کھانا حرام ہو جاتا ہے ان کا یہ قول و فعل صریحاً سنت رسولؐ کے خلاف ہے کیونکہ حضورؐ نے خود ختم شریف پڑھا یعنی تین بار سورۃ اخلاص اور ایک دفعہ فاتحہ' اب بھی صحیح العقائد یہی ختم پڑھتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ اس کے اول آخر درود شریف پڑھتے ہیں یہ بھی سرکار دوجہاں کے فرمان کے مطابق ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں سے روایت ہے کہ جب تک حضورؐ پر درود نہ پڑھا جائے ہر دعا آسمان اور زمین کے درمیان رکی رہتی ہے اوپر نہیں پڑتی۔ حضورؐ نے ختم شریف پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور کھانا تقسیم کرنے کا فرمایا اور لوگوں نے وہ کھانا کھایا ختم پڑھنے اور کھانا کھلانے والا خود نبیؐ کھانا کھانے والے حضورؐ کے صحابہ۔

اب خود فیصلہ کریں کہ جو لوگ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل کو نعوذ باللہ حرام کہیں وہ مسلمان ہیں یا شیطان ہیں۔ روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر ختم شریف پڑھنا کھانا کھانا اور کھلانا عین سنت رسول مقبولؐ کے

مطابق ہے۔ صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرام کا اس پر عمل رہا ہے۔

قل خوانی، دسواں، چالیسواں اور سالانہ ختم شریف کا ثبوت

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن پر چالیس روز تک زمین کے وہ ٹکڑے جن پر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے جن سے اس کے عمل چڑھتے تھے اور وہ کہ جن سے اس کی روزی اترتی تھی روتے رہتے ہیں۔ (شرح الصدور صفحہ 24)

حضور نبی کریم ﷺ نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے تیسرے، دسویں، چالیسویں دن چھٹے مہینے اور سال کے بعد صدقہ دیا خیرات کی۔ (کذافی الانوار۔ مجموعۃ الروایات۔ خزانۃ الروایات)

حدیث پاک انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا میت پر پہلی رات سخت ہے پس اس کے لئے صدقہ و خیرات کرو اور لائق ہے کہ ہمیشگی کرو۔ صدقہ میت پر سات دن اور دوسری روایت میں کہ چالیس روز تک میت اپنے گھر کی شائق ہوتی ہے۔ (ملا علی قاری فتاویٰ جندی)

حدیث پاک عباد بن ابی صالح سے روایت ہے کہ حضورؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء احد کی قبور کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ اور دعا فرماتے تھے۔ حضورؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ و عثمان غنیؓ بھی آیا کرتے تھے۔ (رواہ بن شیبہ وفا الوفاء)

سراج الہدایہ میں ہے جس وقت روح منتقل ہوتی ہے اس وقت کی احتیاط کی جائے کیونکہ مردوں کی روحیں عرس کے دنوں میں ہر سال اس وقت جبکہ روح نکلی تھی اپنی جگہ پر آتی ہے اور خوش ہوتی ہے اور اس میں بڑی تاثیر ہے یعنی روحانی فیض و

برکت نصیب ہوتے ہیں۔

حدیث پاک قل خوانی کی حدیث پیچھے درج ہو چکی ہے کہ حضورؐ نے اپنے صاحبزادے کی قل خوانی تیسرے دن کی اور دودھ کھجوریں اور جو کی روٹی پر ختم دیا اب بھی لوگ بچوں کی قل خوانی اسی طرح کرتے ہیں کہ دودھ اور فروٹ وغیرہ پر ختم شریف پڑھتے ہیں اور تقسیم کردیتے ہیں جو کہ عین سنت کے مطابق ہے۔

قل خوانی یعنی سوم کے چنوں پر کلمہ پڑھنا

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں نقل فرماتے ہیں۔
حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا مجھے حضور کریم ﷺ سے حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے اس کی مغفرت ہو اور جس کے لئے اتنی بار کہا جائے اس کی بھی مغفرت ہو۔

میں نے اتنی ہی بار لا الٰہ الا اللہ پڑھا اور اس میں کسی کے لئے خاص نیت نہ تھی میں اپنے رفقاء میں سے ایک رفیق کے یہاں دعوت میں گیا ان میں ایک وہ جوان بھی تھا جس کے کشف کا شہرہ تھا وہ کھانا کھاتے وقت رونے لگا سبب پوچھا کہ اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں میں نے اپنے دل میں پڑھے ہوئے کلمہ طیبہ کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا وہ جوان اسی وقت ہنسنے لگا اور کہنے لگا اب میں اپنی ماں کو اچھی جگہ دیکھتا ہوں امام محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں میں نے حدیث پاک کی صحت اس جوان کے کشف سے پہچانی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے پہچانی۔

تیجہ ساتہ گیارہویں کونڈے سبیل چہلم عرس یا برسی کرنا

یہ سب ایصال ثواب کے نام ہیں ایصال ثواب احادیث مبارکہ سے ثابت ہے بلکہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ آپؐ نے اپنے بیٹے کی قل خوانی یعنی تیجہ کیا اور اپنے چچا کا تیجہ ساتہ دسواں چالیسواں اور سالانہ عرس کیا اور نبی علیہ الصلواۃ والسلام کا فرمان پیچھے درج ہوچکا ہے کہ میت کے لئے صدقے میں ہیشگی کرو تو اس فرمان کے مطابق کوئی شخص جس وقت اور جس نام سے بھی صدقہ خیرات اور ایصال ثواب کرتا ہے وہ عین سنت رسولؐ کے مطابق ہے۔

فوت ہونے والوں کے لئے بخشش مانگنے کا قرآن پاک سے ثبوت

وہ جو ان کے بعد آئے وہ یوں دعا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے با ایمان گزر چکے ہیں۔ (قرآن پاک پارہ 28)

قرآن پاک سے دوسرا ثبوت

حضرت ابراھیم علیہ السلام دعا فرماتے ہیں اے ہمارے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنین کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو۔

حدیث پاک سے ثبوت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت امت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے ان کو گناہوں سے پاک و صاف کردے گا۔ (شرح الصدور صفحہ 128)

دوسری حدیث حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ

قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان کے اعمال سے لاحق ہوں گی تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے ہیں تو فرمایا جائے گا یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہیں جو اس نے تمہارے لئے کیا۔ (شرح الصدورر)

تیسری حدیث حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب میرادرجہ کیونکر بلند ہوا؟ ارشاد ہوا کہ تیرا بیٹا جو تیرے لئے دعائے بخشش مانگتا ہے۔ اس کے سبب سے تیرا مرتبہ بلند ہوا ہے۔ (مشکواۃ شریف)

حضرت حماد مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان میں گیا اور وہیں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو گیا خواب میں میں نے دیکھا کہ اہل قبور حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے کہا کیا قیامت قائم ہوگئی ہے انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۃ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے جس کو ہم ایک سال سے بانٹ رہے ہیں۔ (شرح الصدور)

مالی عبادات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میری ماں مرگئی ہے اور اس نے وفات کے وقت کوئی وصیت نہیں کی اگر میں صدقہ کروں تو کیا اس کو ثواب پہنچے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ (مسلم کتاب الزکواۃ' بخاری کتاب الوصایا' موطا امام مالک' ابوداؤد)

حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میری ماں مرگئی ہے تو کونسا صدقہ افضل ہے۔ جو ماں کیلئے کروں۔ فرمایا پانی تو سعدؓ نے کنواں کھدوا دیا۔ اور کہا کہ یہ سعدؓ کی ماں کیلئے ہے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الزکواۃ)

اس حدیث مبارک سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت سعدؓ کی ماں کا کنواں کہنا

جائز ہے اس سے صراحتاً" ثابت ہوا کہ جس کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ اور خیرات کی جائے اور اس صدقہ و خیرات پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ یہ سبیل حضرت امام حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلا کے لئے ہے یا یہ کھانا صحابہ کرامؓ اہل بیت یا یہ خیرات گیارھویں شریف غوث اعظم کے لئے یا کونڈوں کا ختم شریف اس کا ثواب امام جعفر صادق علیہ السلام یا خواجہ غریب نواز کے عرس کی نیاز۔ یہ سب بزرگوں کے لئے ہے۔ تو اس طرح کہنے سے حرام نہ ہوگا۔ ورنہ پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ اس کنویں کا پانی حرام تھا کیونکہ اس پر پکارا جاتا تھا کہ یہ کنواں سعدؓ کی ماں کے لئے ہے۔ حالانکہ اس کنویں کا پانی نبی کریمؐ صحابہ اجمعین تابعین تبع تابعین اور اہل مدینہ نے پیا۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ ان سب حضرات نے حرام پانی پیا؟ نعوذ باللہ جس کوئیں کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ سعدؓ کی ماں کے لئے اس کا پانی حضورؐ اور صحابہؓ کے نزدیک حلال و طیب ہے تو اس طرح ہر قسم کی نیاز کھانا سبیل کا پانی چاہے کسی بزرگ کی طرف منسوب کیا جائے اور ایصال ثواب کی خاطر ان کا نام پکارا جائے عین حلال اور طیب ہے۔

مختصر طور پر قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے حوالہ جات درج کردیئے گئے۔ تفصیل کے لئے ان بڑی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں ان میں سینکڑوں ثبوت درج ہیں۔

حق بات

یہ بات عین حقیقت ہے کہ نبی علیہ الصلواۃ والسلام سے لے کر آج تک سب بزرگان دین اپنے بزرگوں کے ختم شریف کرتے آرہے ہیں خود نبی علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے صاجزادے اور اپنے چچا کے تمام ختم شریف یعنی قل خوانی دسواں چالیسواں اور سالانہ عرس وغیرہ کیا اس میں خیرات کی اور کھانا سامنے رکھ کر اس پر ختم شریف پڑھا اسی طرح عین سنت رسولؐ کے مطابق سب اولیاء کرام اپنے بزرگوں کے عرس کرتے

رہے ہیں کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یہ کارخیر اور فیض و برکت کا چشمہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

ہندو پاک میں جتنے بھی بڑے بڑے بزرگوں کے مزارات ہیں اب بھی ان کے عرس اسی طرح منائے جاتے ہیں۔ جس طرح وہ لوگ زندگی میں اپنے بزرگوں کا مناتے تھے ان کا یہ عمل قرآن پاک اور سنت رسولؐ کے عین مطابق ہے ثبوت پچھلے صفحات پر درج ہے۔ اب جو لوگ ختم شریف ایصال ثواب یا نیاز فاتحہ پر اعتراض کرتے ہیں تو وہ حضورؐ کی سنت کو ہی بدعت کہتے ہیں کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان پاک ہے کہ ایک زمانہ آئے گا لوگ سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت کہیں گے اب وہ وقت آچکا ہے ایسے گروہ موجود ہیں جو ختم شریف کو جو کہ سنت رسولؐ ہے بدعت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ اور جاہل لوگوں کی شیطانی چالوں سے بچائیں اور اپنے انعام یافتہ بندوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

بوقت اذان انگوٹھے چومنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک عاشقان رسولؐ کا یہ معمول ہے کہ جس وقت مؤذن اشہد ان محمد الرسول اللہ کہتا ہے تو وہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ اس عمل سے حضورؐ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ جس سے حضورؐ کے نام کی عزت و عظمت مقصود ہے اس کا اصل معتبر صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

پہلا ثبوت ذکر کیا دیلمی نے فردوس میں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب مؤذن کا قول اشہد ان محمد الرسول اللہ سنا چوما اپنے دونوں پوروں کو انگشت شہادت کے اور لگایا دونوں کو آنکھوں پر۔ پس حضورؐ نے فرمایا جو میرے دوست کی طرح یہ فعل کرے گا

اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔

دوسرا ثبوت مسند فردوس میں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اشہد ان محمد الرسول اللہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوما میں اس کا جنت میں قائد اور داخل کرنے والا ہوں گا۔

تیسرا ثبوت یہ فعل سنت خلفائے کرام (خلفائے راشدہ) ہے انگوٹھے چومتے وقت کہے کہ اے خدا تو میری آنکھوں کی حفاظت فرما اور انہیں منور فرما۔ (شرح وقایہ)

ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ فعل مجرب ہے جس کی آنکھ میں جھلی ہوتی تو میں اسے اس فعل کے کرنے کا حکم دیتا۔

ابن خلکان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کسی نے یہ فعل پابندی سے کیا وہ آنکھ کی تکلیف سے امن میں رہے گا۔ جب تک زندہ رہے گا۔

الغرض بوقت اذان انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگانا صحیح اور باعث برکت و نجات ہے۔ یہ حضورؐ کے فرمان کے مطابق صحابہؓ اور اولیاء کرامؒ کی سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ عمل ہے۔ آپؐ ہمیشہ صحابہ کرامؓ کو یہ عمل کرتے دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بابرکت عمل پر ہمیشہ ثابت قدم رکھیں۔ آمین!

کسی بھی عبادت کے بعد دعا یا جنازہ کے بعد دعا

کچھ لوگ دعا کی مخالفت کرتے ہیں نماز جنازہ کے بعد اور نماز کے بعد دعا نہیں مانگتے۔ بلکہ اسے بدعت کہتے ہیں۔ دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ نماز اور نماز جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد دعا کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طریقہ سے دعا مانگو جس طریقہ سے اللہ

اور اس کے رسولؐ نے فرمایا ہے۔ اب حدیث پاک سے دیکھتے ہیں کہ سرکار دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کا کیا طریقہ فرمایا ہے۔

دعا کا طریقہ

مشکواۃ شریف میں ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر سوال کرو۔

دوسری حدیث بھی اس مشکواۃ شریف میں۔ حضورؐ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ شرم و لحاظ کرنے والا ہے۔ کرم کرنے والا ہے۔ اپنے بندے پر کہ جب وہ ہاتھ اٹھائے اللہ کی طرف تو پھیردے وہ اس کے ہاتھوں کو خالی۔ (وہ کبھی خالی نہیں پھیرتا)

حصن حصین شریف میں ہے دعا کے آداب میں ہے کہ پھیلانا دونوں ہاتھوں کا اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا۔

بیہقی نے دعوت کبیر میں نقل کیا ہے صائب بن یزید نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضورؐ جس وقت دعا فرماتے تو اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے اور پھر ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیرتے۔

ابوداوٗد میں درج ہے حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا دعا عبادت ہے۔

کنز الاعمال حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ جو ان کے بعد آئے وہ یوں دعا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے

پہلے باایمان گزر چکے ہیں۔ (پارہ 28)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر فرمایا ہے آپؑ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنین کو بخشدے جس دن حساب قائم ہو۔

مشکواۃ شریف حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے راویت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مردہ کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے باپ ماں بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے اور جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اس کو دنیا و مافیا سے محبوب تر ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا فرماتے ہیں اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لئے بخشش کی دعا مانگی جائے۔

مشکواۃ شریف حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے میرے رب میرا درجہ کیونکر بلند ہوا؟ ارشاد ہوا کہ تیرا بیٹا تیرے لئے دعائے بخشش مانگتا ہے اس کے سبب سے۔

ابوداؤد' مشکواۃ شریف حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے اس پر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دعا کرو پھر اس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک اور حدیث پاک میں دعا مانگنے کے بے شمار ثبوت درج ہیں جس طرح

ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور مومنین کی دعا پیچھے درج کی گئی ہے اس طرح قرآن پاک میں آدم علیہ السلام کی دعا درج ہے۔ یونس علیہ السلام کی دعا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں خود باری تعالیٰ دعا اور دعا کا طریقہ فرما رہے ہیں کہ مجھ سے کیا مانگو اور کس طرح مانگو۔ حدیث مبارکہ سے بھی اس طرح بے شمار ثبوت ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ دعا عبادت ہے یہ ایسی دعا کے بارے میں ہے جو بغیر عبادت مانگی جائے وہاں دعا عبادت ہے اور جو دعا عبادت کے بعد مانگی وہاں عبادت کا مغز ہے۔ دعا مانگنا اللہ کا حکم ہے نبی علیہ الصلواۃ والسلام کی سنت ہے صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرامؒ کا بھی اس سنت پر عمل رہا ہے۔ نبی علیہ الصلواۃ والسلام نماز کے بعد جنازہ کے بعد دفن کے بعد اور جب بھی قبرستان تشریف لے جاتے تھے دعا فرماتے تھے اور صحابہ سے بھی فرماتے تھے کہ اپنے مدفون بھائی کے لئے دعا کرو۔

یہ بات واضح ہے کہ دعا کرنا نبیوں کا طریقہ ہے تمام انبیاء علیہ السلام اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے ثبوت ہے کہ آپؐ برکت کی دعا نماز کے بعد دعا فتح کے لئے دعا امت کے لئے دعا رزق کی دعا مردوں کے لئے بخشش کی دعا بارش کی دعا الغرض ہر قسم کی دعائیں فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ مجھ سے مانگو اور بندہ کہے کہ میں نہیں مانگتا تو یہ بندگی نہیں فرعونیت ہے اللہ سے دعا مانگنا بندے کا حق ہے اور دعا کا سننا اور قبول کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان ہے۔

جس طرح عبادات کی اقسام ہیں مثلاً فرض عبادت سنت اور نفلی عبادت وغیرہ اسی طرح دعا بھی عبادت ہے اس کی بھی وہی اقسام ہیں جو دعا جس وقت سرکار دو جہاںؐ نے فرمائی۔ وہ ہمارے لئے سنت ہے۔ جو نہیں فرمائی وہ نفلی عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ گناہ یا بدعت قطعاً نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسولؐ نے کہیں نہیں فرمایا کہ دعا نہ مانگو۔ جو لوگ دعا کی مخالفت کرتے ہیں وہ اصل میں قرآن و حدیث کی ہی مخالفت

کرتے ہیں۔ قرآن و سنت کی مخالفت گمراہی ہے۔ کبیرہ گناہ ہے اور کبھی کبھی یہ مخالفت کفر تک جا پہنچتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاکؐ کے طفیل ایسے گمراہوں کے شر سے محفوظ فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

چند نصائح

1۔ مسالک کے لئے فرائض اور واجبات کا ترک کسی حال میں جائز نہیں صرف مجذوب مستثنیٰ ہے۔

2۔ خلاف شریعت اور خلاف طریقت کوئی کام مرید کو نہ کرنا چاہیئے۔ سماع وجد اور سجدہ تعظیم جو کہ بمنزلہ سلام اور قدم بوسی کے ہے کے علاوہ اور کسی مسئلہ میں علمائے ظواہر حنفیہ سے صوفیائے کرام کا اختلاف نہیں ہے۔

3۔ خانقاہ کے اندر شیخ کو جس طرح سلام کرنا جائز ہے اسی طرح سلام کی نیت سے سجد تعظیم بھی جائز ہے۔ لیکن راستہ پر بازار میں اور دور کے مقام سے شیخ کے مکان کی طرف سجدہ کرنا ممنوع ہے۔

4۔ ان اعمال و افعال کو اختیار نہ کرے جو شرع میں جائز نہیں اور ان کو اپنے شیخ سے بھی نہ دیکھا ہو مرید کو اپنے شیخ کے طریقے اور دستور کے مطابق ہی چلنا چاہیئے دوسرے طریقوں کے رنگ و روپ اختیار نہ کرے۔

5۔ کوئی فضول اور کھیل تماشے کا کام نہ کرنا چاہیئے۔

6۔ وضو اور بے وضو ہر حالت مین ذکر کرنا جائز ہے مگر اعلیٰ یہ ہے کہ ذکر باوضو کرے اور باوضو رہے۔

7۔ بے وضو شیخ کی صحبت میں نہ بیٹھے۔

8۔ حالت جنابت میں زبان سے ذکر کرنا جائز نہیں ذکر قلبی اگر از خود جاری ہو تو حرج نہیں۔

9۔ ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کرے۔

10۔ جن مسائل میں اختلاف ہے ان میں اپنے پیران عظام کی رائے کے مطابق عمل کرے۔ (آئینہ جہانگیری)

غزل

زمین پر ہی نہیں شہرہ ہمارے پیر و مرشد کا
فلک پر بھی بجا ڈنکا ہمارے پیر و مرشد کا

نبیؐ میں انبیاء میں جس طرح سے حضرت احمدؐ
یہی ولیوں میں ہے درجہ ہمارے پیر و مرشد کا

جسے چاہا کیا ادنیٰ سے اعلیٰ آن واحد میں
کرشمہ ہے یہ ادنیٰ سا ہمارے پیر و مرشد کا

خدا کی ماہیت کو آج تک کس نے ہے پہچانا
جو پہچانے کوئی رتبہ ہمارے پیر و مرشد کا

تصرف سارے عالم پر ہے جس کا ظاہر و باطن
خدا نے یہ کیا رتبہ ہمارے پیر و مرشد کا

کوئی حد ہے اداؤں کی کوئی گنتی ہے نازوں کی
بھلا کیا کھینچ سکے نقشہ ہمارے پیر و مرشد کا

خدایا تا قیامت احمدؐ مرسل کے صدقے میں
رہے قائم یہی نقشہ ہمارے پیر و مرشد کا

خداوندا اویسؓ پاک کی نیکی کے صدقے میں
ہمیں بھی خاک پا رکھنا ہمارے پیر و مرشد کا

ہمارے سر پہ اس عالم میں اس عالم میں دونوں میں
رہے سایہ خداوندا ہمارے پیر و مرشد کا

مراقبہ توحیدِ صفاتی غزل

جب حسن ازل پردہ امکان میں آیا
ہر رنگ برنگ ہر اک شان میں آیا

حرمت سے ملائک نے جسے سجدہ کیا ہے
جس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا

اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہ ہے آیت قرآن میں آیا

گل ہے وہی سنبل ہے وہی نرگس حیراں
اپنے ہی تماشے کو گلستان میں آیا

قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے
ہر تار میں بولا وہ ہر اک تان میں آیا

غزل

کیا کہوں کیسی ہوئی مجھ پر عنایت پیر کی
اپنی صورت ہی نظر آتی ہے صورت پیر کی

بندہ ناچیز کو یکتا و ہمتا کر دیا
یہ توجہ یہ عطا ادنیٰ کرامت پیر کی

کفر و ظلمت شرک و بدعت ہوگئے معدوم سب
جب سے قائم ہوگئی دل میں صورت پیر کی

فی الحقیقت راہ مشکل ہے سلوک و عشق کی
طے اسی نے کی ہوئی جس پر عنایت پیر کی

اس جہاں میں ہوگیا دیدار حق جس کو نصیب
اس سے جا کے پوچھے کوئی کیا ہے صورت پیر کی

قطب ہے کوئی ابدال ہے کوئی ہے ولی
زیر سایہ پیر کے اللہ رے رفعت پیر کی

واصل حق جو ہوا تفریق پھر کیا رہ گئی
شان کثرت میں عیاں ہے شان وحدت پیر کی

جیسے تھا معراج کی شب جانا آنا ان میں
ویسے ہے مشکل کشائی میں کرامت پیر کی

ہاتھ کو احمدؐ کے جب حق نے کہا خود اپنا ہاتھ
کیوں نہ ہو پھر صبغتہ اللہ رنگ صورت پیر کی

ہوں اویس قرنیؒ و یا خسرو مولائے روم
جانتے یہ لوگ تھے بے شبہ عظمت پیر کی

شوق ہے اگر حق پرستی کا تو سن اے بے خبر
کر پرستش ذات مولیٰ دیکھ صورت پیر کی

مراقبہ توحید ذاتی

لا موجود الا ھو (کوئی موجود نہیں مگر اللہ) کے معنی کو طالب ہمیشہ اپنے قلب میں دھیان کرے یعنی تمام کائنات میں اللہ کی ہستی کے سوا کوئی شے موجود نہیں ہے اسی کو طالب اپنے قلب میں دھیان کرے اور اس تصور میں ایسا مستغرق ہوجائے کہ اپنے کو اور تمام عالم کو بھول جائے۔ اس مراقبہ کی انتہا میں تمام کائنات طالب کی بصیرت سے غائب ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا دوسرے کی ہستی اس کی نظر میں نہ آئے گی بعد اس کے طالب اپنے آپ کو گم کردے گا۔ اور اس مقام میں اس کو اللہ نور السموات والارض (اللہ زمین و آسمان کا نور ہے) کی حقیقت حاصل ہوگی۔ اس مقام میں پہنچ کر سالک ولایت میں داخل ہوتا ہے یہ ولایت کا دروازہ ہے لیکن اس مقام پر طالب کو فنا کا علم باقی رہتا ہے یعنی طالب نے حق کو پہچان لیا ہے ابھی فنا نہیں ہوا۔ مراقبہ کی کثرت اور ہمیشگی سے انتہا میں فنا کا علم بھی طالب میں گم ہوجائے گا اس مقام کو مقام فناء والفنا کہتے ہیں اور اسی مقام میں لا موجود الا ھو کی حقیقت طالب کو حاصل ہوگی۔

ہدیہ بروح حضور غوث الثقلین قدس اللہ سرہ العزیز

بارگاہ سرکار غوثیت ماب حضور غوث الثقلین سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز النورانی میں اپنی تمام معصیت شعاریوں بشری کمزوریوں پر نظر کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ اے رضوان الٰہی اور رحمت نبویؐ میں آرام فرمانے والے میں گناہ گار وخاطی ہوں عمل و کردار کے لحاظ سے بھی تہی دامن۔ شیئاللّٰہ یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ آپ کو آپ کا ہی واسطہ للہ اک نظر کرم ہو اس کا طفیل جسے آپ نے رہنمائے اولیا مظہر نور خدا بنا دیا یاقیوم مجھے بھی دولت دارین علم معرفت اور اپنا قرب نصیب فرما صبر کی دولت سے سرفراز فرما۔

عقائد باطلہ خیالات فاسدہ اور حسد و بغض سے دل و دماغ پاک صاف رہیں حضور انور سید عالمؐ کی محبت اور پیرو مرشد کا عشق تمام امور پر غالب ہو کتاب و سنت طور بزرگان دین کے نقش قدم پر زندگی گزرے۔

میری یہ تالیف جسے میں نے عامتہ المسلمین کی واقفیت کے لئے لوجہ اللہ مرتب کیا ہے اس سے مسلمانوں کو صحیح فوائد نصیب ہوں۔

تالیف کتاب و طباعت میں جن احباب نے میری معاونت فرمائی وہ دولت دارین سے مالا مال ہوں۔

تمت بالخیر

پیر غلام نبی چشتی جہانگیری

رائے گرامی

(1) مولانا شہاب الدین صاحب ترنڈہ سوائے خاں۔ رحیم یار خان

کتاب ہذا جدید دور کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ مؤلف نے تمام مسائل و فضائل کو عام فہم انداز میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ بات قاری کے دل میں اترتی چلی جائے گی۔

(2) ڈاکٹر لیاقت علی خلیفہ مجاز چشتیاں شریف

بہار طریقت کا بغور مطالعہ کیا۔ کتاب ہذا. مسلمانوں کے عقائد و اعتقاد سنوارنے میں خاص کردار ادا کرے گی۔

(3) کرامت علی ایم۔ اے۔ چک 99 p/ر رحیم یار خان

بہار طریقت کا بڑی باریک بینی سے مطالعہ کیا ہے۔ اس دور کی منفرد اور لاثانی کتاب ہے۔ اس کے فیوض و برکات قاری اپنے اندر محسوس کرے گا۔

(4) محمد اشرف ایم۔ اے۔ اسلامیات گورنمنٹ ہائی سکول تاج گڑھ

بہار طریقت میں ان مسائل تصوف کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن کا یہ دور تقاضا کرتا ہے۔ صوفیا حضرات کے لئے یہ کتاب مشعل راہ ثابت ہوگی۔

توجہ فرمائیں

"بہار طریقت"

کے بعد مصنف کی ایک اور کتاب

"طریقتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم"

کے نام سے جلد ہی چھپ رہی ہے۔ جس میں طریقتِ رسولؐ کے بارے میں تفصیلی معلومات قرآن و حدیث کی روشنی میں فراہم کی جائیں گی۔

کتاب مذکورہ کے بارے میں اگر کوئی اپنی رائے بھیجنا چاہیں تو مصنف ہذا کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

پیر غلام نبی چشتی جہانگیری

چک P/99 رحیم یار خان